TEARED PAGE BOOK TO TIGHT BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222471

UNIVERSAL
LIBRARY

الشعراء تلامیذ الرحمن

حسب الفرمان قبلہ و کعبہ عالی جناب معلی القاب الحاج محمد عبد الشکور بادشاہ صاحب بہادر مظلہ العالی غیر ترک این مجموعہ نو المسمّی بہ



از تصنیفات جناب مولوی ابو الکرم محمد عبد القدوس صاحب ضیوم نوالہ

باہتمام حاجی محمد عبد الرزاق ولد جناب الحاج قادر محی الدین صاحب تاجر مظلہ العالی

در مطبع شرفیہ طلسم حیدر مدراس مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضیا انگیز ہے ای ضو یہ مطلع میرے دیوان کا
فضائے نامہ پر ہی صاف دھوکا مشرقستان کا

لیا ہی بیطرح دل خندۂ گل نے گلستان کا
اڑایا ہی مگر خاکا کسی کے روئے خندان کا

ثنا خوان آسمان پر بدر ہی رخسار تابان کا
شب مہ کلمہ پڑھتی ہی صنم کے زلف پیچان کا

ہی شعلے ہر سر موسے نکلتے ہین
ملا منصب مجھے اُس شمع سے روچراغانکا

دم خ شادِ لب نے رنگ اونکے جمایا تھا
جگر کیا چاک ہونیکو لگا لعل بدخشان کا

پس مردن بھی ہی مدِ نظر طرز پریشانی
لحد ہی کشتۂ گیسو کی تختہ سنبلستان کا

بتون کے ہجر مین چھایا ہی سر پر آسمان ہوکر
دماغ اب اور رکھتا ہی ہوائے آہ سوزان کا

خم ہاین اہل دین بہ بادسے خالقا ہین ہین
ہی چرچا میکدونمین ابروے اہل عصیان کا

ہزارون آرزوئین دفن ہین اک ایک گوشمین — نہ پوچھو حال مجھ سے خانۂ دلہائے ویران کا

رقیبون نے مرے جانے کی ہی آتش افروزی — تماشا اُسکے پاس ہی غون بیابان کا

تا را بیطرح صبح و مسا ایوان گردون پر — ترے رخسارون نے پانی مہ و مہر درخشان کا

مرے دل کی طپش آنسو کے ہر قطرے سے ظاہر ہے — تماشا دیدنی ہی لعل لب اس دُرِ غلطان کا

۹ — ۲

ہوتا ضو اگر عالم مین اک ذرہ ہیر ہو جاتا
سیہ خانہ سخن کا کلمہ گو ہی اُسکے احسان کا

تجلی خیز ہی مضمون یہ اسکے روئے رخشان کا — ہی رشک مطلع خورشید ہر اک صفحہ دیوان کا

خدا جانے ہوا یہ کب مقابل روئے جانان کا — کہ اب تک زرد ہی رنگ آفتاب چرخ گردان کا

بھڑک اٹھے جو شعلہ دل سے میرے آہ سوزان کا — مقابل اوسکے ہوہی ہی یہ سینہ برق تابان کا

ملے گر ایک قطرہ بھی ترے چاہ زنخدان کا — نہ لے پھر خضر ہرگز نام منہ سے آب حیوان کا

رقم گر وصف روئے صاف ہو اہل صفا بولین — کہ ہی ہر رنگ آئینہ ورق ہر ایک دیوان کا

نہ کیون ہو طلعت مہر درخشان طلعت عارض — ستارونکی چمک کہلا رہا ہی نور افشان کا

حقیقت آدمی کی کچھ نہ آئی فہم زاہد مین — ہوا غش سنکے واعظ سے بیان رسن و غلمان کا

نہ تھوکا ہو اگر وہ غیرت گلپان کھا کھا کر — ہوا کیون لال یون معدن مین منہ لعل بدخشان کا

۱۳ تجھے لازم ہے ہمدردی ہمیشہ نوع کی اپنے
عطا اے **ضو** کیا تجھکو خدا نے رتبۂ انسان کا ۲

گہت گیا پایہ قد دلدار سے شمشاد کا
قمریون مین غل ہی مکیسر نالہ و فریاد کا

آج ہے مدِ نظر روئے شہادت کا بناؤ
آئینہ آگے ہی اُسکے خنجر بیداد کا

ہو کچھہ ای فصاد میری سخت جانی کا خیال
منہہ بگڑ جائیگا تیری نشتر فولاد کا

اللہ اللہ پیش گاہِ قامتِ دلدار مین
سرو کو زیبا لقب ہی بندۂ آزاد کا

ہم فضائی وادیٔ مجنون ہی ای لیلیٰ منش
شہر مین بہی نام میرے خانہ برباد کا

وجہ جوش گریہ ہی آوارگی طفل اشک
غم ہے آنکہونکو مرے بربادیٔ اولاد کا

یان کبہی رنج خزان ہی اور کبہی عیش بہار
رنگ ہی ہر روز تازہ گلشن ایجاد کا

اور تو کیا آلامان اونکے کمر کی راہ مین
پاؤن جمتا ہی نہین ہی خامۂ بہزاد کا

کچھہ نہ آیا رحم اوسکو تیغ خون روتی ہی
سخت تر آہن سے ہی ہی دل مرے جلاد کا

عاشق کاکل کو اونکے بال کی زنجیر ہو
میرے جانب یہ خیال اچہا نہین جداد کا

ہوش اڑا دیتا ہی اوس ظالم کا حسن بے عجیب
آج کل پریون مین ہی چرچا ہی آدم زاد کا

کوچۂ جانان مین اوسکو ڈہونڈہنے ای ہمنفس
مامن و ملجا ہے وہ میرے دل ناشاد کا

آکے کردیتی ہی روشن خانۂ تاریک دل
ضو ہی ممنون ای بتِ بے مہر تیری یاد کا

۴ ۱۳

قدرت نے تیرے خال کو اختر بنا دیا
رخ کو شبیہ ماہِ منور بنا دیا

پگھلیگا سوزِ ہجر عزیزاں یہ کس طرح
دلکو تو ان بتوں نے ہی پتھر بنا دیا

جس روز سے شگفتہ ہی گلزارِ حسن و عشق
قمری مجھے تو تجھکو صنوبر بنا دیا

تیرے خرام ناز نے ای نوبہارِ حسن
صحنِ چمن کو آج مشجر بنا دیا

کیا کہئے حال زار کہ سوراخ مومیں
ہیہات لاغری نے مرے گھر بنا دیا

مجھکو ہی ہو حمائلِ خارِ چمن طراز
تو نے جو اوسکو پھولونکا زیور بنا دیا

زیبائی حسن رخ پہ جہانگیر کا خیال
اس آئینہ نے اوسکو سکندر بنا دیا

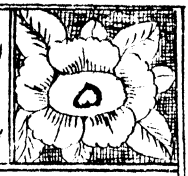
تاثیر گریۂ غم دندانِ یار نے
قطرونکو میرے اشک کے گوہر بنا دیا

آتشکدہ ہے سینۂ سوزان فراق مین
دلکو جلا کے اوسنے سمندر بنا دیا

پیغامِ یار و حی ہی عشاق کیلئے
قاصد کو اپنے اوسنے پیمبر بنا دیا

قسمت نے اوس پہ کیا زرِ فرشِ گل
کانٹون نے مجھہ غریب کا بستر بنا دیا

شاہ و گدا مین فرق نہ کہا اجل نے آہ
دونونکو زیرِ خاک برابر بنا دیا



ای ضو شناے طلعتِ رخسارِ یار نے
روشن مزاجو نکا تجھے افسر بنا دیا



لیل و نہار رشکِ مہ و آفتاب تھا
قدرت خدا کی حسنِ صنم لاجواب تھا

کل گرم تیری بزم مین دورِ شراب تھا
حسرت سے عاشقونکا کلیجہ کباب تھا

بے چین تھا طلاطمِ بحرِ فنا مین دل
تا زندگی نظر مین مآلِ حباب تھا

ہم مفت انتظار مین بے آبرو ہوے
وعدہ ترا ہر ایک صنم نقشِ آب تھا

منہہ مہر کا چھپا رہا پردے مین ابر کے
جس روز آفتاب مرا بے حجاب تھا

آخر جنون مین دشتِ نوردی ہوئی نصیب
ورنہ بہت مرا دلِ خانہ خراب تھا

مین لوٹتا رہا یہان کانٹون پہ تا سحر
کم خواب کے وہ فرش پہ شبِ گرم خواب تھا

رویا جو اونکے گیسو و عارض کے ہجر مین
قطرہ ہر ایک غیرتِ مشک و گلاب تھا

کہنے کو تھا جو غور سے دیکھا تو کچھہ نہین
مین اپنے آپ آنکھو نمین گویا سراب تھا

رونے مین تھے یہ کچھہ مرے آہو نکے گرمیان
پیشِ نظر نظارۂ برق و سحاب تھا

لاغر یہ کچھہ مجھے غمِ فرقت نے کر دیا
پیری کے بھیس مین مرا عہدِ شباب تھا

کیون تو نے مجھہ حزین سے منہہ اپنا پھیر لیا
گردن پہ میرے تیغ پہرانا ثواب تھا

دیوانہ بے وقار بد اطوار کم نصیب
سرکار حسن سے مجھے کیا کیا خطاب تھا

۶ کیا مجھسے ضو رسائی قسمت کا شکر ہو ۱۲
اوس رشک مہ کے بزم مین کل بار یاب تھا

اوس رشک مہ کا حسن جو زیب نظر ہوا — ٹکڑے کتان کے طرح ہمارا جگر ہوا
جل جل کے سوز ہجر بت شعلہ رو مین آہ — کچھہ مین ہی آج ہمدم رقص شرر ہوا
آنکھون کے روبرو نظر آئی عدم کی راہ — پر تو فگن جب اوسکا خیال کمر ہوا
سنبل کو صحن باغ مین سودا کچھہ اور تھا — مطلق برابر اوسکے نہین بال بھر ہوا
آئی قضا لگا جو وہ تیر نگاہ ناز — مین رہن انتظام قضا و قدر ہوا
اقبال روئے زرد خدا داد ہی مجھے — مین کب بتون کے عشق مین خواہان زر ہوا
کیسی یہ نیند اٹھو مرے وصل کے اوڑ اٹھین — درپیش ہی فراق کہ کچھلا پہر ہوا
قسمت کی بات تلخ ہی عاشق سے اختلاط — ملکر رقیب یار سے شیر و شکر ہوا
نکلا نہ یہہ ہی یار کے بالے کے دام سے — حلقہ بگوش گوشہ ستمگر گہر ہوا
آوارہ کر دیا اوسے آسیب عشق نے — صحرا مینای پری ترے مجنون کا گھر ہوا
موجود نام کو ہون نشان تک نہین مرا — گھٹ گھٹ کے مین ہی یار کا موئے کمر ہوا
آیا نہ جب تلک وہ نہ آیا مین آپ مین — اپنے سے آپ ہائے یہ کچھہ بیخبر ہوا

٧ — ضو — ١١

ضو اونکی زلف ورخ کے تصور مین عمر بھر
ہے ہے ستم رسیدۂ شام و سحر ہوا

کچھہ اور جوش پہ ہی ہی جنون یار آیا
چمن مین ابکے عجب موسم بہار آیا

رہا مین آٹھہ پہر پائمال حسرت و یاس
مرے طرف کبھی دن وہ شہسوار آیا

شہید وعدۂ فردا ترے کہین دم حشر
ادہر تو دیکھہ کہ ہی روز انتظار آیا

مرے طرف سے ہی اوس شوخ گل کے دیر خلش
ریاض دہر مین شاید مین ہو کے خار آیا

یہ بیکلی رہی شب بھر کہ اوسکے کوچہ سے
ہزار بار گیا اور ہزار بار آیا

جلایا ہائے یہ سوز فراق جانان نے
کہ پانی پانی مرے روبرو چنار آیا

رہا نصیب رقیبان مدام نشۂ مے
برای دردسر عاشقان خمار آیا

فدائے گرمی رخسار آتشین یار
کہ آفتاب کو بہی دیکھہ کر بخار آیا

الٰہی خیر وہ گل دام گیسوئے مشکین
خبر ہے لیکے چمن مین پی شکار آیا

دماغ پک گیا مفتون زلف مشکین کا
ختن سے ہوتے ہوے گرسوئے تتار آیا

٨ — ضو — ١٢

وہ رشک ماہ بغل مین تھا جو میرے ضو
شب گذشتہ نہ مطلق مجھے قرار آیا

یارا للہ رے شہرہ ترے یکتائی کا
شوق ہی یوسف کنعان کو زلیخائی کا

جاؤن قربان غمِ خال کنارِ لبِ یار
کیا ہی رنگین ہی گوشہ مرے تنہائی کا

بے توقف ہوا آوارۂ صحرائے عدم
عزم دیکھو کہ یار کے سودائی کا

جیسے دیکھا نہین وہ عارضِ پرنور ترا
میرے آنکھو نہین نہین نام ہی بینائی کا

عبرت انگیز ہی روداد بلائے یوسف
نام ای بھائی نہ لے ہائے کسی بھائی کا

ٹھہرتا ہی نہین ہیہات کسی جائے قدم
جیسے دیوانہ ہوا ہون بتِ ہرجائی کا

اب نہین گوشہ نشینی سر بازار ہین وہ
بیطرح حد سے قدم بڑہ گیا رسوائی کا

خطِ پیشانی سے میرے ہین مہ و مہر خجل
داغ چمکا یہ تیرے در کے جبین سائی کا

یہ کہان چشمِ فسون ساز کہان وہ توبہ
دیدنی دیدہ ہی یہ آہوئے صحرائی کا

پانچوین ہم ہی سوار و نہین ہون ای بخت رسا
بت قاتل کو ہی اب عزم صف آرائی کا

عشق ہے خود عالم بالا ہی ترے طلعت پر
مہ و خور پر ہے گمان چشم تماشائی کا

۹

کبھی دیکھا نہین سوئے مہ و خورشید ای ضو
دیدنی ہے یہ دماغ اوسکے تمنائی کا

۱۱

دیکھین گر زلف مین تابان رخِ روشن اوسکا
کلمہ پڑہنے لگین شیخ و برہمن اوسکا

ہون کفِ خاک اوڑا کر مجھے پہنچا دو وہان
ای صبا منزلِ تسکین ہی مسکن اوسکا

سادگی ہی وہی باقی وہی بھولا پن ہی
حشر کرتا ہی جوانی مین لڑکپن اوسکا

باغ کا باغ ہی مصروف ہوا خواہی مین
دم بہر اکرتا ہے ہر اک گل گلشن اوسکا

خاک بھی ہوکے مین محروم تمنا ہی رہا
ہاتھ آیا نہ پس مرگ بہی دامن اوسکا

مانع وعدہ وفائی ہی رقیب بدخواہ
پاؤ بڑہنے نہین دیتا ہی یہ رہزن اوسکا

مسی مالیدہ لب شوخ کی اللہ رے بہا
دم بھر اکرتی ہے گلزار مین سوسن اوسکا

نام بھی جسنے لیا میرا ہوا خارج بزم
پھیر قسمت کا مرا دوست ہی دشمن اوسکا

پائمالی مین سرافراز مری خاک رہے
ہو جو آنا کبھی ہمدم سر مدفن اوسکا

آسمان پر مہ نو دیکھ کے کٹ جاتے ہین
جوہر تیغ ادا ہے خم گردن اوسکا

۱۰

ایک بجلی سی چمک جاتی ہی آنکھون مین مرے
نظر آتا ہے جو ای ضو رخ روشن اوسکا

۱۱

غضب ہے وہ بت دشمن جان نکلا
مرے دل کا یارب ارمان نکلا

دم نزع سودائے زلف صنم مین
جو نکلا ہی دم تو پریشان نکلا

جگر کھا رہا ہی مرا کس مزے سے
غم یار ہی طرفہ مہمان نکلا

کہون عشق کی کیا مین خانہ خرابی
جہان یہ گیا کر کے ویران نکلا

بت مہر وش دامن صبح مین بھی
ہمارا ہی چاک گریبان نکلا

رہا کوئی اپنا نہ اس بیکسی مین
غم یار ہی جان پہچان نکلا

زبان رقیب اور مرا نام صد شکر — الٰہی یہ کافر مسلمان نکلا
ادب فرض اوسکا ہوا عاشقونپر — ترا منہہ بھی ہم طرز قرآن نکلا
نگہ روزن در تلک بھی نہ پہنچی — غضب رہا زن تیر اور بان نکلا
فقط تیرے مژگان و ابرو مین قاتل — مرے قتل کرنیکا سامان نکلا

۱۱ — لیا کھینچ زلفون سے سودائے رخ نے
۱۴ — مرا کام اے ضو یہ آسان نکلا

یہ ماجرا ہی سنبل آشفتہ حال کا — دیوانہ ہے چمن مین ترے بال بال کا
یوسف کو کیون نہ حسن سراپا پہ اے عشق — دیوانہ ہر جمیل ہے تیرے جمال کا
رہتا نہین کسی سے کبھی ایک وضع پر — اچھا ہی برق وش مرا پتلا خیال کا
شبنم نہین ہی آرخ رنگین یار سے — پیدا ہے روے گلپہ عرق انفعال کا
کب تک خمار ہجر مین یہ درد سر رہے — ساقی اب ایک جرعہ شراب وصال کا
شیرینی سخن ہے مناسب دم خرام — ہی شور شش جہت مین ترے بول چال کا
زیبا نہین ہی عمر دو روزہ مین ہائے ہائے — ای بوالہوس شمار تجھے ماہ و سال کا
کچھ بیش و کم نہین ہی سراپائے یار مین — پیدا ہے بند بند سے ربط اعتدال کا
عقبیٰ مین ہی حلال تو دنیا مین ہی حرام — جگر ٹا شراب مین ہی حرام و حلال کا

حسن دو روزہ ہی یہ مگر دوپہر کی دھوپ
چھوتا نہ آفتاب سے لگکر زوال کا

روشن ہی دو ہی دن مین زمانہ پہ نقص مدر
چمکا چاہے تیس روز تمہارے کمال کا

کہتے ہین سیم و زر جسے خاک غلیظ ہے
دھبہ لگے نہ دامن ہمت مین مال کا

اکدن تو یا خدا ہو مددگار بخت خوب
منہہ دیکھہ لون مرے بت فرخندہ فال کا

ضو

۱۲ | ۱۰

اور اوسکو بوسہ گل کی ہوس چیز خوشتر
اوسمین کہان ہے رنگ ترے گورے گال کا

عاشق کے لئے تیغ ہی انداز تمہارا
واللہ گلے کا تو شتاہی ناز تمہارا

اک بات جو کی جانمین جان اگئی واللہ
بڑہ کر دم عیسی سے ہے اعجاز تمہارا

ہو روئے ہو ہمدم آئینہ تصویر
کھل جائے اگر جو سر آواز تمہارا

یہ جرم ہے گردن پہ مری دیدہ تر کے
مین اور چھپاؤنگا نہین راز تمہارا

دم بہرتی ہے دمسا رنگا رنگ ہی اوسکی
ناساز کسی روز نہین ساز تمہارا

صدقہ مین تمہارے قدر غنا کے ہی آزاد
بندہ تھا مگر سرو سرافراز تمہارا

بگڑوگے رقیبونکی اگر بات سنوگے
ہان کان نہ بھر دے کوئی غماز تمہارا

دم بہل نکل جائیگا سینے کا دل زار
آجاؤ کہ ہی نزع مین جانباز تمہارا

آجائے انکھونمین کبھی نور کی صورت
مشتاق نظر ہے نظر انداز تمہارا

۱۳ ای ضو نہین آسان فروغ سخن خوب ۱۰
آئیگا کہان غیر کو انداز تمہارا

لطفِ زبان ہی ذکر کسی گلعذار کا
سنہہ پر مرے سخن کے ہی غازہ بہار کا

آنکہین ادہر لڑی کہ اشارہ نہین کہل گیا
پردا تمہارے لذتِ بوس و کنار کا

دیدار باہمی کا تماشا ہے دیدنی
نرگس سے سامنا ہے مرے نی سوار کا

کچہہ آسمان پہ ہی نہین جما کہکشان رنگ
انداز حسن مین ہے مژہ اشکبار کا

تشبیہ کے لئے نہین آیا کبہی پسند
اوکی نگہ کو ایک نمونہ کٹار کا

کس روز اپنے پاؤن کے ماتہون جنون نہین
دامان دہجیان نہو کو ہسار کا

ہی خوف صبح ہجر شب وصل یار مین
بستر کے ساتہہ پہول مین کہٹکا ہی خار کا

مرتا ہون ایک پر مین نہین مرغ ہزار کا
بازار یون مین چاہئے نالہ ہزار کا

دیکہو تو اب ہر اک زبان کی دراز ہے
دعوا تمہارے سرمہ دنبالہ دار کا

۱۴ کرنا جو چاہے معشوق سے ای جوشش جنون ۸
ضو پر ذرا ہی جبر نہین اختیار کا

کیا کیا زیب بزم ہر اک مہ جبین رہا
گردون پہ شور طلعت روئے زمین رہا

کافور مشک سے وہ بت شکین رہا
اکی ایک بال زلف کا چین چین رہا

آیا نہین نظر کہین اللہ رے حجاب
ہر ایک پردہ مین وہی پردہ نشین رہا

کہنے کو بات بال سے باریک ہی مگر
اوسکی کمر پہ مجھکو گمان کا یقین رہا

رویا جو بیطرح لب و دندانِ یار کو
خلقت مین لعل تو اُمِ در ثمین رہا

ہر رنگ مین بندہا ہی رہا اوس سے سلسلہ
گر مین نیازمند تو وہ نازنین رہا

وہ مجھسے کھینچتا ہی رہا ہاتھ اور مین
ہر رنگ مین غبارِ سرِ آستین رہا

۱۵ باندہا شکار بند سے قاتل نے صو مجھے ۹
خون میرا آج زینتِ دامانِ زین رہا

کیا کہئے اوسکے ہجر مین کیا کیا ثمر ملا
ناسور دل کبھی کبھی زخمِ جگر ملا

عاشق کو ضبط گریہ مین حاصل ہے آبرو
رونے مین خاک کیا تجھے اے چشمِ تر ملا

کیا ہو گئی ہے یہ نہین معلوم ہے مجھے
شہرِ عدم مین بھی نہ سراغ کمر ملا

ہاتھ آیا کچھ نہ صندلی رنگون کے عشق مین
ای ہم نفس ملا تو فقط درد سر ملا

مین اپنی بولتا ہون وہ ہی اپنی کہہ رہا
ناصح قسم خدا کی عجب جانور ملا

حاضر ہے ہجرِ یار مین کھانیکو لختِ دل
ہم بیکسون کے پینے کو خون جگر ملا

ہی ہی نہ بیکسی مین دیا ایک نے بھی ساتھ
جوشِ جنون مین غم ہی رفیقِ سفر ملا

کیا چاہیے پھر اور غریبانِ عشق کو
دولت ہی گر مجھے وہ بہ سیر سبز ملا

۱۶ جہانی ہے خاک خطۂ مدراس کی بہت
۷ کہتے ہین جسکو **ضو** وہی صاحب نظر ملا

بڑہا ہے یہ کچہہ جوش سودا ہمارا
کہ ہے وحشیون مین تماشا ہمارا

مجہے دیکہکر کس ادا سے ہین کہتے
تجہے یاد شکوہ ہے کیا کیا ہمارا

انتہائی یہ کچہہ جوش گریہ کا طوفان
ہر اک قطرہ ہے رشک دریا ہمارا

تمہارے جدائی مین ای بحر خوبی
ہوا حال پانی سے پتلا ہمارا

تجہے کیا خبر اے بتِ ظلم پیرا
ہوا حال فرقت مین کیا کیا ہمارا

کرین کیا الٰہی رقیبون کے ڈر سے
وہ سنتا نہین ہاے قصہ ہمارا

۱۷ کرین کس سے فریاد پہر جاکے ای **ضو**
۹ کہ ہے نامشنو رشک لیلیٰ ہمارا

دیوانہ ہی مرا دل دیوانہ کسیکا
غیر آپ سے کردیگا یہ یارانہ کسیکا

انکہین ہین اشارون مین کسی مست ادا کے
کس لطف سے ہی دور مین پیمانہ کسیکا

اسیب ہوا سر پہ مرے دیوجنون کا
یاد آگیا ہیہات پری خانہ کسیکا

مین اور تری بن مجہے ای وادی مجنون
خوش ہے مرے ویرانہ سے ویرانہ کسیکا

ہی جوہری چرخ خجل شمس و قمر سے
کانونین ہی روشن ہر یکدانہ کسیکا

اس شیشہ کی اب بانگنے کا خیر خدا ہے
دل توڑیگی یہ لغزش مستانہ کسیکا

ڈر ہی یہ کہ دھوکے مین مرا نام نہ سنلے
سنتے ہی نہین ہاے وہ افسانہ کسیکا

دشوار ہی اب تا درِ دلدار رسائی
ہشیار کہ اس گھاٹ مین ہی تھانہ کسیکا

١٨ — ٧

پنجے مین ہین ضو صبح و مسا نور کے گیسو
جیسے دل صد چاک ہوا شانہ کسیکا

عشق صنم ہوش ربا ہو گیا
ہاے الٰہی مجھے کیا ہو گیا

دیکھ کر اونکے مسی آلودہ لب
رنگ ہی نیلم کا ہوا ہو گیا

مین نے لیا سر پہ نہ احسانِ تیغ
کام اوس ابروے ادا ہو گیا

بڑھ نہ سکا اونکے بہونں سے ہلال
مفت مین انگشت نما ہو گیا

پھنس گیا کیا کاکل پیچا مین دل
ہاے گرفتارِ بلا ہو گیا

جم گیا اوس شوخ کے ہاتھون مین رنگ
خون مرا رشکِ حنا ہو گیا

١٩ — ١١

دل نہ لگا زلفِ بتان سے کبھی
ہائے یہ اے ضو تجھے کیا ہو گیا

گرفتار زلف دوتا ہو گیا
مرے دل کو کیا ایخدا ہو گیا

بتون سے نہین کچھ امید وفا
الٰہی مین کیون مبتلا ہو گیا

لگاتا ہے ہاتو نین بعد قتل
مرا خون اوسکو حنا ہو گیا

ہم آغوش صحت ہین بیمار عشق
ترا کوچہ دار الشفا ہو گیا

نکرنا اوسے غرق بحر الم
مرا دل ترا آشنا ہو گیا

دلِ مبتلا کی گرہ کھل گئی
ترا وا جو بندِ قبا ہو گیا

دمِ صبح وہ بت جو تھا زیب بام
نکلتے ہی سورج فدا ہو گیا

وفا نے کیا ہائے اوسکا اثر
سزاوارِ جور و جفا ہو گیا

قمر اوسکے طلعت سے دبنے لگا
عیان جب ترا نقش پا ہو گیا

چمن مین یہی ہے اوسکا جوشِ جنوں
گریبانِ گل تک قبا ہو گیا

۲۰ کسی رخ کے سودا نے چمکا دیا ۱۹
مین اے ضو رہین ضیا ہو گیا

پھنس گیا پیچون مین میرے دل کو یہ کیا ہو گیا
پاؤن کی بیڑی ترے کاکل کا سودا ہو گیا

تیرے دیوانہ ہین کو سون ننگ عریانی ہے دور
پردہ پوش بیکسان دامانِ صحرا ہو گیا

کہدے جانبازون سے اب سر کاٹنا ہے سہل
رقص بسمل میرے قاتل کو تماشا ہو گیا

بہ گیا سب کثرتِ گریہ سے میرا جسم زار
اپنے رونے کے مین صدقہ پار بیڑا ہو گیا

آگے پیچھے اب ہجوم حسرت و ارمان نہین
الٰہی خضر مین جنگل مین تنہا ہو گیا

جسکو پالا تھا بغل مین بیوفائی اوسنے کی
کام کیا مجھکو رہا دل سے تمہارا ہوگیا

روز لگنے ہی لگی مہندی تمہارے ہاتھ مین
سرخرو اے بت مرا خون تمنا ہوگیا

کیون نہ ای ظالم کریگا دمبدم شکر ستم
کیا مرا زخم جگر ہیہات گونگا ہوگیا

۲۱

آگئی ای ضو کدورت مجھسے دل مین یار کے
شکل بگڑیگی کہ یہ آئینہ میلا ہوگیا

۱۱

پتلا ہے حال پانی سے قند و نبات کا
آتا نہین کسی مین مزا اونکی بات کا

بیڑا ہمارا پار ہے بحر گناہ سے
ہر ایک چشم تر ہے سفینہ نجات کا

جان بخش عاشقان ہے لعاب دہان یار
اوسکا دہن کہ چشمہ ہے آبحیات کا

ای فتنۂ جہان جسے کہتے ہین روز حشر
کلمہ پڑہیگا تیرے جدائی کی رات کا

پروردگار در پئی ایذا ہے چرخ دون
بندے کو آسرا ہی فقط تیری ذات کا

داغی غلام کہنے لگے بدر کو بجوم
دیکھا جو جلوہ میرے بت مہ صفات کا

عمر دو روزہ وعدۂ فردا مین ٹل گئی
عالم کچھہ اور ہی ہے ترے داؤگھات کا

چلتے ہین بن بنا کے رقیبون کے ساتھہ وہ
کیا روز عید روز ہے میرے وفات کا

باقی رہی نہ رو برو اسکے عسل کی شان
شیرین یہ کچھہ ہے لب مرے شاخ نبات کا

گھیرے رقیب ہین اوسے مثل سیاہ شام
میرا وہ بحر حسن ہے دریا فرات کا

۲۲ ہاتھ اپنے ضو ہے دامن آل رسول حق ۱۱
اچھا ملا ہے مجھے یہ وسیلہ نجات کا

عندلیبو نکو اگر گل کا وطن یاد آیا — کوچۂ یار کا مجھکو بھی چمن یاد آیا
ہونٹ وا ہی کیا منہ سے نہ نکلی کوئی بات — عین محفل مین مجھے کسکا دہن یاد آیا
آکے گلشن مین جو صیاد پہرا دے لٹے پاؤن — کون سا طائر آوارہ وطن یاد آیا
یون جو ہر روز مجھے ڈھونڈ رہا ہی شاید — جور تازہ کوئی اے چرخ کہن یاد آیا
ہوگیا محو کچھہ ایسا لب رنگین مین ترے — لعل کو پھر نہ بدخشان نہ یمن یاد آیا
سنبل کا کل مشکین سے معطر ہے دماغ — مجھے کب نافۂ آہوئے ختن یاد آیا
دیکھہ کر اوسکے سراپا کو پھرا باغ مین دل — سرو کی دہن رہی مجھکو نہ سمن یاد آیا
گل سے بلبل جو چمن مین رہی لپٹی دم صبح — یار سے وہ مرا بے ساختہ پن یاد آیا
دل جو لینے لگی بس شام غریبان میر — تیرا انداز مجھے صبح وطن یاد آیا
خاک رہ سے ترے مین مرکے بھی لپٹا ہی رہا — فکر کافور تہی مجھکو نہ کفن یاد آیا

۲۳ گرم دیکھی ہے جہان بزم سخندانو نکی ۱۲
مجھے اے ضو وہ ترا حسن سخن یاد آیا

کب ہمکو دیر و کعبہ کا جانا ضرور تھا — شاید وہان پہ اپنے صنم کا ظہور تھا

ظلمت کدہ سے نفس کے نکلے تو یہ کھلا
ہر سو ہر ایک سمت خدا ہی کا نور تھا

تجھ بے پاس غیر میری رسائی محال تھی
قربت سے اونکے ایک میں کمبخت دور تھا

گر اونکو اپنے مسند ثروت پہ تھا غرور
یہ بوریائے فقر بھی رشک سمور تھا

آتا تھا رونا ہنسنے کو نہ وہ شوخ کس گھڑی
پامال کب نہ سبزۂ سبز گور تھا

بدلا ہوا کا رنگ پڑی اوس عیش پر
ق گذرے وہ دن جو لطف نشاط و سرور تھا

نہریں رواں تھیں ابر بہاری تھا اور ہم
ساقی تھا می تھی باغ تھا جام بلور تھا

جب آنکھیں بند ہوگئیں آیا وہ دیکھنے
میرا تھا یہ قصور کہ اوسکا قصور تھا

اللہ رے مصیبت ایام ہجر یار
ہر روز میرے واسطے روز نشور تھا

دوزخ کا سامنا تھا فراق بتاں میں ہے
آنسو شرر تو سینۂ سوزان تنور تھا

دن رات وہ جلاتے رہے مہر و ماہ کو
گرمی کا حسن شوخ کے کتنا غرور تھا

۲۴ ۹
اے ضو وہ کحل چشم ہوا نور یار سے
ورنہ نگہ میں سنگ مرے کوہ طور تھا

ملامت قصد کر اوس بت کے گھر کا
خدا را پاؤں اس کوچہ سے سر کا

رہی اک عمر کیا کیا موشگافی
کھلا عقدہ نہ کچھ موئے کمر کا

عجب ہی لطف تھا کچھ وصل کی شب
نہ سر میرا ترے زانو سے سرکا

قیامت ہی جو گذریگی شب وصل
الٰہی مین نہین خواہان سحر کا

تڑپتا ہے نہین چین اِسکو یکدم
یہ دل زخمی ہے کس تیر نظر کا

رہا بسمل نہ پایا چین ہرگز
ترے زانو سے جب سر میرا سر کا

لکھون گر وصف دندان پریرو
ہر اک مصرع ہے رشتہ گھر کا

بجز وصل آپ کے ای عیسیٰ دہر
مداوا کچھ نہین درد جگر کا

۱۵ نہین قدر سخن زنہار اے ضو ۹
گیا چرچا وہ سب علم و ہنر کا

دل خون گشتہ مرا رشک ضمیران ہوگا
اوس پریرو کو جو شوق گل و ریحان ہوگا

یاد اوس گل کے مژہ کی ہوا گر صحرا مین
رونگٹا تن کا ہر اک خار مغیلان ہوگا

پہاڑ کھائیگی کسی کی شب ہجران ہی ہی
شیر قالین کا مجھے شیرنیستان ہوگا

کبھی آنکھون مین جو پھر جائیگی تصویر تری
دشت وحشت ہی مجھے رشک گلستان ہوگا

شرم سے کیون نہ وہ دامان زلیخا مین چھپے
رو برو یار کے گر یوسف کنعان ہوگا

درد ہجر بت خورشید لقا مین ہر دم
نالہ ہر ایک مرا شمع شبستان ہوگا

تیرگی شب مو مین نہ کہلے گی کوئی راہ
کوچہ کاکل کا ترے بھول بھلیان ہوگا

کہتا ہی ہاتھ کا اوس رشک پری کے چھلا
مجھ سے انگشت بدندان نہ سلیمان ہوگا

۲۶

غیرتِ مہر ہے گر عارضِ جانان اے ضو
داغ دل کا بھی مرے شمع شبستان ہو گا

۹

۲۷

سیلاب راحت دل خانہ خراب تھا
وعدہ تمہارے وصل کا شب نقش آب تھا

غیرون سے کل وہ مائل دورِ شراب تھا
جل جل کے رشک سے دل عاشق کباب تھا

شب مثل روز ہو گئی ساقی کے دور مین
ساغر شراب کا سر دست آفتاب تھا

کرتا تھا شکر طالع بیدار مبدم
اوس مست کے بغل مین جو شب مست خواب تھا

غنچہ سے بھی نہ بات بن آئی وصال کی
رشک چمن ترا دہن لاجواب تھا

چونکا مین غش سے بوتری جامہ کی سونگھکر
ای رشک باغ تیرا پسینہ گلاب تھا

جھگڑا مخالفت کا شب وصل بھی رہا
تھے بے حجابیان مجھے اوسکو حجاب تھا

آئی کبھی نہ میری قیامت شمار مین
ہر روز اوسکے ہجر کا روز حساب تھا

۲۷

اندھیر ہے کہ پاس مین اور پوچھتے ہین وہ
وہ تیرہ روکہان جسے ضو کا خطاب تھا

۷

دیکھا جو طور عارض جانان کے نور کا
دھوکا ہوا کلیم کو بھی کوہ طور کا

ملتا ہے لامکان سے دماغ مکان یار
اونچا ہے عرش سے درِ دولت حضور کا

کر ڈالا اس طرح سے غم ہجر نے حقیر
مدفن کو میرے چاہئے سوراخ مور کا

کہنا نہ اوس سے کچھہ کہ جگائیگا فتنہ آج
غافل رقیب دون ہی یہ پتلا فتور کا

بوسہ کے مانگنے پہ بگڑتے ہین آج وہ
مجھکو مزا چکھا دیا میرے قصور کا

تیری گلی کا مجھکو تصور ہے بند ہا
گلشن کا ہے خیال مجھے اور نہ حور کا

۲۸ — ۸

اونکی کمر کے فکر مین آئی عدم کی یاد
پیش نظر ہے ضو مجھے مضمون دور کا

بات کی اوسنے تو کچھہ خوف سے بولا نگیا
روبرو ہو جو گئے آنکھہ سے دیکھا نگیا

ہوے دَر دَر وہ نہ اکدن کسی گھر سے نکلا
رہے بے پردہ ہم اور یار کا پردہ نگیا

دم رہا آکے دم باز پسین ہونٹون پر
گو اجل آئی مگر ضعف سے نکلا نگیا

راستی نام کو باقی نہین اللہ رے کجی
منہہ سے اپنے الف آہ نکالا نگیا

چونک پڑہتے ہین ملک آہ سے میرے ہر شب
بخت خفتہ یہ مگر مجھہ سے جگایا نگیا

کجروی گردش گردون کی کہان تک کہئے
اونکے در تک کبھی قاصد مرا سیدہا نگیا

ہوگئے عشق کے آسیب سے حیران عامل
یہ وہ جن ہے کہ کسی سر سے اوتارا نگیا

۲۹ — ۱۱

گردش چرخ کی مطلق نہین کچھہ فکر اے ضو
کونسا دور رہا کونسا صدمہ نگیا

غرور حسن پہ جسدم وہ جنگ جو آیا
تو پہلے آئینہ منہہ چڑہ کے روبرو آیا

ڈبویا نام مرا تیری آشنائی نے
یہ روئے ہم کہ نہ کچھہ پاس آبرو آیا

یہ کچھہ ملبند ہے پایہ پیالۂ مے کا
کہ سر جھکائے ہوے سامنے سبو آیا

ہر ایک سرو ہوا آب آب پانی مین
وہ سرو قد جو ہمارا کنار جو آیا

یہ روئی تیغ ستم میری جان فشانی پر
اوترکے دیئے جوہر مین بھی لہو آیا

ہمارے گھر کو نہ اکدن وہ کعبہ رو آیا
گیا ہر ایک طرف پھر کے چار سو آیا

چمن کے سیر کو جسدم وہ لالہ رو آیا
تو رنگ گل نے تقدیم مثل بو آیا

سنا کے رخ یوسف کا حسن مدت سے
تمہارے منہہ کے بدولت وہ روبرو آیا

سمجھہ کے چشمۂ خم مین ڈبو دیا اوسکو
شب اپنی بزم مین زاہد جو بے وضو آیا

دہن کے وصف مین گویا زبان ہوئی گونگی
یہ بات ہے کہ نہ انداز گفتگو آیا

۳۰

ہوا تھا بو کی طرح رنگ گل ہوائی ضو
چمن کے سیر کو جسدم وہ لالہ رو آیا

۹

زور گریہ کا تماشا دیکھا
مین نے ان آنکھون سے دریا دیکھا

دن مین اوس بت کا جو جلوہ دیکھا
اک خدائی کا تماشا دیکھا

آسمان کی ہی عجب اوندہی چال
جسے دیکھا اوسے اولٹا دیکھا

نقد دل دیکے جنون مول لیا
مینے بے سود یہہ سودا دیکھا

دہن یار کا عقدہ نہ کھلا — سب مین مشکل یہ معما دیکھا
بزم مین شعلہ رخون کے آگے — شمع کو رات پتنگا دیکھا
اگیا کاکل پیچان کا خیال — جو کہین سانپ کا مارا دیکھا
آہوئے چشم کا تھا دلکو خیال — رات بھر خواب مین چیتا دیکھا

۳۱ — وہ جلا صورت آتش اے ضو — ۷
شعر پر سوز جو اپنا دیکھے

عقدہ یہ ترے زلف کا کھولا نہین جاتا — مضمون کوئی اس پیچ مین باندھا نہین جاتا
دل سے خلش ہجر کا کانٹا نہین جاتا — مرقد پہ مرے پھول ہی رکھا نہین جاتا
مین نقش زمین ہون مرا نقشہ نہ کھینچیگا — نقاش بس اب خاک سے خاکا نہین جاتا
آنسو کو مرے پردہ دری مدنظر ہے — اب بھید یہ آنکھون سے چھپایا نہین جاتا
کسکی دہن تنگ کی ہے مہر لبون پر — دم بند ہی منہہ کھول کے بولا نہین جاتا
دہو کا مرض عشق کا ہوتا نہ اگر یان — گردون پہ کہی ڈر کے مسیحا نہین جاتا

۳۲ — مقنع کا ہر اک تار یہ خورشید ہی ای ضو — ۷
در پردہ بہی رخ یار کا دیکھا نہین جاتا

یون ہی ہر جائے جو وہ عرش آستان ہو جائیگا — گھر ہمارا کوئی دن مین لامکان ہو جائیگا

اک جہان کو مہر لب وصف دہان ہو جائیگا
منہہ جو کہولین ہم تو مضمون لاببان ہو جائیگا

ہو اگر شوق حنا تو قتل عاشق ہی ضرور
یار کا مطلب ہمارا امتحان ہو جائیگا

یون ہی عریان لاشۂ عاشق کو بس کہہ چھوڑئے
ناتوانی مین کفن بار گران ہو جائیگا

ای جنون میری حقارت سے تجھے کیا سود ہے
مین جو ہون لاغر تو تو ہی ناتوان ہو جائیگا

دوستون کے منہہ چڑہین ہنسکے اچھا نہین
سبزۂ خط سے چمن صرف خزان ہو جائیگا

۳۳ سایہ افگن گر ہمائے عشق اُس بت کا ہو ضو ۹
گردش گردون مین دور استخوان ہو جائیگا

شوئی بخت سے کیا کام ہوا کیا نہ ہوا
یون ہی مر جائینگے گر وصل ہی اوسکا نہ ہو

یار کا دست حنائی کہین موسیٰ کیطرح
ہاتھہ آجائیگا کچھہ یہ ید بیضا نہ ہوا

تب مین جانون جو سنیگا کوئی تا تین اوسکی
یہ مرا دل نہ ہوا میرا کلیجا نہ ہوا

ایک ہی بوسہ مین اوڑہ جائیگا رنگ رخ یار
کچھہ یہ مسی کی دہڑی پان کا لاکہا نہ ہوا

گردش چرخ سے مر کر بہی ٹھکانے نہ لگا
یار کے گھر مرے مٹی کا گلابہ نہ ہوا

ہر طرح یار کے دیوار پہ مین چڑہ جاتا
آتش عشق سے گل کر بہی تو چونا نہ ہوا

باڑہ دی ہوگی کسینے مگر اوس قاتل کو
ورنہ یون دشمن جانی کبہی میرا نہ ہوا

بھر دئے کان مگر باد صبا نے گل کے
حال پرسان جو ترا بلبل شیدا نہ ہوا

۳۴ — ۷

گھر سے نکلا نہ وہ خورشید وش اک روز بھی ضو
کبھی طالع مرے طالع کا ستارہ نہ ہوا

اپنا جلوہ ہمیں اک شب تو دکھایا ہوتا
او مرے چاند کوئی دم نکل آیا ہوتا

رنگ اے یار حنا کا نہ جمایا ہوتا
اپنے ہاتھوں میں لہو میرا لگایا ہوتا

لوگ کہتے ہیں تجھے رشکِ مسیحا قاتل
مار ڈالا جو مجھے تو نے جلایا ہوتا

آتش گل کا گلستاں میں دھواں اڑھ ہی گیا
لب رنگین پہ مسی کو نہ لگایا ہوتا

شب کو محفل میں نہ چاہا میرے دل نے ورنہ
ہاتھ اٹھاتا تو کلیجہ نظر آیا ہوتا

بات بننے ہی نہ پائی کہ وہ بگڑا ای کاش
لب پہ شکوہ ہی رقیبو نکا نہ آیا ہوتا

۳۵ — ۱۲

کافر عشق ہوا تارک احباب بھی ضو
کاش بندہ ہی بتو نکا نہ خدا یا ہوتا

پلا ساقی یہ موقع ہے شراب ارغوانی کا
چمن میں فصل گل ہے مجھ میں عالم ہے جوانی کا

پتا کیونکر لگاؤں ہمدموں اس یار جانی کا
سنا میں نے نہ اب تک نام ہی جسکے نشانی کا

کنارے لگ گئی اکدم میں اپنی عمر کی کشتی
میں ای قاتل ہوں ممنون آب خنجر کی روانی کا

سکھایا اپنے آہ آتشیں سے خوب دریا کو
پس از مدت مگر پانی اوتارا میں نے پانی کا

سحر کے ساتھ آغوش تمنا کھولے رہتا ہوں
خیال آتا ہے اسکی رات بھر جوبن بانی کا

کہلا جسوقت منہہ تو سیکڑون کو باتین مارا
عجب ڈہنگ اوس بت قاتل کی ہی بسم اللہ خوانیکا

خطا ہی کونسی وہ یا تو مین اپنے لئے رویا
دیا کیون پہر یہ میرے واسطے حکم اوسنے پانیکا

بہر صورت کبہی دیکہین تو اسکو دیکہہ ہی لینگے
ہین کیا خوف ہی ایسا کسیکے لن ترانیکا

گلستانمین کہین گل اس تے پر سر نہ چڑہ جائین
نہ باندہا یار نے مطلق دوپٹہ کامدانی کا

گہٹا دن وصل کا دم مین شب فرقت ہوئی نازل
کرون کیا خاک شکوہ اس بلائے آسمانی کا

گدایان چمن کیونکر نہ اب سرسبز ہو جائیں
زمانہ آگیا پہر شاہ گل کی زرفشانیکا

۳۶

لحد پر اپنے اے ضو بحث کرلے پہلے سوسن سے
پس مردن جو مجہہ پر حرف رکہے بے زبانیکا

۹

ہون وہ بلبل جو چمن مین بدل شاد آیا
آگے پیچہے کبہی گلچین کبہی صیاد آیا

مین وہ بیکس ہون نہ کوئی دم فریاد آیا
موت آئی کبہی آگے کبہی جلاد آیا

بلبل زار ہون پہندے سے نکل جاؤن گا
دام کیون لیکے مرے واسطے صیاد آیا

مجہے پہندے مین پہنساتا تو تماشا کرتا
آج ہے ہے نہ مرے دام مین صیاد آیا

خاک کو میرے اوڑا لائی نہ اک روز صبا
ہائے کوچہ مین ترے ہوکے نہ برباد آیا

سخت جان ہون مین وہ واللہ کہ میرے آگے
دانت توڑونگا اگر خنجر فولاد آیا

جاکے فرہاد کے مرقد پہ پکارونگا سہی
دیکہہ لے قبر سے اوٹہہ کر ترا استاد آیا

اور تو کیا کبھی صورت نہ کھینچیگی اوسکی
اٹھکے گر از سر نو قبر سے بہزاد آیا

۳۷

آج کل عشق بلا خیز مین اوسکے ای ضو
ہمنے صدمے یہ اوٹھائے کہ خدا یاد آیا

قبر پر جب وہ مرا شوخ پریزاد آیا
بس کفن پہاڑکے باہر دل ناشاد آیا

آکے مرقد مین گئے میرے بغیر پرسش
کیا نکیرین کو حکم شہد ایاد آیا

دشت وحشت مین جو پہنچا طلب لیلیٰ مین
دوڑا مجنون یہی کہتا مرا اوستاد آیا

کی تسلیم وہین مینے جہکائی گردن
سر مقتل جو مرے قتل کو جلاد آیا

مینے وحشت مین پہاڑون سے جو ٹکرایا سر
قصر شیرین مین ہوا شور کہ فرہاد آیا

سر مین سودا ے جنون تو نہو ای بلبل
کیون مجھے باغ مین ویرانہ بہت یاد آیا

۳۸

ہاے سنتا ہی نہین وہ بت بے رحم کبھی
تنگ فریاد سے ضو کا دل ناشاد آیا

انداز دم کے آمد و شد کا جو پاگیا
آیا تو وہ پہ ایک ہی دم مین چلا گیا

خورشید پر کبھی جو گھٹا کر کے چھا گیا
ابر سیہ رقیب کی صورت دکھا گیا

شکوہ کی کوئی بات نہ نکلی زبان سے
اوس بدہن کا آج جو منہہ آگے آگیا

اوس کیطرح مین آپ سے جاتا رہا یہ کچھہ
پہلو سے دل گیا تو نہ جانا کہ کیا گیا

افسوس اپنی آہ سے نکلا نہ کوئی کام
چلائین کیون نہ تیر ہمارا خطا گیا

آیا مگر ہمارا پہ سگ یار کا خیال
افسوس استخوان مرے دہو کے سے کہا گیا

۳۹

شہر عدم کو چھوڑ کے نکلا تو ہون مین ضو
دنیا کے مرحلونسے مگر تنگ آگیا

۷

قطرہ کی شکل آنکھ سے اپنے نکل گیا
تہوڑے سے حوصلہ پہ جو دریا اوچھل گیا

اوس شعلہ رو کو دیکھ کے کوٹھے پہ اندن
مہتاب سرد ہو گیا خورشید جل گیا

مین ایک ساری بزم مین محروم رہگیا
ساقی یہ کچھہ عجب ہی ترا دور چل گیا

اللہ رے آتش تپ فرقت کہ بعد مرگ
کافور کی طرح سے کفن تک ہی جل گیا

ہی ہی نہ جان لیجیو جینے سے تنگ ہون
ناصح بس اب خموش مرا دم نکل گیا

اب پاؤن تک ہلانیکی حاجت نہین رہی
افتادگی مین ضعف جو آیا سنبھل گیا

۴۰

عرش خدا ہے یہ نہین اوس بت کا بام ضو
نالہ مرا گیا تو سہی بے محل گیا

۷

گوشہ نشین جو آج وہ گل پیرہن رہا
حجرہ ہمارا غیرت صحن چمن رہا

کب مین نثار سرو و گل و یاسمن رہا
برسون فدائی بت نازکبدن رہا

کبکی دری نثار ہوا چال بھول کر
کچھہ اونکا اور وقت تماشا چلن رہا

وعدہ ہوا خلاف نہ باتین بنائیے
واللہ خوب آپکو پاس سخن رہا

منہ آکے یار کے لب و دندان کے روبرو
دُرِّ عدن رہا نہ عقیق یمن رہا

مین کب گیا تہا باغ مین غنچے کے نام کو
پر کیا کرون کہ آپ کا ذکر دہن رہا

۴۱

تازے ہر ایک روز جفائین ہین اوسکی ضو
پیری مین نوجوان ہی چرخ کہن رہا

۹

آئینہ ہے یا سکندر ہم تو کیا تھا کچہہ نتھا
تھے نہ جب تک محو دلبر ہم تو کیا تھا کچہہ نتہا

حیرت افزا تھا بہت نظارۂ حسن چمن
کھا چکے جب داغ دلبر ہم تو کیا تھا کچہہ نتھا

دم رہا تلوار کا اوسکے ہمارے دم کے ساتہہ
رہ گئے جب ہوکے بے سر ہم تو کیا تھا کچہہ نتھا

کی صفائے دل تمہارے عارض پرنور نے
تھے جو زلفونمین مکدر ہم تو کیا تھا کچہہ نتھا

وہم باطل تھا علاج سوزش زخم جگر
دیکھہ لی جب صورت مرہم تو کیا تھا کچہہ نتھا

آدمیت مین پھنسا یا ہستی موہوم نے
تھے جو مٹی کے برابر ہم تو کیا تھا کچہہ نتھا

ترک ربط گردش گردون تھا فاقہ کا خیال
پھر جو سنبھلے کھاکے چکر ہم تو کیا تھا کچہہ نتھا

ای قیامت پہلے پہلے تھا تیرے فتنون کا خوف
ہو چکے خود شور محشر ہم تو کیا تھا کچہہ نتھا

۴۲

اپنی بے ضبطی نے کل اونکو بنایا بے گمان
ضو اگر ہوتے نہ مضطر ہم تو کیا تھا کچہہ نتھا

۹

مجھے مجنون کر اپنے خنجر کا
یہ تقاضا ہی بس مرے سر کا

سامنا گر ہو روئے انور کا
رنگ کالا ہو مہر محشر کا

رہا چکر مین آسمان کی طرح
نہ ملا کچھہ پتا ترے گھر کا

اوسکے گھر کا طواف چلکے کرون
گر خیال آئے حج اکبر کا

دیکھہ پاؤن جو اوسکا چاہ ذقن
نام لون پھر نہ آب کوثر کا

طپش برق کو ذرا دیکھو
حال کھل جائے جان مضطر کا

ترے مقتول تیغ ابرو نے
رتبہ پایا شہید اکبر کا

داغ دل کی دکھاؤن گر سوزش
چاک سینہ ہو مہر محشر کا

سرمگین آنکھہ کی جلانے ضو
کہو دیا آب کحل جوہر کا

۴۳

اب خنجر سے ہمارا پار بیڑا ہو گیا
پاک اس تیغ جہازی سے بکھیڑا ہو گیا

کر یار و نے نے میرے ہمدم بحر فنا
اپنے آنکھون کے بدولت پار بیڑا ہو گیا

قید کاکل مین جو اس سے پائی نجات
چھکے چھوٹے عقل کے مضمون تیڑا ہو گیا

میرے جانے سے ہوئی بزم طرب میدان قتل
کام میرا اوسکو غیرون نے جو چھیڑا ہو گیا

خوان یغما ہے رقیبون کے لئے دکان حسن
بوسہ لب آپ کا کیا دودھ پیڑا ہو گیا

ایسی بے لطفی نہین کچھہ آج وصل یار مین
کل رقیبون نے جو چھیڑا تھا بکھیڑا ہو گیا

۴۴
دل مین کیا کیا حسرتین آباد تھین اے ضوؔ
ہجرت مین شہر یہ ویران کھیڑا ہو گیا

۸

رہا وہ مائل بیداد کیا کیا
تڑپتا تھا دل ناشاد کیا کیا

کٹاری اور چھری تیغ و سناسے
ہوا گرم ستم جلاد کیا کیا

غم و درد و فغان و آہ کے ساتھ
سناؤن ہجر کی افتاد کیا کیا

نقاہت زرد روئی آہ و نالہ
مجھے ہی عشق سے امداد کیا کیا

ادا و عشوہ و ناز و کرشمہ
ہوے ہین حسن کے ہمراہ کیا کیا

جفا کی جور کی ظلم و ستم کی
بتون سے مین کرون فریاد کیا کیا

لگی بیڑی ہتکڑی زنجیر اور طوق
بتاؤن سنتِ حداد کیا کیا

۴۵
دل و جان و جگر سینہ مرا ضوؔ
فراق بت مین ہے برباد کیا کیا

۱۵

جب سے اوس کاکل کا سودا ہو گیا
کیا کہون پیچون مین کیا کیا ہو گیا

کسطرح دیکھون کہ اوسکا جوشِ حسن
خود مرے آنکھون کا پردا ہو گیا

تن مین اوس شوخ طلائی رنگ کے
پیرہن سارا سنہرا ہو گیا

دیکھئے اوس چشم تر کے روبرو ۔ قطرۂ ناچیز دریا ہوگیا
تیرے ہاتھون ای بتِ بے مہر ہائے ۔ شیشۂ دل چور میرا ہوگیا
مہر آنکھون مین میرے کہب جائیگا ۔ یہہ بھی کیا اوس بت کا چہرہ ہوگیا
آفتابِ آسمانِ حسن آج ۔ تیرے پیشانی کا ٹیکا ہوگیا
ابر کا رونے پہ میرے بیطرح ۔ حال کیا پانی سے پتلا ہوگیا
وہ صنم اغیار کے ہاتون مین واہ ۔ موم کا اک نرم پتلا ہوگیا
توبہ مین اور اونکا مضمون کمر ۔ باندہئے کیونکر کہ عنقا ہوگیا
ایک جنبش مین ہزارون کٹ گئے ۔ تیز کیا ابرو کا تیغا ہوگیا
باغ مین آیا جو میرا رشک گل ۔ کلمہ گو اک ایک پتا ہوگیا
یہہ دماغ آسمانی دیکھئے ۔ آدمی اوسکا فرشتہ ہوگیا
روئے تابان نے جمایا رنگ مہر ۔ چرخ چارم اوسکا بنگلا ہوگیا

۴۶ — اپنی قسمت کی کجی کیا کہئے ضو — ۱۱
آج وہ بے مہر سیدھا ہوگیا

دل آج سوئے زلفِ سیہ فام لیگیا ۔ دیوانہ یہ مجھے طرف دام لیگیا
نے ساتھ مال و زر نہ در و بام لیگیا ۔ جو لیگیا یہان سے فقط نام لیگیا

کاکل کا منہہ دکھا دیا ابرو کے عشق نے
ظالم یہ کر بلا سے سوے شام لیگیا

پروردگار سب مرا سامان عقل و ہوش
آئین و زد گردشِ ایام لیگیا

زلف صنم نے کفر کا رستہ دکھا دیا
رخ بڑہ کے مجھکو جانب اسلام لیگیا

رویا مین دیکھہ کر گل و بلبل کا ارتباط
کل باغ کو جو عشق گل اندام لیگیا

سارا دماغ پک گیا گھر مین رقیب کے
مجھکو اُدہر خیال مرا خام لیگیا

مجھکو حریم تک ترے محرم کی کعبہ رو
نظارا بڑہ کے ہمدم احرام لیگیا

کچھہ انکو بھی خبر تہی مرے دلکے حال کی
نالہ کو آج اثر جو لبِ بام لیگیا

منہہ بت کا دیکھا وصل بن آیا وصی باز
دنیا سے کب خدا مجھے ناکام لیگیا

۴۷ — ۹

کچھہ کہہ کے آج انجمن میکشان سے ضو
زاہد سر اپنے مفت کا الزام لیگیا

خالی جو یار سے مرا آغوش ہوگیا
آنکھون سے صاف نور ہی روپوش ہوگیا

میری سنی نہ ایک بھی اُس بیوفا نے ہائے
باتون پہ غیر کے ہمہ تن گوش ہوگیا

وہ پوچھتے ہین حال میری بند ہی زبان
آئے وہ ہوش مین جو مین بیہوش ہوگیا

اوس مہروش کی بزم مین شب انتظار سے
مانند شمع ماہ بھی خاموش ہوگیا

بیخود کیا یہ عشق جہانگیر یار نے
اپنے سے آپ ہی مین فراموش ہوگیا

پہلوسے جب وہ جان کی صورت نکل گیا
پھر خود ہی مجھکو گور کا آغوش ہو گیا

یہ ساری زندگی کی بلا اسکے ساتھ تھی
قاتل کے صدقے آج سبکدوش ہو گیا

غش آگیا مجھے ترے کانون کے حسن پر
مین جان نثار صبح بنا گوش ہو گیا

۴۸

روشن ہے صبح و شام چراغ سخن مرا
کہتا ہے کون ضو کو کہ خاموش ہو گیا

۱۱

رنگ جم جاتا ہے ہر رنگ طرحدار و نگا
کہان جلوہ نہین ان چاندسی رخسار و نگا

شوق نظارۂ ابرو مین سنبھلکر چلنا
ای نظر دیکھ کہ ہے راستہ تلوار و نگا

ایدل اس ابرو و مژگان ستمگر پہ نجا
تیر چل جائینگے جوڑا ہے کماندار و نگا

ہون گریزان مہ و خورشید سے سایہ کیطرح
آسرا چاہیئے مجھکو ترے دیوار و نگا

ہاتھ ڈالے ہوے کس لطف سے ہین گردنین
پایہ کیا کچھ ترے ان پھولون کے ہی ہار و نگا

ہمدم تیغ نگہ ہم نظر تیر نظر
ترے کوچے کی یہ عالم ہے گنہگار و نگا

لب جو آج بری طرح ستا گئے شیخ
کبابی گلزار مین اک شور تھا میخوار و نگا

اک نظر اس طرف ای نرگس چشم عیار
دم ہے آنکھو نمین سر اسر ترے بیمار و نگا

داغ چیچک کے چمک جائینگے جو اسکے رخ پر
ای فلک دیکھ ہو کیا حال ترے تار و نگا

رخ رعنا کا ترے گرم جہان ہو بازار
حسن یوسف نہین بیعانہ خریدار و نگا

۴۹ کھولکر آنکھ خبردار ذرا دیکھئے **ضو** ۱۱
ملتا جلتا ہے چلن یار سے اغیار رنگا

جسوقت مجھے وہ بتِ رعنا نظر آیا — اللہ کی قدرت کا نمونہ نظر آیا
گہ صبح گہے شام کبھی مہر کبھی ماہ — زلف و رخ دلدار مین کیا کیا نظر آیا
دیکھا نہین پھر کر کبھی خورشید و قمر کو — روشن ترا جب سے مجھے چہرا نظر آیا
نازان رہا مین اپنے تڑپنے پہ تہ تیغ — قاتل کو جو خوش میرا تماشا نظر آیا
بند آنکھین تھین غش سے مرے یا حضرت موسیٰ — ایک طور کی بجلی وہ سراپا نظر آیا
آبادی مین دم بند کیا جوش جنون نے — دل کھل گیا جب دامن صحرا نظر آیا
یاد آگئی مجھکو کسی برباد کی مٹی — جنگل مین اگر کوئی بگولہ نظر آیا
دھوکا ہوا گردون کا مجھے گھر کی زمین پر — خادم ترا اک ایک فرشتہ نظر آیا
کیا خون رولاتی رہی کل فرقت ساقی — خالی مئی گلگون سے جو مینا نظر آیا
گھبراتی ہوئی پھرتی ہے امید شفا کی — بیمار و نمین آج اسکے مسیحا نظر آیا

۵۰ روتا رہا فرقت مین جو اُس سرو رواں کی ۹
کہتے ہین جسے **ضو** لب دریا نظر آیا

حوصلہ دیکھو تو میرے دیدۂ پرآب کا — قطرہ قطرہ سے تماشائی عیان سیلاب کا

ہے رہتی ہی نہین ہی آج کل کی بات یاد
ڈھنگ ہی ہشیاری دنیا مین سارا خوابکا

رات دن اُسکے تڑپنے کا تماشا دیکھئے
ہی دل غمدیدہ مین عالم مرے سیماب کا

دیکھتے ہی فرض سجدہ ہوگیا عشاق کو
ہی مشابہ طاق ابرو کعبہ کے محرابکا

ہمدم ترک تعلق ہون کہ آنکھون مین مرے
رنگ جمتا ہی نہین کچھہ عالم اسباب کا

ذبح ابرو کی چھری سے کرتے ہین عشاق کو
کرلیا ہی ان ستمگارون نے دل قصاب کا

چرخ اول سے نہین اوج مکان یار کم
ہی زمین پر فرش اُسکے چادر مہتاب کا

گھٹ گیا پیش رخ جانان یہ کچھہ اسکا فروغ
چاند مین دیکھا تماشا ایک شب تاب کا

۵۱ ہی سراپا یار کا ای ضو جواب زیب قم ۱۱
رنگ ہی دیوان مین میرے گلشن شاداب کا

سودائے رخ نے مورد آزار کردیا
زلفون مین میرے دل کو گرفتار کردیا

آئینہ کو بھی زعم ہی کچھہ آب و رنگ کا
جلوہ نے روئے یار کے گلزار کردیا

کل مینے اُسکی بزم مین پروانہ کیطرح
دلکو نثار شعلۂ رخسار کردیا

آنکھو نکو میرے ہجر بت سادہ رو نے آہ
آئینہ دار حسرت دیدار کردیا

محشر بپا کیا انہین آنکھون نے رات بھر
فتنہ کو میرے خواب نے بیدار کردیا

بڑھ کر ہی چاندنی سے رخ یار کی ضیا
یون کس نے روز تجھکو شب تار کردیا

لگتا نہین ذرا بھی فراق بتان مین دل ؛ اسنے تو جان سے مجھے بیزار کر دیا
کہتے ہین آج سرو و صنوبر کو باغ مین آزاد تو نے اے قد دلدار کر دیا
سنبل کو تیرے زلف کا سودا ہی بال بال نرگس کو تیرے آنکھون نے بیمار کر دیا
نکہت نے زلف مشک فشان کی دماغ کو کیا رفتہ رفتہ طبلۂ عطار کر دیا

۵۲ — ۱۱

ای ضو خدا کی شان لب شیرین کے وصف نے
میری زبان کو آج شکر بار کر دیا

عاشق ہون بنا گوش بت سیم بدن کا بلبل نہین ماوا رہ ترے صبح چمن کا
فیض گل و سنبل ہی رخ و زلف صنم مین عطار گھر اوسکا نہین حجرہ ہی دلہن کا
کام آگیا بیدل کے غبار رہ جانان لاشہ مرا خواہان نہین کافور و کفن کا
غش ہی نظر اہل نظر صورت بلبل اللہ رے جلوہ مرے گلزار سخن کا
چلتی نہین اب چال یہان کبک دری کی سکہ دل گلزار پہ ہی اوسکے چلن کا
بگڑا جو وہ منہ سے مرے نکلی کوئی بات غصہ نے مگر کام کیا قفل دہن کا
کہتے ہین ترے کوچہ کاکل کے گرفتار ہی شام غریبان مین مزا صبح وطن کا
مشکین مرے کیا گیسوئے مشکین سے نہ کہوائے لون نام کبھی بھول کے گر مشک ختن کا
منہ وصف ملاحت مین کہلا رہتا ہی اوسکے تازہ ہی مزا روز مرے زخم کہن کا

جون خضر نہو جاؤنگا کیون زندۂ جاوید
جان بخش ہو پانی جو ترے چاہ ذقن کا

۵۳
ارباب نظر محو شب و روز ہین ای ضو
اللہ رے جلوہ ترے انداز سخن کا
۱۱

وہ دیکھتے ہین آج تماشا مرے دل کا
کام اگیا صد شکر تڑپنا مرے دل کا

منہ ڈھانکے ہوے حسرت و ارمان پڑے ہیں
خالی نہین مطلق کوئی گوشہ مرے دل کا

ہر چاک سے ہی جلوہ نما داغ دل زار
رکھا نہین کچھ سینہ نے پردہ مرے دل کا

دیوانہ کے مانند ہین آوارہ مراد ین
خالی نہین اک روز بھی صحرا مرے دل کا

بھولے سے وہ اک روز قدم رنجہ جو فرمائے
ہو جائے فزون عرش سے پایہ مرے دل کا

شان اوسکی بڑہائی ہی محبت نے تمہاری
ایجان نہ گھٹا دیجئے درجہ مرے دل کا

غیر اور ترے ابرو و مژگان کے اشارے
ہی ہی یہ نکلتا نہین کہٹکا مرے دل کا

آگے ترے ابرو کے سپر سینہ کیا ہے
دیکھا ای بت بے رحم کلیجہ مرے دل کا

وہ بت ہوا اور رہو نیگا کبھی رام
واللہ یہ بے سود ہے سودا مرے دل کا

مجھکو غم ہجران مین ہنسایا ہی اسینے
قابل نہین کہنے کے تقاضا مرے دل کا

۵۴
کیا کہئے کہ سب جان کے انجان ہے ای ضو
اس نے تو ذرا حال نہ پوچھا مرے دل کا
۱۱

حیرت انگیز ہی ای یار یہ نقشا تیرا
آئینہ دیکھ کے حیران ہی چہرہ تیرا

پیشوائی کو سر راہ ہی روح مجنون
عازم دشت ہی اب عاشق شیدا تیرا

میری آنکھون کا ضرور آج بڑہیگا اقبال
نظر آجائے جو وہ رنگ سنہیرا تیرا

غل ہی تازہ غم عشاق کی سبز یکا
آج کیا زیب بدن دہانی ہی جوڑا تیرا

میری آنکھون سے کسی دن نہ لڑا نا آنکھین
کم ہے اک قطرے سے ای ابر یہ دریا تیرا

استخوان کو مرے رہتی ہی ہما سے نفرت
ای سگ یار مرے سر پہ ہو سایا تیرا

یہی دو تین ہین حسن نظر اہل نظر
ہائے کاجل ترا مسی تری سرما تیرا

گل و سنبل کی ترے کاکل و رخ سے ہی بہار
رونق افروز ہی گلزار مین صدقا تیرا

مردم دین نہ کیون حلقۂ ماتم مین رہین
ہی نظر مین وہ نہ دینا مجھے چھلا تیرا

خط بھی نکلا تو ہوا رام نہ وہ دشمن جان
تری تقدیر یہ ای دل ہی یہ لکھا تیرا

رنگ ہر روز اڑا رہتا ہی منہ کا ای ضو
کس کی الفت مین ہوا ہائے یہ نقشا تیرا

۵۵ ۱۱

خواب گران غضب ہی مرے شیر خوار کا
گہوارہ ملگیا ہے اجل سے مزار کا

برباد ساری راحت و آرام ہوگئے
خاکہ ہے خاک مین مرے صبر و قرار کا

باطل کو چھوڑ حق کی طرف عبد حق گیا
کھٹکا وصال مین نہ رہا انتظار کا

داغ جگر جدائی ہے عبد المجید کی
ناسور غم ترا ہے دل بیقرار کا

کس سن مین ساتھ بھائیگا تونے دیا ہی ہے
ہی حال غیر ہجر مین خویش و تبار کا

افسوس ڈیڑھ سال مین کیا اگئی قضا
دھوکا تھا روز مرگ پہ روز شمار کا

ناسور دل کسیکو کسیکو جگر کا داغ
ٹھہرا یہ انتظام ترے یادگار کا

دلمین نہین سرور زبان مین مزا نہین
گم جیسے لطف ہی تیرے بوس و کنار کا

دانائیان تری میرے نادان ہین نقش دل
کس عمر مین خزان ہوا موسم بہار کا

حق پوچھئے تو خوب سرا جہان نہین
کیا اعتبار عالم بے اعتبار کا

۵۶ دن رات ہے وظیفہ قدوس ورد ضو ۷
دامن نہ یا خدا ہو ترا اس خاکسار کا

کہان مین عشق حسینان سے چھوٹ کر جاتا
کہ جو پڑہتے گلے خلد مین اگر جاتا

کسیطرح سے جدائی کا دن گذر جاتا
اگر اجل ہی نہ آتی مین آپ مر جاتا

خدا کی شان دم نزع کی مسیحائی
سرہانے وہ جو نہ آتے مین آج مر جاتا

وہ اور آئین مرے آگے غیر کے ہمراہ
الہی کاش زمین پھٹتی مین اتر جاتا

یہ منع گریہ تقاضائے ضبط تھا ورنہ
چڑہا ہوا مرا دریائے اشک اتر جاتا

بہار لالہ گلشن ہی بھول جاتے وہ
اگر ایک داغ جنون سینہ مین ابھر جاتا

۵۷ — ۹

مین اور دعوئی خون اوسکے حشر مین ای ضو
وہ کرتے لاکھ بہی اقرار مین مکر جاتا

ہوا دم بند اُسکے زلف پیچان مین مرے دل کا
کھلیگا کیا کسی سے ہاے عقدہ میرے مشکل کا

تری شمشیر مشاطہ ہی معشوق شہادت کی
ہوا ہی غیرت آئینہ جوہر چشم بسمل کا

بنیگی بات میدان مین نہ ہرگز سرخروئی کو
خیال خون مرا غازہ نہو گر تیغ قاتل کا

موئے پر بھی نجائیگی گدائی کوے جانانکی
سر پرشور ہوجائیگا کاسہ دست سائل کا

تمہاری غیرت رخ نے یہ عیب اسکو لگایا ہی
نجائیگا کبہی دامن سے دہبہ ماہ کامل کا

کنارہ کش ہی ہر مضمون رعناحق عاشق سے
ترے نامہ پہ ای نوخط ہی ہو کا خط باطل کا

ترے ہر لحظہ ای آہ رسا قربان ہوجاؤن
اُلٹ جاے کبہی پردہ جو اس لیلی کے محمل کا

ملی پھولون کو پر تو سے تمہارے دولت طلعت
ہی جلوہ شک انجم آج گردن مین حمائل کا

۵۸ — ۹

ہی رشک مشرق خورشید تابان ای تن ای ضو
فزون چرخ چہارم سے ہے پایہ اُسکی محفل کا

عشق رخ مین ترے حیران نہوا تھا سو ہوا
شوق کاکل مین پریشان نہوا تھا سو ہوا

خلل انداز ہر قسمونکی شکایت ہوئی آج
دل دانا کبہی نادان نہوا تھا سو ہوا

حسن رخ نے ترے ہندو کو مسلمان کیا
برہمن قائل قرآن نہوا تھا سو ہوا

آرزو مین ترے ملنے کے ہوئین سب برباد
دل مرا خانۂ ویران نہوا تھا سو ہوا

آج وہ مجھکو سر بزم جلاتا ہی رہا
مین کبھی سرو چراغان نہوا تھا سو ہوا

خون عاشق ہی یہ رنگ اپنا جمائیگا ضرور
تر کبھی یار کا دامان نہوا تھا سو ہوا

لاغری نے مرے پنجہ مین پھنسایا اوسکے
طوق گردن کا گریبان نہوا تھا سو ہوا

دل لیا اسکے چمن نے ترے دیوانون کا
کبھی ویران یہ بیابان نہوا تھا سو ہوا

شکر للہ کہ دل کوچۂ قاتل مین گیا
شامل گنج شہیدان نہوا تھا سو ہوا

۵۹

آج اس عارض تابان کے شانہ مین ای ضو
رشک مشرق مرا دیوان نہوا تھا سو ہوا

۹

نشان ہون ہجر روی لالہ گون کا
ہے دعوا دلمین یہ داغ جنون کا

زبان خنجر کی باہر پڑہ گی ہے
ستمگر ہی یہ پیاسا میرے خون کا

عروج تیشۂ فرہاد دیکھو
اوتارا اسنے پانی بے ستون کا

تمہاری ہجر مین میری زبان نے
نجانا نام ہی صبر و سکون کا

بتاتے ہین جسے سب مہر محشر
شرر ہی شعلۂ سوز درون کا

ہی صبح و شام قاتل کے گلی مین
تماشا جوشش دریائے خون کا

نظر آتا ہی اولٹا ہی ہر اک کام
مجھے دنرات چرخ وارثگون کا

ہر اک ذرّہ سے پیدا امر رب ہے ہے آوازہ جہان مین کاف ونون کا

۶۰ وہ مجھ پر ہو گیا ہے اگ ای ضو ۹
رقیبون نے مگر کچھ پڑہ کے پھونکا

ہوتا ہی نہین ہاے یہ زنہار کسیکا دل میرا ہوا جب سے گرفتار کسیکا
اک روز تو محروم تمنا پہ نظر کر منہہ دیکھہ لون ای طالع بیدار کسیکا
کھاتا ہون مہ و مہر سے دہوکا سحر و شام اک عمر سے ہو طالب دیدار کسیکا
ہے سرد ترے دور مین بازار حسینان ہوتا نہین اب کوئی خریدار کسیکا
روتا ہی رہا دیکھہ کے مین کاہکشان کو تھا پیش نظر پھولون کا وہ ہار کسیکا
جینا ہی ہوا ہی دل نادان کو مرے تلخ یاد آگیا جو لعل شکربار کسیکا
ہان ای ہوس ظل ہما دل سے نکل جا ہی دولت جان سایہ دیوار کسیکا
بڑہتی نہین بلبل کی نظر جانب گل آج دیکھا ہے چمن مین گل رخسار کسیکا

۶۱ کہتے ہین مسیحا سے بھی اچھا نہین ہوتا ۹
ضو ہو جو گیا عاشق بیمار کسیکا

ستا رہا ہی یہ ہر دم الم جدائی کا وہ آئے یان جسے دعوا ہو آشنائی کا
رہی نہ طاقت پرواز آج کل صیاد قفس سے ہائے مین خواہان نہین رہائی کا

ہٹاؤ پردہ کہ ہی جوش پر بہار شباب
دکھاؤ جلوہ کہ ہی وقت خود نمائی کا

ہوے ہین عازم می خانہ آج حضرت شیخ
بڑہیگا مرتبہ رندون مین پارسائی کا

وہ آج تیغ بکف ہین بن آئیگی کچھہ بات
یہی ہی وقت مرے قسمت آزمائی کا

بٹھا رہے ہین مجھے اپنے سر پہ ہر ہر خار
ہی آج اوج پہ طالع برہنہ پائی کا

فلک کے ہاتھہ ہے خورشید صورت کجکول
یہ شوق کوچۂ جانان کی ہی گدائی کا

جمانہ پنجۂ مرجان مین ایکدن بھی رنگ
قسم خدا کی ترے پنجۂ حنائی کا

پڑہیگا آئینہ کلمہ نہ کسطرح اے ضو
صباح و شام ترے باتون کی صفائی کا

ردیف بای موحدہ

آئے نظر وہ غیرت خورشید و ماہ کب
روشن ہون یہ مرے شب و روز سیاہ کب

ہی یہ خبر کہ جلتے ہین واں پر ہوا کے بھی
کوٹھے تک اونکے جائے بھلا میری آہ کب

رہتا ہی صبح و شام رقیبون سے جمع دل
سنتے ہین عاشقون کا وہ حال تباہ کب

ہے میرے دل کو تیر کے کھانیکی آرزو
دیکھون پڑیگی اسپہ تمہاری نگاہ کب

آنکھین کھلینگی کب دل برگشتہ بخت کی
کحل البصر بنینگی تری خاک راہ کب

ڈر ڈر کے دور شمسہ ایوان سے رہ گئے
آئے ترے محل کے قرین مہر و ماہ کب

مجمع ہی گرد و پیش حسینان دہر کا
وہ بادشاہ حسن رہا بے سپاہ کب

بس ہے لہو بھرا ہو ادہن یہ روز حشر
روداد قتل ہے یہ مری بے گواہ کب

۶۳ شمشیر و تیر ابرو و مژگان ہین صاف ضو ۹
چھوٹینگے ان بتون سے خدا کی پناہ کب

ہجر مین این و آن سے کیا مطلب
وہ نہین تو جہان سے کیا مطلب

مجھے بے روئے یار ای بلبل
تیرے اس گلستان سے کیا مطلب

تیرا کوچہ ہے مامن و ماوا
مجھے باغ جنان سے کیا مطلب

گر نہین شوق جبہہ سائی کا
یار کے آستان سے کیا مطلب

ہے وہ میری زمین مین ورنہ
مجھے اس آسمان سے کیا مطلب

ہوئے صیاد و باغبان دشمن
بلبل اب آشیان سے کیا مطلب

شاید آیا ہے رحم قاتل کو
پھر مرے امتحان سے کیا مطلب

ہے تو بے نام و بے نشان ای بت
مجھے نام و نشان سے کیا مطلب

۶۴ سب سے بیگانہ ہجر مین ای ضو ۷
کام کیا دل سے جان سے کیا مطلب

ائی کیا اوس رشک گل کو خوش فغان عندلیب
ملتی ہی میری زبان سے کب زبان عندلیب

باغبان کے ساتھ ہین صیاد و گلچین متفق
ہین ہی گلشن مین تینون دشمنان عندلیب

ہی خزان غارت گر باغ و بہار حسن و عشق
نام ہی اب گل کا باقی نے نشان عندلیب

غیرت گلشن ہین میرے زمزمہ پردازیان
کوئی سنتا ہی نہین اب داستان عندلیب

نذر مانی ہے کہ ہو گر ہم بغل وہ رشک گل
بھر دون پھولون سے چمن کے آشیان عندلیب

رشک سرو و گل کو ہے اُنکے قد و رخسار کا
حلقۂ غم مین ہی قمری ہم عنان عندلیب

۶۵ آج باندھا ہے درخت گل سے اُسکا آشیان
ہوگیا صیاد ای ضو مہربان عندلیب ۹

ہو گئی فصل بہاری سازوار عندلیب
گل رہا کرتے ہین ہر دم ہمکنار عندلیب

باغ کا فصل خزان مین کچھہ نہ ساتھہ اسنے دیا
اہل گلشن مین نہین ہی اعتبار عندلیب

عارض اس سفاک کا رشک گل و آئینہ ہے
صاف ہو جائیگی طوطی رشتہ دار عندلیب

اُسکے نالے باعث آبادئ گلزار ہین
سارے مرغان چمن ہین جانثار عندلیب

کوچۂ معشوق مین مدفون ہو عاشق کی لاش
زیر شاخ گل ہو تجویز مزار عندلیب

خوبی آب و ہوا سے ہی طبیعت معتدل
کہو دیا فصل بہار نے بخار عندلیب

رفتہ رفتہ آج کل ہونے لگا ہی رنگ گل
ہائے برق خرمن صبر و قرار عندلیب

پھانس لینگے دام کاکل مین دکھا کر حسن رخ
جانتے ہین خوب وہ طرز شکار عندلیب

۶۶ گوش زد اے ضو ہے کیا نوک زبان خار سے ۷
حالت زخم جگر اور حال زار عندلیب

ردیف بای فارسی

ابرو جتا رہے ہین کہ شمشیر زن ہین آپ — نظرون کے ہین اشارے کہ ناوک فگن ہین آپ
زینت فزائی دیدہ سراپائے پر بہار — ہر آنکھہ کہہ رہی ہی نظر کے چمن ہین آپ
اہل چمن سناتے ہین منہہ اُنکا دیکھہ کر — قدرت خدا کی رشک گل و یاسمن ہین آپ
کیا ہو گئی ہی آج رقیبون سے کچھہ بگاڑ — دولت سرا مین آج جو بے انجمن ہین آپ
گیسو کے بال بال کا قبضہ ہی مشک پر — بے شبہ حکمران خطا و ختن ہین آپ
چکر مین چرخ پیر ہی گردش سے چشم کی — چلاتے ہین نگاہین کہ پر مکر و فن ہین آپ

۶۷ ای ضو تمہاری منہہ کی نہین ہی کسی مین بات ۹
مدراس مین کچھہ اور ہی صاحب سخن ہین آپ

ردیف التاء

اُس حسن جہان گیر کی جسدن سے سنی بات — چڑھتی نہین ہی مرے نظر و نین کو ذرا بات
دیوانہ گیسوئے سمن سائے پری ہون — حداد مین اور یہ تری آہن کی کڑی بات
خورشید کر ہمسری خال رخ یار — اِس چھوتے سے منہہ کے نہین قابل یہ بڑی بات

اِس منہہ پہ چڑہیگا وہ کہان اُسکی نظر میں — نیلم سے کریگی ترے مسی کی دہڑی بات
یہ شعبدہ تازہ ہی کہ ہی سکے نکلتی — اُس بت کے لب لعل سے موتی کی لڑی بات
افسوس کہ سایہ کیطرح فرش زمین ہون — ای رشک پری تیری جو کانو نمین پڑی بات
منہہ بند ہی عشق دہن تنگ مین گویا — کہنے کو زبان منہہ مین ہی کچہہ مینے نہ کی بات
منہہ بند رہا باب تمنا کیطرح سے — دل کہول کے کی اس نے نہین ایک گھڑی بات

۶۸ — ۹

کہلتا ہے جو منہہ بزم سخن ہوتی ہی روشن
اے ضو یہ کہان سے کوئی لائیگا تری بات

بُرش مین بال بال ہے تلوار کی صفت — کرتے ہین اسکے ابروئے خمدار کی صفت
سلک گہر ہوئی مرے آنسو کی ہر لڑی — روتے ہین آنکھین ابر گہربار کی صفت
بلبل ہوا ہے پہول ہر اک صحن باغ مین — سُن سُن کے مجھسے اُس گل رخسار کی صفت
شب رہگئے نجوم مجھے گھور گھور کر — کرنے لگا جو چاند سے رخسار کی صفت
پیدا ہے اسکے زلف کے ہر ایک بال سے — نکہت خطا و چین کی تاتار کی صفت
بل عدم ہی اُسکو بتانے لگے عدم — آئی جو درمیان کمر یار کی صفت
ہر بات مین ہے قند مکرر کا ذائقہ — میٹھا ہی منہہ جو کی ترے تکرار کی صفت
ہین تیرے آب تیغ کی مدحت مین تر زبان — منہہ زخم کے ہین واسطے اظہار کی صفت

۶۹ ای ضو خدا کی شان ہے وہ عالی دماغ تو ۹
شعر نئی مین بھی نہین ترے اشعار کی صفت

در پئی ظلم ہے یہ چرخ ستم گار بہت
سر پھراتی ہے مرا گردش دوّار بہت

اس طرف ہو کبھی اے مہر کرم ایک نظر
پانی پانی ہین ندامت سے گنہگار بہت

آج فردائے قیامت کا ہی غل کوچہ مین
حشر سے دور ہی ظالم ترا اقرار بہت

مصر مین گرم تھا بازار مہ کنعان کا
میرے یوسف ترے ہر جا ہین خریدار بہت

تیرا انداز کہان اور ترا ناز کہان
یون تو کہنے کو ہین ہر طرح طرح دار بہت

اک نہین مین ترے لاکھون کے گلے کٹتے ہین
تیز ظالم ہے یہ کیون خنجر خونخوار بہت

کل دم صبح جو وہ زیب دہ بام ہوا
منہہ چھپاتا رہا خورشید پر انوار بہت

بیطرح جرأت باد سحری پر ہیہات
آج اولجھا ہی رہا طرۂ طرار بہت

۷۰ ہین کسی عارض تابان کے ثنا مین مکلو ۹
عالم افروز ہین اے ضو ترے اشعار بہت

تھی مجھکو یاد عارض انور تمام رات
رلوا رہا تھا ماہ منور تمام رات

پیش نظر تھا ابروئے دلبر تمام رات
ملتا رہا گلے مرے خنجر تمام رات

کل اُسکے بزم مین نہین دیکھا رقیب کو
تھا ساتھ میرے حسن مقدر تمام رات

کرتے رہے یہ نالۂ عشاق شور و غل
اونکی گلی ہی عرصۂ محشر تمام رات

آنکھون مین تھا خیالِ رخِ نوبہار یار
تھا چودہوین کا چاند مرے گھر تمام رات

بارے دیا جو ہاتھ رسائی بخت نے
میرا رہا سر اسکے قدم پر تمام رات

چلتے تھے مجھپہ ابرو و مژگان کے تیغ و تیر
بگڑا رہا وہ مجھپہ ستمگر تمام رات

رونیمین پیٹنے مین تڑپنے مین ہائے ہائے
کیا کہئے مین نے کاٹی ہے کیونکر تمام رات

۷۱
پگھلا کبھی وہ بت نہ تری آہ گرم سے
۷
اے ضوؔ مگر بنا رہا پتھر تمام رات

ردیف تای ہندی

اک نور کا قبہ ہے ترا یار چھپر گھٹ
ہے مشرق خورشید پر انوار چھپر گھٹ

لگتا نہین دل حجرۂ فردوس برین مین
یاد آتا ہے مجھکو ترا ہر بار چھپر گھٹ

نخت گل و سنبل کی فدا ہوتی ہی ہر دم
جانان ہی تیرا عیرت گلزار چھپر گھٹ

پست اسکے رہا پایہ سے کباعرش کا پایہ
کل ہو جو گیا آپکا تیار چھپر گھٹ

ہین دیو مگر تخت سلیمان کے پیش و پس
گھیرے ہوے ہین آپکا اغیار چھپر گھٹ

۷۲
گھبرا گیا ای ضوؔ غم فرقت سے مرا دل
۹
زندان نظر آیا مجھے بے یار چھپر گھٹ

ردیف ثانی مثلثہ

عاشق زلفِ گرہ گیر ہوا کیا باعث
دل مرا طالب زنجیر ہوا کیا باعث

گل کو دیکھا نہ کبھی شمع پہ کی برّہ کے نگاہ
یار مین مورد تقصیر ہوا کیا باعث

ٹل گیا وعدۂ وصل بت نوخط ہے ہے
میرا باطل خط تقدیر ہوا کیا باعث

دل نے میرے تو نہ کی خدمت کاکل مین خطا
دار کے لایق تعذیر ہوا کیا باعث

بزم مین رندون کے بے جبہ و عمامہ ہی شیخ
آج یون صاحب توقیر ہوا کیا باعث

گو نہین مدِّ نظر گرمیٔ ہنگامۂ قتل
آج وہ دست بہ شمشیر ہوا کیا باعث

میرے ہوتے نہ پڑی آج نظر غیرون پر
بے خطا یار ترا تیر ہوا کیا باعث

آج دلّالہ نے بے مہر سے سازش کی ہے
جلوہ گر اختر تدبیر ہوا کیا باعث

دیر تک انجمن اہل سخن گرم رہی
آج چپ ضوؔ دم تقریر ہوا کیا باعث

۹ ۷۳

آوارگی جسم و خرابیٔ جان عبث
دیوانگی ہے عشق خیال بتان عبث

تجھکو دبا نہ دیگی زمین کوئے یار کی
چڑھنا نہ اُسکے منہ کبھی اے آسمان عبث

اتریگا پانی شمۂ ایوان یار سے
اے آفتاب ہین یہ تری گرمیان عبث

مطلب تھا اُسکے بام سے کیا کام عرش سے
پہنچی ہے میری آہ کہان سے کہان عبث

بے نام و بے نشان ہے مآل قیام دہر
ہے سالکون کو خواہش نام و نشان عبث

عنقا ہی بات اسکی بنیگی نہ منہ سے کچھ
ای فکر نکتہ سنج خیال دہان عبث

ہر وقت ہی ضعیفی و پیری کا سامنا
غرّہ شباب پر ہی ترا ای جوان عبث

ہرگز کسی زبان سے زبانین جدے نہین
مطلق ہے ہمزبانون کا زعم زبان عبث

۷۴

ہے دیدنی شریف کے اصلاح کی ضیا
اے ضو زیادہ اس سے ہے میرا بیان عبث

۷

الغیاث ای نوبہار وصل جانان الغیاث
ہون گرفتار خزان درد ہجران الغیاث

مو بمو غافل ہی تو اپنی گرفتارون سے ہائے
الغیاث ای یار کی زلف پریشان الغیاث

پھول ہین سارے تمہارے کشتۂ تیغ ادا
آج کل گنج شہیدان ہی گلستان الغیاث

توہی کر مجھپر نگاہ لطف ای رشک مسیح
ہو نہین سکتا مرا عیسی سے درمان الغیاث

خاک میری ایک مدت سے ہی تیری فرشراہ
ہاتھ ہی آیا نہ ہی ہی دور دامان الغیاث

تیری وسعت کی نہین گنجایش اے جوش جنون
تنگ ہی اب میری چکر سے بیابان الغیاث

۷۵

ہے گدائے در یہ تیرا اک نظر ضو کیطرف
الغیاث ای خسرو عہد حسینان الغیاث

۹

ردیف جیم

ضیا گستر ہے وہ رشکِ قمر آج
ہے برجِ آسمانی میرا گھر آج

جہان تاریک ہی ہجرِ صنم مین
نہین پیشِ نظر حسنِ نظر آج

ہوئی قسمت رسا فضلِ خدا سے
گلی مین اُس صنم کے ہی گذر آج

کلیجہ ابر کا ہے پانی پانی
غضب کرتی ہے میری چشمِ تر آج

کٹی بس تارے گن گن کر شبِ وصل
رہا اُس رشکِ مہ کا منتظر آج

خبر ہے آگیا کچھہ رحم اُنکو
کیا میرے دعاؤن نے اثر آج

خبر اپنی ہی کچھہ مجھکو نہین ہے
ہوا ہون عشق مین یہ بیخبر آج

اُٹھایا جب مرے آہون نے طوفان
زمانہ ہوگیا زیر و زبر آج

۷۶ رہا شہرِ عدم پیشِ نظر ضو ۷
تھا رہبر یار کا وصفِ کمر آج

پھولا ہے اس زمین مین گلستانِ احتیاج
زیبِ نظر ہین سنبل و ریحانِ احتیاج

کٹتے ہین سال سب اسی جھگڑے مین عمر کے
دندانِ ہم ہین دست و گریبانِ احتیاج

رکھا اسی نے شوکتِ شاہ و گدا مین فرق
رعنا ہی پیشِ خرد و کلانِ شانِ احتیاج

آگے قدم جو ترکِ تعلق مین بڑھ گیا
پیچھے پڑا رہا مرے سامانِ احتیاج

آوارہ ہی جنون تک و دو مین اک جہان
آباد ہر طرح ہے بیابانِ احتیاج

پرہیز مین ہوس کے ہی لازم غذای صبر | ایدل تجھے جو چاہیئے درمان احتیاج

۷۷ | بے احتیا جیون کا ہے پیش نظر فروغ
۷ | شکر خدا کہ ضو نہین خواہان احتیاج

ردیف جیم فارسی

تیغ کی منت نہ ای خونخوار کھینچ | مجھپہ ابرو کی ترے تلوار کھینچ
کچھہ بڑہا کر ہاتھہ ای آہ رسا | ایکدن تو دامن عیار کھینچ
صاف جلکر خاک ہو جائین رقیب | ایسی ایدل آہ آتشبار کھینچ
ہاتھہ کٹ جائینگے ای مانی نہ تو | تشکل تیغ ابروی خمدار کھینچ
جاؤن قربان مین ترے ای جذب دل | میرے گھر تک تو اسے اکبار کھینچ
پاؤن پھیلائے ہوے آرام کر | ہاتھہ اپنا مفلس نادار کھینچ

۷۸ | سخت تر ہے انتظار یار ضو
۹ | درد سر ہی بس نہ اتنا بار کھینچ

ردیف حا

نہ ابر ترہی مری چشم خون چکان کیطرح | نہ برق ہی مری آہ شرر فشان کیطرح
ہمیشہ دشت نوردی سے کام ہی مجھکو | رکھا ہی بخت نے چکر مین آسمان کیطرح

بلائے جان ہوئی آتھون پہر پریشانی
اولجھہ ہائی دل اب کاکل پریشان کیطرح

مین اوراوسکو اولٹ کر بھی ہائے دیکھونگا
نہین ہی ماہ فلک میرے مہربان کیطرح

ہی ایک رنگ پہ اقرار اوسکا اور انکار
ہی ہان نہین کیطرح اور نہین ہی ہان کیطرح

بس اب چمن مین ٹھکانا نہین چل ای بلبل
ہوا عدو ترا صیاد باغبان کیطرح

سنا رہا ہے یہ رضوان کہ باغ جنت مین
نہین ہی قصر کوئی یار کے مکان کیطرح

نہین ہی دل مین نشان بہار صبر و قرار
تمہارے ہجر نے لوٹا مجھے خزان کیطرح

۷۹

ہی جوشِ نورِ ضیا محفلِ سخن مین ضو
نہین ہے شمع کوئی اب تری زبان کیطرح

۷

ہی صرف وصف عارض جانان زبان صبح
جلتا ہی آفتاب ہی سنکر بیان صبح

واللیل ہی شکوہ شب زلف کی گواہ
والصبح سے عیان ترے عارض کی شان صبح

ہی دلنشین طلعت رخسار آتشین
جلوے سے آفتاب کے بیکل ہی جان صبح

روتی ہی فرقت چمن حسن یار سے
شبنم ہی اشک دیدۂ گوہر فشان صبح

بکھری ہی زلف روئے مصفائے یار پر
ٹھہرا ہی شہر شام مین اب کاروان صبح

تشبیہ مین صفائی بناگوشِ یار کے
دونی ہوئی ہی شہرت نام و نشان صبح

اللہ رے درازیٔ شب ہائے ہجر یار
برسون دکھائی دے نہ ذرا بھی نشان صبح

۸۰

ہی عاشقان زلف مین روشن سواد شب
دیوانہ اسکے رخ کے ہین ضو قدردان صبح

۷

ردیف خای معجمہ

نہین ہی پیش رخ یار گلستان گستاخ
کریگی روبرو بلبل مری زبان گستاخ

خدا ہی خیر کرے آج آسمانون کی
نکلتی ہی مری آہ شرفشان گستاخ

زمین کوچۂ جانان کا ہے دماغ جدا
ادہر قدم نہ بڑہائیگا آسمان گستاخ

اِدہر نیازسے مین ہمدم تواضع ہون
اُدہر ہی نازمین وہ شوخ دلستان گستاخ

ہی آفتاب سے یہ قول ذرۂ درِ یار
ادہر نہ آئے زنہار مہربان گستاخ

نہ اُسکے خال کے ہین روبرو ستارے شوخ
نہ اُنکے مانگ کے آگے ہی کہکشان گستاخ

۸۱

بگڑ بنائے کہن ضو وہ گرم طینت ہی
نہ کیجئے بتِ بے مہر سے بیان گستاخ

۷

اپنے قول وفعل مین رہتا ہی میرا یار شوخ
شوخ ہی کردار اسکی اور ہی گفتار شوخ

عشق دندان نے بڑہایا چشم تر کا حوصلہ
اُسکے آگے مرے کیا ابر گوہربار شوخ

وصل کی شب بھی رہا پیش نظر پاس ادب
ہائے ہوتے ہی نہ تھے میرے سب اظہار شوخ

پیچ مین لائیگی اسکی زلف مشکین بطرح
ہو نہ یون نافہ پہ اپنے آہوئے تاتار شوخ

روبرو قند مکرر آکے پھیکا پڑ ہ گیا | ہی عجب اس لعل شکر بار کی تکرار شوخ
مہر و مہ باین دماغ آسمانی رائدن | آئینگے کیا روبرے عارض دلدار شوخ

۸۲ | ضو | منہ ہر اک اہل سخن کے صاف چمکاتے ہین | ۹
کہئے کیا اللہ رے ہین یہ ترے اشعار شوخ

ردیف دال

نام بھی جوش جنون کا نہ رہا میرے بعد | ہوا ویران بیابان بلا میرے بعد
کون کہلائیگا ظالم کی نظر کا کشتہ | کون ہوگا ہدف تیر جفا میرے بعد
کون ہوگا ترے شمشیر ادا کے قربان | شوق سے کون کٹائیگا گلا میرے بعد
مجھ سا مظلوم کوئی اور نہ پیدا ہوگا | ظلم سے اپنے رہیگا تو خفا میرے بعد
سر خرو خار بیابان نہ رہینگے پھر یون | کوئی آئیگا نہ پھر آبلہ پا میرے بعد
کس سے ای ابر تر جائیگا تیرا پانی | کون روئیگا مرے طرح بھلا میرے بعد
نہین باور کہ تو پھر اور کسیکا ہوگا | کون کہلائیگا ای شوخ ترا میرے بعد
خون کسکا ترے ہاتھون کی بنیگا مہندی | پاؤن مین کون لگائیگا حنا میرے بعد

۸۳ | ضو | بسبب روشنی انجمن اہل سخن | ۷
ہر اک شعر یہ ہو دیگا مرا میرے بعد

کچھ جواب اُسکا نہ لایا قاصد
کیا ہوا ہائے نہ آیا قاصد

منہہ کبھی نور کو چڑھنے نہ دیا
اسکی دیوار کا سایا قاصد

روبروئے رخ جانان ہوکر
میرے آنکھونمین سمایا قاصد

پاؤن اُس بت کے گلیمین رکھا
بڑہ گیا کیا ترا پایا قاصد

اُس طرب دوست سے کہدے کسی طرح
غم جو کچھ مینے ہی کھایا قاصد

کچھہ تو بول اُس نے کھا کیا تونے
حال میرا جو سنایا قاصد

۸۴ خط نئے آتا ہے وہ دیکھہ تو ضو ۹
ہے یہ اپنا کہ پرایا قاصد

آج کچھ اور ہی گلشن مین بہار صیاد
بلبلون سے ہے بھرا دام شکار صیاد

آشیانون سے نکل پڑتے ہین بازو ہو کے
سارے مرغانِ چمن مین ہی وقار صیاد

باغ مین چار طرف ہی انہین تینون کا فساد
باغبان دوست ہی گلچین ہی ہی یار صیاد

سارے عالم مین ہی اُس زلف سیہ سے اندھیر
آفت جان ہی دام شب تار صیاد

بیطرح فصل بہاری مین رہا مست شکار
اب خزان ہوگئی دمساز خمار صیاد

حسن نے ترے گیسو مین پھنسایا صد حیف
دام مین لائے مجھے نقش و نگار صیاد

زلف ہی پر نہین موقوف شکار دل و جان
کرتی ہی چشم فسونساز بھی کار صیاد

عندلیبوں نے کیا اوس نے چمن کو خالی
میرے اللہ اجڑ جائے دیار صیاد

۸۵ بھر دیا آج قفس پھولوں سے اسنے ای ضو ۹
بلبلین کیون نہ ہین شکر گذار صیاد

در و ازیکو رکھیگا نہ یون شام و سحر بند
ہی دوستونکا قول کہ دشمن کا ہو گہر بند

منہہ تک کبھی گیسو ترے جانے نہین دیتے
ان موذیون نے کی ہی مری راہ سفر بند

ظالم تری آنکھون کے اشارون کے تماشے
ہین سحر کہ اعجاز کرامت کہ نظر بند

یہ رنگ چمن مین مرے نالون نے جمایا
بلبل کا لگا ہونیکو دم دود دو پہر بند

بندش مین بھلا آئیگی کیون کر کمر یار
ہو جب کہ کمر باندہے کس طرح کمر بند

کہتے ہین بہار آئی ہی کچہہ دن کے لئے چھوڑ
صیاد قفس مین مجھے زنہار نکر بند

مد نظر روزن دیوار صنم ہون
کیا ہو گیا دربان نے اگر کر لیا در بند

کیا حسن بنائیگا نہین تاج سر اپنا
ہاتھہ آئے مرے نور مجسم کا جو سر بند

۸۶ اے ضو سحر و شام گہر ریز ہین ہر دم ۹
ہوتا نہین باب کرم دین تر بند

ردیف دال ہندی

جاتا رہا وہ حسن رخ صاف کا گھمنڈ
باقی رکھا نہ سبزۂ خط نے ذرا گھمنڈ

پھنس جائینگے ضرور فرشتوں کے بھی دل اج
کرتی ہی اپنے پیچون پہ زلف رسا گھمنڈ

رکھتا ہی ذرہ در جہانان دماغ عرش
ہی چوتھے آسمان پہ فقط مہر کا گھمنڈ

گھبرا رہا ہی آمد و رفت نفس سے دل
دو دن کی زندگی پہ نہین ہی بجا گھمنڈ

کیا پست ہو گیا قد بالا کو دیکھکر
آگے تمہارے سرو کا سارا گھٹا گھمنڈ

آیا جو آگے آنکھون کے پانی اتر گیا
غیبت مین ابر تر مرے کرتا رہا گھمنڈ

دیکھا ہے جیسے سایہ دیوار یار کو
کرتا نہین وہ شرم سے ظل ہما گھمنڈ

جان بخشیون کا اپنے مسیحا کے سامنے
کرتی ہی اُنکے کوچہ کی ہر دم ہوا گھمنڈ

۸۷ ضو ۹

اللہ رے فروغ کبھی رو برو ئے ضو
کوئی کریگا حسن طبیعت پہ کیا گھمنڈ

برہمن بن کے بت خانہ مین جا دھونڈ
دل اس بت کو ذرا بھر جا دھونڈ

گذر جا غیریت سے ای دل زار
سراغ یک نگاہ آشنا دھونڈ

نہ جا اے جان سوئے زلف پریشان
مصیبت ہی نہ یہ راہ بلا دھونڈ

یہی ہی منزل مقصود عاشق
مرے دل کو چہ اس معشوق کا دھونڈ

دل پر داغ کافی ہی تجھے سیر
کوئی اے جان نہ پھر بستان سرا دھونڈ

نچھوڑون اُس نہال حسن کو مین
نکالون ہر طرح اُسکا پتا دھونڈ

جہان آرا ہے طرز بیوفائی — کسی سے اب نہ آئین وفا دہونڈ
ہے دل ہی جلوہ گاہ ناز محبوب — ارے غافل نہ اُسکو جابجا دہونڈ

۸۸ — ہوا ہو جا تلاش گل مین ای ضو — دمادم ہمت باد صبا دہونڈ — ۹

ردیف ڈال

دیا اس شمع کو قاصد نے جو میرا کاغذ — جل کے ہمصورت پروانہ جلایا کاغذ
کردیا میری طرح اسکو بھی مردود نظر — آنکھ بھر کر کبھی ظالم نے نہ دیکھا کاغذ
شرر انگیز نے سوز غم ہجران کے سبب — جل گیا ہاتھ ہی مین ہائے جو لکھا کاغذ
آبرو بخش ہوئی دین تر کی روداد — نظر آنے لگا ہو کر مجھے دریا کاغذ
رکھ لیا اُس بت بے رحم نے کیا کانوتہ ہاتھ — کل جو قاصد نے مرا پڑھ کے سنایا کاغذ
کام مینے طپش دل سے لیا قاصد کا — پہنچا اس شوخ کے کوچہ مین تڑپتا کاغذ
کل جو لکھنے لگا اسکے رخ سادہ کی صفت — ہوا ہم جوہر آئینہ سراپا کاغذ
ہاتھ کے ہاتھ مین گم ہی نظر آتا ہی نہیں — اسکے تعریف کرے ہوا عنقا کاغذ

۸۹ — آج اسکے رخ روشن کے ثنا مین ای ضو — ہو گیا مشرق خورشید تمہارا کاغذ — ۹

انکھون کا اہل نظر کے ہوا تارا تعویذ
کسقدر اُس مرے پیارے کا ہی پیارا تعویذ

پھر تن مردہ مین آجائیگی جان عاشق کی
رکھدے تعویذ لحد پر جو تمہارا تعویذ

اس سے تسخیر دو عالم کا اثر پیدا ہی
وہ اسیکا ہوا جسنے ترا دیکھا تعویذ

نقش کا اسکے اثر مہر سلیمان مین نہین
ہے ترے ڈنڈ کا تسخیر مین یکتا تعویذ

اُس پری کو کسی عامل نے مسخر نکیا
کام آیا نہ کسیکا مجھے گنڈا تعویذ

روبرو آج ہے ہر ایک کے اعجاز کلیم
کیا دکھاتا ہے بہار ید بیضا تعویذ

خود مسخر ہوا اللہ رے حسن تاثیر
اُسکے بازو کا جو زرگر نے بنایا تعویذ

وہیان رہتا ہی رقیبونکی زبان بندیکا
آج ملا سے کوئی لاؤن گا اچھا تعویذ

٩٠ ١١

کرے اللہ ہی اُس بت کو مرا رام ای ضو
سخت مضطر ہون کوئی کام نہ آیا تعویذ

ردیف راء

دیتے ہین لعل جان لب سرخ نگار پر
مرتے ہین بس گہر دُر دندان یار پر

رونا تمام ہوگیا دس بیس بوند مین
آنکھین ہمارے ہنستی ہین ابر بہار پر

صحن چمن مین حسن خط سبز یار نے
بجلی گرائی رشک کی کیا سبزہ زار پر

بھڑکا دیا رقیبون نے اُس شعلہ رو کو آج
جل جل کے آگ ہی مری مشت غبار پر

سینہ پہ سنگ عشق بتان کی دلیل ہے
مصرعہ یہ کندہ ہو مرے لوح مزار پر

رہتا ہی زیر سایہ اُسی کے صباح و شام
قربان ہما ہی سایۂ دیوار یار پر

سکہ تمہارے عارض کا کل پڑ گیا
کیا دیکھتے ہی دیکھتے لیل و نہار پر

دیکھا جو اسکو سینہ کے باہر نکل پڑا
آیا نہ رحم میرے دل بیقرار پر

میدان مین اس نے مجھکو گلے سے لگا لیا
قاتل مرون نکیون ترے خنجر کے پیار پر

تنکے کی طرح کوئے صنم تک اوڑا دیا
کھایا صبا نے رحم مرے حال زار پر

٩١

فیض بہار ہجر رخ رشک گل سے ضو
ہنستے ہین میرے سینہ و دل لالہ زار پر

٩

جائین کس جا عاشق بیدل ترا در چھوڑکر
سر کو ٹکرائین کہان ای بت یہ پتھر چھوڑکر

خانۂ تن سے بھی لی جان نے مری راہ گریز
ہائے جسدن سے گیا وہ شوخ دلبر چھوڑکر

سحر مین کون ہی پھر سر بکف میری طرح
جائیگا خنجر کہان تیرا مرا سر چھوڑکر

کچھ نہ آل کار و بار دہر جز حیرت نہین
چل دیا دنیا سے آئینہ سکندر چھوڑکر

جانتے ہین ہم اُسیکو قبلۂ اہل نیاز
جائین گہر تیرا کہان ای ناز پرور چھوڑکر

گرد و پیش یار وہ مجمع حسینونکا نہین
آج کیون تنہا چلا ہی اپنا لشکر چھوڑکر

ہو گئے چھٹپن ہی مین برباد مثل طفل اشک
راہ سے واقف نہین مدت ہوئی گھر چھوڑکر

دولت دنیا پہ ای منعم غرور اچھا نہین — ایکدن جائیگا آخر مال اور زر چھوڑکر

۹۲ — ۸

یہ کبھی ای ضو نصیب حاسدان تمانہین
مجھکو جائیگا مراحسن مقدر چھوڑکر

اب بیطرح بنیگی فرشتونکی جان پر — جانے لگی ہے آہ مری آسمان پر
تیری جفاؤنمین بھی یہ پاس ادب رہا — آئی نہ کوئی بات ہماری زبان پر
ای شوق قتل ہان کمر عزم چست ہو — آمادہ تیغ یار ہے اب امتحان پر
ای شاہ حسن داد رسی کچھ تو کیجئے — ہی دھوم عاشقونکی تمہارے مکان پر
ہر وقت جانب دل عاشق نگہ رہے — ابرو کمان ہو تیر لگانا نشان پر
جوہر یہ اسکو اور یہ طلعت نہین نصیب — دندان یار ہنستے ہین ہیرے کے کان پر
لگتا ہے دشت مین نہ بہلتا ہی شہر مین — صدمہ یہ ہجر کا ہی دل ناتوان پر

۹۳ — ۷

کہتے ہین ضو سے دیکھ سکیگا نہ تو مجھے
کیا لن ترانیان ہین تمہاری زبان پر

عاشق زلف ہین اچھی نہین بیماری نجیر — ہو کوئی بال سے باریک ہماری نجیر
نکلیا ایک نے زندان مصیبت مین کرم — لاغری نے مرے پاؤن سے اتاری نجیر
قید مین آگئی اُس رنگ طلائی کی جو یاد — صاف کندن سی چمکنے لگی ساری نجیر

اپنے ہاتھون سے ستمگر نے پہنائی ہی مجھے
قید دلچسپ ہے اور ہی مری پیاری زنجیر

ہوگیا ہجر صنم مین دل فولاد بہی نرم
سختیون پر مری کرنے لگی زاری زنجیر

اسنے زندانیونکی مانی تہی منت شاید
آج گلچین نے جو پھولون سے سنواری زنجیر

٩٤

آج ہر ایک کڑی شعلۂ جوالہ ہے ضو
کی مری آہ شرربار نے ناری زنجیر

٩

آبرو اپنی رقیبون سے بچائین کیونکر
آج ہم کوچۂ سفاک مین جائین کیونکر

نام ہے اُس بت سفاک کا دل پر گندہ
نقش یہ میرے نگینہ کا مٹائین کیونکر

راتدن پیش و پس یار ہے غیرونکا ہجوم
ہی یہی فکر کہ گھر اُسکو بلائین کیونکر

بیخودی غم ہجران نے کہین کا نہ رکھا
آپ اپنے مین نہین پھر اُسے پائین کیونکر

شوق دیدار صنم مین ہی رفیق شب و روز
تجھے آنکھونمین پھر ای غشم بٹھائین کیونکر

ہین دم نزع رفیقان جفا جو رہزن
آکے وہ شربت دیدار پلائین کیونکر

ہی سیاہی شب ہجر صنم آفت جان
ہائے یہ کالی بلا سر پہ اُٹھائین کیونکر

نام سنتے ہی مرا صاف بگڑ جاتا ہی
جاکے احباب اُسے حال سنائین کیونکر

٩٥

ایک مدت سے ہی شیفتۂ ناز ترا ضو
دل سے اُسکے تری نکلیگی ادائین کیونکر

٩

جھک گئی گردن خم ابرو ئے دلبر دیکھ کر
تیغ سیدھی ہوگئی مظلوم کا سر دیکھ کر

بھول بیٹھا گلشن جنت کو رضوان سبطرح
جامہ سے باہر ہوا اس حور کا در دیکھ کر

جسم جوش لاغری سے معنی موہوم ہے
دوست بیخود ہوگئے خالی مرا گھر دیکھ کر

راتدن روئے زمین وحشت مین ہی زیر قدم
آسمان چکر مین ہی خود میرا چکر دیکھ کر

شوق سے اسکے لب و دندان سے کرلین ہمسری
لیکن ای لعل و گہر کچھ اپنا جوہر دیکھ کر

مجھکو تڑپانے لگا آئین خال و روئے یار
محو گر یہ تھا مگر انجم کو شب بھر دیکھکر

دیکھکر وہ آپ ہی اپنے کو سکتا ہوگیا
رہ گیا آئینہ کو حیران سکندر دیکھ کر

دھوپ کا دن کو تو شبکو چاندنی کا فرش ہے
عشق ہین گھر او سکا مہ و مہر و منور دیکھ کر

٩٦ جائے بیباکی نہین ہی ہی یہ راہ عشق ہی ٩
رکھہ قدم اپنا مگر ای ضو سنبھل کر دیکھکر

دل آیا ہی بت نا آشنا پر
بچیگی جان تکیہ ہی خدا پر

فقط جیتا ہون امید قضا پر
بھروسا ہجر مین کب ہی دوا پر

تجلی طور کی پیش نظر تھی
چڑھا کل وہ جو اپنے بادپا پر

ہی عشق کاکل سفاک دلمین
مین جان دیتا ہون اس کالی بلا پر

فدا ہوتی ہی جبک جبک کر شب قدر
ترے ایاہ وش زلف دوتا پر

نہ کھائی ایک بھی ہچکی ہماری — سگ جاناں کی آنکھیں ہیں ہمارے
رہا عاشق کو دھوکا سجدہ گہ کا — ہمیشہ اس صنم کے نقش پا پر
سینے دل یقین میرا چورایا — نہیں جھوٹا گمان زرد حنا پر

٩٧ — کہاں جائیگا ضو اے شاہ مرسل
٩ — عنایت کی نظر ہو اس گدا پر

دیوانہ دل ہی جلوۂ رخسار یار پر — جاتی ہی جان اک ستم روزگار پر
کچھ آج دیدنی ہی نشاط بہار ہجر — ہنستے ہیں میرے داغ جگر لالہ زار پر
دامان ایک دن ہی نہ ہاتھ آیا یار کا — کی اک نگاہ لطف نہ میرے غبار پر
ہر دم فراق کاکل روئے نگار میں — دل جل رہا ہے گردش لیل و نہار پر
ہی ہی کبھی نہ برق کو ترجیح دیجئے — ای آسمان میرے دل بیقرار پر
کہتے ہیں دیکھ دل کو مرے زلف یار میں — پھر چڑھ رہے ہیں حضرت منصور دار پر
قربان لاکے کرتی ہیں حوریں بہار خلد — ای قصر رشک گل ترے نقش و نگار پر
سب جانتے ہیں بسکہ بڑا بیوفا ہی تو — پھر دل یہ ہائے دیتے ہیں کس اعتبار پر

٩٨ — ہوگا مگر کسی نہ کسی روز وصل بت
٧ — ضو مطمئن ہے رحمت پروردگار پر

اے دل بتِ شریر کی زلفِ دوتا سے ڈر
سو پیچ مین پھنسائیگی کالی بلا سے ڈر

مٹی مین آبرو تری ملجائیگی یہان
ای آفتاب اوسکے ہر اک نقشِ پا سے ڈر

اک دن گلی مین اوسکے سزا پائیگی ضرور
ای جسمِ زار جرأتِ بادِ صبا سے ڈر

بگڑے وہ رشکِ گل کوئی نکلے جو مہنہ سے بات
بس بس خموش ای دلِ محزون ہوا سے ڈر

پس جائیگا ضرور زمین آسمان مین
چھوٹینگے چھکے گردشِ ہفت آسیا سے ڈر

جھک جھک کے تیر اپنی نظر کے چلائینگے
ای ہمنفس حسینون کی شرم و حیا سے ڈر

۹۹

پتھر ہے یہ نہ آئیگا کچھہ اس سے خاک ہاتھہ
اے ضو قسم خدا کی بتِ بیوفا سے ڈر

۸

وہ زیبِ روئے زمین ہی فلک نشین ہوکر
گلی مین یار کے ہین نہ فلک زمین ہوکر

یہ دیدنی ہے مگر فیضِ جوشِ گریہ کا
ہمیشہ ابر رہا میری آستین ہوکر

مگر یہ اسکے یقین تھا کہ ہے کیا جب غور
نظر مین صاف مرے رہ گئی نہین ہوکر

جگہہ ہر ایک کے آنکھون مین ڈھونڈھتا ہی رہا
الٰہی وہ بتِ سفاک دل نشین ہوکر

یہ کیا سمجھہ ہی کہ ایک عمر دور دور رہا
چھپا رہا میری شہ رگ سے وہ قرین ہوکر

تمہارے در پہ یہ ہی شوقِ سجدہ ریز کیا
کہ رہ گئے ہمہ تن مہر و مہ جبین ہوکر

ہمیشہ گرم رہا اوسکے حسن کا بازار
رہا نہ گوشہ مین اک روز شرمگین ہوکر

۱۰۰ تمہارے پاس نہ آیا وہ **ضو** اگر نہ سہی
۷ نکی نظر ہی گئے تھے جو کل تمہین ہوکر

ردیف رای ہندی

عاشق کے دلکو ایصنم دلربا نہ توڑ — سنگ ستم سے ہاے یہ شیشہ مرا نہ توڑ
ای دل ہی زلف بت شب معراج عاشقان — دامن نہ دے یہ ہاتھ سے یہ سلسلہ نہ توڑ
اچھی نہین شکست دل عندلیب زار — گلچین چمن سے پھول برائے خدا نہ توڑ
کچھہ تو رعایت دل عشاق چاہیئے — اس آئینہ کو اے بت نا آشنا نہ توڑ
نیرنگ روزگار ہین تیور چڑھے ہوے — اسطرح رنگ چہرۂ مہر و وفا نہ توڑ
کرو گے صاف اہل خرابات پائمال — ای محتسب صراحی مے کا گلا نہ توڑ

۱۰۱ منظور **ضو** اگر ہو تجھے وصل دوست کا
۹ ہشیار ہان رقیبون کے دل کو ذرا نہ توڑ

ردیف زاء

قامت ہی اُس نگار کا سرو روان ناز — رخ مین شگفتہ اُسکے رہا گلستان ناز
پیدا ہر ایک ذرہ سے ہی طرز دلبری — ہی میری جان تمہاری گلی آسمان ناز
کوٹھے پہ کس ادا سے سکھاتے ہین آج بال — کرتے ہین اب بلند وہ نام و نشان ناز

عرض اس سے کوئی کردے میرا قصۂ نیاز
مجھکو سنائے اُسکی کوئی داستانِ ناز

کشتہ ہر ایک دم ترے انداز کا ہوئین
ہی پیش چشم یار یہ حسنِ بیانِ ناز

اک حشر ہوگا جان ہزارون کی جائیگی
سنتے ہین آج کرتے ہین وہ امتحانِ ناز

ظالم کی ہر ادا پہ خدائی نثار ہے
ہی اُس صنم کے تحت حکومت جہانِ ناز

خورشید و ماہ اور گل و شمع ہین خجل
ہر ایک پر دراز ہی اُنکی زبانِ ناز

۱۰۲ ۹ ضو

ہین پست اُس سے سارے حسینانِ عصر
اونچی ہی میری ناز کے پُتلے سے شانِ ناز

دیکھئے ای ہمہ تن ناز مری شانِ نیاز
شوکت ناز کو منظور ہی سامانِ نیاز

ناز تک تیرے طفیل اُسکی رسائی ہوگی
چھوڑتا ہی نہین مین ہاتھ سے دامانِ نیاز

کرنگا مجھے کیا ناز سرافراز تیرا
ایک مدت سے ہون مین سربگریبانِ نیاز

خم ابرو ہے مگر خنجر ناز قاتل
آج درپیش ہی خون ریزی میدانِ نیاز

ہمدم کوچۂ جانان ہی ہوا داری ناز
آج ہر گوشہ مین پھولا ہی گلستانِ نیاز

کیون نہ اُس ناز کے پتلے کے رہین راہ مین فرش
میرے دامن مین ہین سارے گل و ریحانِ نیاز

منتین کرتے ہین اُس شوخ کے کیا کیا عاشق
دیدنی ہی یہ بہار چمنستانِ نیاز

واقعی عجز و تکبر مین بڑے گا اب ربط
طالبِ ناز وہ رہتے ہین مین خواہانِ نیاز

۱۰۳ ۷

ایکے اس ناز کے پتلے سے بنیگی جو نہ بات
صاف ہو جائیگا ضو دست و گریبان بنیا

ردیف زای فارسی

جھوتون مین صبح و شام ہی عز و وقار ژاژ
سچون کے روبرو نہین کچھہ اعتبار ژاژ

چارون طرف شگفتہ ہین سارے گل نفاق
آئی ہی بوستان سخن مین بہار ژاژ

بنکر یہ پیش چشم ہی معشوق کیطرح
ہر ہر بشر ہی کشتہ نقش و نگار ژاژ

اِس چار سوئے عالم امکان مین ایکدم
ہوتا نہین کبھی ال مخزون دوچار ژاژ

لاکھون اولٹ پلٹ مین نہ سیدھا ہوا کبھی
تیڑھی ہی ایک وضع پہ انجام کار ژاژ

ویرانۂ جہان مین رہی ہر قدم خلش
چبھتے ہین پیر مے یاون مین ہیہات خار ژاژ

۱۰۴ ۹

بنتی ہی بات مجھسے نکرنی بگاڑ کی
شکر خدا کہ ضو کے ہین منہ مین بار ژاژ

ردیف سین

جان فزائی کی ہوس ہی لربائیکی ہوس
اللہ اللہ ان بتو کو ہی خدائی کی ہوس

جان کی صورت ہی حسینان جہان کے دلنشین
ای شہ خوبان ترے در کی گدائی کی ہوس

ہی مرے دل کی بلا ہے جان شب زندہ نمین
اس رخ روشن سے ہی مشکلکشائی کی ہوس

آبلونکی فوج کو ہی میرے قدمون کے طفیل
لشکر خار بیابان پر چڑھائی کی ہوس

ای صبا لے چل اڑا کر نا توان و زار ہون
ہی دریدل ارتک مجھکو رسائی کی ہوس

جاؤنگا مین آج گھر اُس طالع بیدار کے
ایک مدت سے ہی قسمت آزمائی کی ہوس

دیکھ ای مرجان ترا پنجہ مروڑی گی ضرور
خوب اس رنگینیٔ دستِ حنائی کی ہوس

کنج عزلت مین ہون ان دونون سے دل برداشتہ
ہی گدائی کی ہوس نے پادشائی کی ہوس

۱۰۵

مین وہ رند مست ہون ای صوفی کہ آتی ہی نہین
پاس میرے دل کے ڈر کر پارسائی کی ہوس

۹

جوشِ وحشت ہی یہ ای بت میرے ویرانیکے پاس
ڈر کے قیس آتا نہین خود تیرے دیوانیکے پاس

عید کا دن ہو شبِ یلدا چمک جاے اگر
چاند سا چہرہ ترا میرے سیہ خانیکے پاس

کچھہ جلانے مین کمی ای شمع میرے نکر
اور کیا جز سوختن ہمت ہی پروانیکے پاس

کرتی ہی ایمہ وش دریوزۂ حسن صفا
صبح آکر ترے کانونکے دُردانیکے پاس

سرفرازی موجب پستی ہی آخر دیکھئے
لگے شیشہ کا جہک جاتا ہی پیمانیکے پاس

ملتجی رہتا ہی اُس رسم و راہ زلف کا
ہی دل صد چاک بہی میرا ترے شانیکے پاس

ہوگیا سکتا مجھے جلوہ بتون کا دیکھہ کر
تھی عجب قدرت خدا کی آج تجانیکے پاس

دلمین روشن داغ ہجر یار ہی آٹھون پہر
جلوہ برق طور کا ہی میرے کاشانیکے پاس

۱۰۶ — ۹

جوشِ وحشت نے کیا آباد پہر زندان کو ضو
ہو رہا ہے بیڑیون کا شور دیوانے کے پاس

ردیف شین

جنگل سے شاد ہی دلِ محزون نہ گھر سے خوش — ہی راہی عدم ترے عشق کمر سے خوش
سینہ ہدف کئے ہوے رہتا ہون رات دن — ہون شوق قتل مین ترے تیر نظر سے خوش
کہتے ہین راکو بھی وہ بے چین ہو گئے — ہو جاؤن کیون نہ آہ رسا کے اثر سے خوش
یہ دیدنی بہار ہے جوبن کی یار کے — آتی نظر ہے شاخ صنوبر ثمر سے خوش
سجدے کے شوق مین ہی سراسر جھکی ہوئی — ای بت مری جبین ہی ترے سنگ در سے خوش
پھیلی ہوئی ہی کاکل عنبر فشان کی بو — اُسکی ہوا مین ہون مین نسیم سحر سے خوش
ہر روز سر پہ ہی مرے ہمرنگ آسمان — ہون صبح و شام سایہ دیوار و در سے خوش
قاتل ترے نثار سبکدوش کر مجھے — مطلق نہین ہون ہائے مین اس بار سر سے خوش

۱۰۷ — ۹

شوق طواف کوئے صنم ہیطرح ہی ضو
رہتا ہون رات دن اسی عزم سفر سے خوش

اُس بت کا ہی مکان کہ دولت سرائے عیش — ہی گرم گوشہ گوشہ مین ہر لحظہ جائے عیش
ہر دم یہ میرے مردم دیدہ کا شور ہی — ہی اُس صنم کی خاک قدم کیمیائے عیش

ای غیرت مسیح لعاب دہن ترا — حصہ میں عاشقوں کے ہی آب بقائے عیش
ہر روز ہے ریاض مسرت کھلا ہوا — چلتی ہی اُسکے کوچہ میں اچھی ہوائے عیش
کیا دخل رنج طبع بت جامہ زیب میں — بیشک ہی قطع اُسکے بدن پر قبائے عیش
اقبال بڑھ گیا ہی رقیبوں کا آج کل — سر پر ہراک کے سایہ فگن ہی ہمائے عیش
آتی نہیں ہی اُسکی نظر مجلس طرب — کیا ہو گئے وہ ہائے مرے روبرائے عیش
مطرب ہی عیش بزم مودت کا یار کے — آتی ہی ساز ساز سے اس جا صدائے عیش

۱۰۸ — ۹

کرتے نہیں وہ دل میں قدم رنجہ میرے ضو
ویران بیطرح ہی یہ خلوت سرائے عیش

ردیف صاد

مائل سجدہ ہی دیندار کی حرص — دل میں ہی سنگ در یار کی حرص
ایک دو روز میں مٹتی ہی نہیں — واہ رے طالب دیدار کی حرص
بڑھ گئی وجہ بلانوشی سے — خدمت خانۂ خمار کی حرص
ایکدن بھی نہ ہوئی پوری ہائے — عاشق بیکس و ناچار کی حرص
مجھے ہر روز کے وعدہ کا ہی شوق — ہی تجھے کثرت اقرار کی حرص
ہی جہاں غارت سیلاب گہر — کم نہیں چشم گہربار کی حرص

بات ہر ایک ہی مصری کی ڈلی ہی تری لذت تکرار کی حرص
ایک عالم کو تہ تیغ کیا ہائے اس خنجر خونخوار کی حرص

۱۰۹ صاف سولی پہ چڑھائیگی ضو ۹
جلوۂ قامت دیدار کی حرص

ہی راتدن پسند بت گلعذار رقص کرتی ہی اوسکے کوچہ مین ہر دم بہار رقص
کیا بیکسون کو ناچ نچاتا ہے آسمان گر حشر ہو بھی تو یہ رہے یادگار رقص
کس رشک گل کی چلتی ہے آمد کی یہ ہوا بیخود چمن مین کرتے ہین سب برگ و بار رقص
سنتی ہی اُسکے پاؤنکے گھنگرو کی جب صدا رہرہ فلک پہ کرتی ہی بے اختیار رقص
شورین حال رہتے ہین عشاق اسقدر ہوتا ہی صبح و شام سر کوئے یار رقص
جنبش پہ دست و پائے صنم کی ہی مر رہا کرتا ہی آپ رقص یہان بار بار رقص
لیتی ہی جان اُسکی ہر اک جنبش ادا ہوتا ہی آج ہر حرکت پر نثار رقص
ہی دست و پائے یار مین مہیندی لگی ہوئی آئے نہ کیون نظر مین مرے بیشمار رقص

۱۱۰ لکھتا ہون اُسکے رقص کی تعریف مین جو ضو ۹
کیا کر رہا ہی کلک صداقت نگار رقص

ردیف ضاد

گل سے غرض ہی اور نہ گلزار سے غرض
مجھکو فقط ہی کوچۂ دلدار سے غرض

ہر ایک تیرے کرۂ فرِ حسن سے ہی خار
رکھونگا مین بھلا بتِ فرخار سے غرض

ترک ادب ہی کہہ نہین سکتا کچھہ اور مین
جانان فقط ہی مجھکو ترے پیار سے غرض

کعبہ کی ہی طلب نہ کلیسا سے کام ہے
ہر دم ہے عاشقونکو درِ یار سے غرض

بندو نمین وہ خدا کے خدائی ہی کر رہا
ہی مجھکو ہائے جسن بتِ عیار سے غرض

دل بیطرح فراق مین گھبرا رہا ہی آج
ہی اسکو دید روئے طرحدار سے غرض

اچھی ہی جنس تیری مگر ای دیارِ مصر
کیا مجھکو ایسی گرمیٔ بازار سے غرض

آہو کی احتیاج نہ نرگس سے کام ہے
ہی اُس پری کے چشمِ فسوں کار سے غرض

۱۱۱

لگتا ہی دل جنونمین در دلربا پہ ضو
مجھکو نہین ہی جنگل و کہسار سے غرض

۹

مہر نامنظور ہی اُس روئے انور کے عوض
چاند کی صورت نہ دیکھون جال دلبر کے عوض

عشق مین اُس گلشن خوبی کے ہین کھٹکے بہت
خار ہین دامن مین ای گلچین گل تر کے عوض

قتل کو عاشق کے ای قاتل تکلف کیا غرض
تیرے ابرو کے اشارے بس ہین خنجر کے عوض

سر پہ منت ہی تمہاری لغزش مستانہ کی
جان دونگا قبر مین بھی ایک ٹھوکر کے عوض

رشک نے حسن شہادت کے کیا قصہ تمام
ہین رقیبون کے گلے کٹتے ترے سر کے عوض

ہو قیامت مین قیامت اس قد و رخسار سے
آئیگا میدان مین جب خورشید محشر کے عوض

حاصل چین و ختن سے ہون بہت چین جبیز
لون نہ اُسکے موئے گیسوئے معنبر کے عوض

انقلاب گردش گردون ہی حیرت کی جگہہ
رہگیا دنیا مین آئینہ سکندر کے عوض

۱۱۲ ایک مدت سے ہی پابوس صنم کا شوق ضو ۹
سر مرا رکھدین در جانان پہ تیہر کے عوض

ردیف طاء

ہی اوج آسمان کو ترے در سے اختلاط
شمس و قمر کو ہی رخ انور سے اختلاط

دیکھی ہی جبسے نزہت رخسار دلفریب
ہی عندلیب کو نہ گل تر سے اختلاط

حیرت زدہ ہین حسن بے نظیر کے
ہی آئینہ سے اور نہ سکندر سے اختلاط

اب رنگ سرخروئی کا جم جائیگا نہ کیون
ہی اسکے تیغ کین کو مرے سر سے اختلاط

مایل ہین راہ زلف کے صدہا بلائے جان
کرنا نہ ہائے شام کے لشکر سے اختلاط

ہر ہر قدم ہے راہ نوردی مین ساتھہ چرخ
رکھتا ہی میرے پاؤن کے چکر سے اختلاط

جوش جنون نے ابکے کہین کا نہین رکھا
جنگل سے ربط ہی نہ مجھے گھر سے اختلاط

دندان ولب کا یار کے ہی اور ہی دماغ
کچھہ ربط لعل سے ہے نہ گوہر سے اختلاط

ہائے دل حزین نہ بنے گی کسیطرح
اچھا نہین ہے شوخ ستمگر سے اختلاط

۱۱۳ باتین مری زبان کی سناتی ہین صاف ضو
۹ ہی راتدن سخن کو سخنور سے اختلاط

لکھون اس اضطراب مین کیا اُسکو ہائے خط — قاصد کے ہاتھ دون دل مضطر بجائے خط
لکھا ہی اُسکا مایۂ صد گونہ زندگی — جان آئیگی بدن مین جو نو خط کا آئے خط
قاصد سے کہتے ہین کہ مجھے خط نکل چکا — وہ آکے دیکھ لے جو ہی مضطر برائے خط
لکھا ترا نوشتۂ تقدیر ہے مرا — لکھتا نہین ہی کیون مجھے تو ہائے ہائے خط
کچھہ چشم تر کا حال ہی کچھہ آہ گرم کا — قاصد یہ گرم و سرد ہی سب ماجرائے خط
رکھہ لونگا کیون نہ آنکھون پہ قاصد ترے قدم — ہی ہی جو اک نظر مجھے اُسکا دکھائے خط
بیکل ہی اُسکے قطع محبت سے دل مرا — القط تھا آج زیب انتہائے خط
قاصد ملیگی دولت دیدار یار کی — آج اسکا سر پہ سایہ فگن ہے ہمائے خط

۱۱۴ ہر حرف سوز ہجر سے آتش فشان ہے ضو
۹ قاصد کے ہاتھہ ہی مین کہین جل نجائے خط

ردیف ظاء

ہجر مین یارون کے یون چھیڑہ کے نہ آنا واعظ — بزم مین رندون کی صورت نہ دکھانا واعظ
ہو گا ترے جبہ و دستار کا حال — میکدے مین کبھی نہ آنا واعظ

آج ہی زیب نظر کوچۂ جانان کی بہار
کوئی سنتا نہین جنت کا فسانا واعظ

حسن کا غل تھا ہی عشق کا تھا شور یہی
یاد ہی حضرت یوسف کا زمانا واعظ

تیرگی نامۂ اعمال کی ہو جائیگی دور
نہین بیکار مرا اشک بہانا واعظ

دھول دھپے مین بگڑ جائیگی ساری اوقات
ہائے رندون مین کہان بیٹھ کا ناواعظ

رہن مے پہلے پہل جبہ و دستار رہے
چپکے اب بات یہ رندون مین بتانا واعظ

تب ہین جانون کرے رندون کے اگر دل کو شکار
جعل سازی مین ہی تو گرچہ یگانا واعظ

۱۱۵ این ہمہ شکل پئے اکل ہے ثابت ای ضو ۱۱
پیٹ کے بھرنے کو کرتا ہے بہانا واعظ

نہین ہین رنج سے دلہاے عاشقان محفوظ
کہان رہین یہ بلاسے بلاستان محفوظ

رکھا ہی اہل زمین کو مدام گردش مین
نہین ہی آپ ہی چکر سے آسمان محفوظ

سرشت خندہ ہی کچھ درد و غم سے ہین
کہان خزان سے رہے کشت زعفران محفوظ

قدم قدم مرے حرمان و یاس رہزن ہین
نہین ہی دل مین تمنا کا کاروان محفوظ

فلک پہ حضرت عیسی بہشت مین ادریس
ہین گرم و سرد زمانہ سے جاودان محفوظ

تمہارے ہاتھ ہزارون کے دل چڑھائیگا
رہیگا زد حنا سے کوئی کہان محفوظ

خزان نے زیر و زبر آج کر دیا ہیہات
نہ عندلیب کو امن اور نہ گلستان محفوظ

نہ کھا سکا ترے ہیبت سے ای سگ جانان
ہما کے جور سے ہین میرے استخوان محفوظ

چمن مین غل ہے یہی جورِ بادِ صرصر سے
رہیگا آج نہ بلبل کا آشیان محفوظ

چلے گئی خوشی دونون کی ہمرکاب بہار
رہے نہ رنج سے گلچین و باغبان محفوظ

بلائے جان ہی دونون جہان کی آفت ضو
یہان نہ امن مین مجرم ہین نے وہان محفوظ

(۱۱۶)

ردیف عین

کرتا تھا عشق بت سے آسے بار بار منع
دل نے سنا نہ ایک کیا گو ہزار منع

محروم بزم رہگیا خوفِ رقیب سے
کرتا تھا کل یہ راہزن نابکار منع

ہم سر بکف ہین جوش عنایت سے قتل کر
اہل وفا سے ترک مروت ہی یار منع

کب پاؤن میرا دشت نوردی سے رہگیا
کرتے رہے جھکا کے بہت سر کو خار منع

ہاتھون نہین اُسکی شوق سے مہندی لگائے
خون نکو عاشقون کا نہین ای نگار منع

بڑھ بڑھ کے بدگمانی گلرو ہے کہہ رہی
ہے عاشقو نکو دیدِ عروس بہار منع

زخم سنا نکی تاب نہ آئیگی بوالہوس
ہی اُنکی دید سرمۂ دنبالہ دار منع

کیا شئی چمن ہی آکے یہان عیش کیجئے
ای یار کب ہی سیر دل داغدار منع

ایدل چل اُسکے حسن کا دربار عام ہی
بے اصل روک ٹوک ہی بے اعتبار منع

۱۱۷ بیٹھا ہے عین راہ مین ضو ایک عمر سے ۹
اٹھنے کو کر رہا ہے ترا انتظار شمع

اوس بھوکے کی ہوئی سو جان سے دیوانہ شمع — جل رہی ہی عارض روشن پہ جون پروانہ شمع
اگے اُسکے آکے ہر شب کرتی ہی کسب فروغ — جانتی ہی حسن کو اپنا آتش خانہ شمع
کیا نہ مارینگے طمانچے آہ گرم عاشقان — آنہین سکتی ہی اس مجلس مین بے باکانہ شمع
اک نگاہ چشم میگون سے یہ خود رفتہ ہوئی — بزم مین اُسکی ہی گرم لغزش مستانہ شمع
آہ آتشبار کی پھیلی ہی ہر سو روشنی — کرتی ہی ہر شب مرا روشن یہ کیا کاشانہ شمع
میرے اجڑے دلمین ہی اُس رو کے روشن کا خیال — حسن قسمت سے ہوئی ہی ہمدم ویرانہ شمع
طلعت حسن جہان افروز کا چھایا یہ خوف — اُسکی محفل مین کبھی عزت سے گل آیا نہ شمع
تاب دید حسن عالم سوز کی مطلق نہین — عرض کرتی ہی یہ اُسکے آگے بیتابانہ شمع

۱۱۸ شکوۂ بے التفاتی یار سے بیجا ہی ضو ۹
ہی بجا یہ گر کرے پروانہ کی پروا نہ شمع

ردیف غین

رات بھر جلتا ہی عشق روئی بان چمن مین چراغ — ہمدم سوز درون ہی بزم جانان مین چراغ
پھر بہار آئی ہوا صحن چمن پر تو فشان — گل کے روشن ہو گئے سارے گلستان مین چراغ

جلوہ پیرا ہی سیہ خانہ مین دل کے داغ عشق
ہی ہی جلتا ہو امیرے شبستان مین چراغ

شعلہ زن ہی خاک مرقد عاشق جان سوز کی
اور پھر کیا چاہیے شہر خموشان مین چراغ

رہ نہین سکتا طاق بجھ جاتا ہی نہین ایام ہجران مین چراغ
ساتھ دیتا ہی نہین

ماہ آتا ہی نظر جون شمع پیش آفتاب
ہی ضیا افروز یہ اُس بت کے ایوانمین چراغ

کم تن سوزان مرا سرد چراغان سے نہین
مو بمو روشن ہی جوش سوز ہجرانمین چراغ

ای ضیا گستر تری عکس لب جان بخش کا
جل رہا ہی آج کل کان بدخشان مین چراغ

۱۱۶ ۹

ہے رقم ای ضو جو وصف شمع رخسار صنم
رہگیا ہر حرف ہو کر میرے دیوانمین چراغ

کچھہ پیش حسن یار قمر کو نہین فروغ
دندان کے آگے اُنکے گہر کو نہین فروغ

دیکھا ہی عارض عرق آلود یار کو
بلبل کے آنکھہ مین گل تر کو نہین فروغ

بڑھہ بڑھہ کے آہ سرد ڈراتی رہی مری
اُسکے گلی مین باد سحر کو نہین فروغ

کرتی ہی خوب آہ شرر بار گرمیان
لیکن ذرا بھی اُسکے اثر کو نہین فروغ

صبح وطن ہوئی ہی رہ عشق یار مین
کہتا ہی کون شام سفر کو نہین فروغ

رشک نجوم قصر صنم کے چراغ ہین
ای آسمان یان ترے گہر کو نہین فروغ

اللہ رے جوش نور چکا چوند ہو گئی
اُس رخ کے آگے حسن نظر کو نہین فروغ

چمکیگا مہر کیا رخ روشن کے سامنے
کچھ رو برو ئے شعلۂ شر کو نہین فروغ

۱۲۰

داغ فراق یار کی پھیلی ہی ضو ضیا
کہتا ہے کون میرے جگر کو نہین فروغ

۱۵

کرتا ہی شور کیا شب وصل بتان مین مرغ
کانٹا ہی میرے دیدۂ گوہر فشان مین مرغ

چپ ہی شب وصال بت دلستان مین مرغ
پھرتا ہی چشم عاشق آشفتہ جان مین مرغ

بلبل ہی کیا کہ ہی مرے نغمونسے شرمسار
سر کو ہر اک جھکائے ہوئے گلستان مین مرغ

دکھہ دے رہا ہی وصل کی راتونمین یہ مجھے
باقی نہ یا خدا رہے ہر دو جہان مین مرغ

لونگا نہ نام اُس خلل انداز وصل کا
زنہار آئیگا نہین میری زبان مین مرغ

ٹھہرا کے نیند تک نہین آتی ہی ہائے ہائے
کہتے ہین قصہ خوان جو کسی داستان مین مرغ

ہی وصل کی شب اور مؤذن کے ساتھہ ساتھہ
واحسرتا شریک ہی بانگ اذان مین مرغ

جاکر شب وصال مین واں پھیرو ون چہری
کہتا ہی دل خبر ہی کہ ہی آسمان مین مرغ

عاشق کے سر پہ یہ بھی ہی نازل بلا کیطرح
کہتے ہین چیختا ہی کوئی آسمان مین مرغ

لعنت ونگا خوب وصل کے دشمن کا گوشت پوست
ہر روز چاہئے مرے دستار خوان مین مرغ

بروئی یار آج ہی کی شب حلال کر
بیجا ہی آڑ تیرے مرے درمیان مین مرغ

ہونڈہا کیا جو وصل کے دشمن کو رات بہر
ٹھیرا بس ایک ہی یہ مرے امتحان مین مرغ

صورت نہ دیکھون اسکی کبھی ای امید وصل
آئے نہ بھول کر مرے وہم و گمان مین مرغ

اس مشت پر کی جرأت و ہمت تو دیکھیے
لڑتا ہی خوب مجمع پیر و جوان مین مرغ



اے ضو شب وصال وہ جلجائیگا ضرور
آئیگا گر ترے نظر ضوفشان مین مرغ

گونگی شب وصال ہو یارب زبان مرغ
اک دو گھڑی کو بند ہی بہتر دہان مرغ

ہی آج رات وصل کی اور چیختا ہی یہہ
باقی نہ یا خدا رہے نام و نشان مرغ

گھبرا رہا ہون بلبل و طوطی کے نام سے
عاشق کے ناپسند ہی یہ خاندان مرغ

مانع شب وصال ہے نغرہ اگر کرون
ہیبت کے مارے تن سے نکلجائے جان مرغ

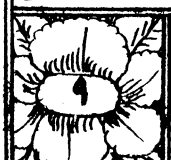
بیوقت آج کیون یہ موذن ہے چیختا
عاشق کا دل دکھاتی ہی بانگ اذان مرغ

پچھلے پہر جو آج موذن پکار اٹھا
اس جانور پہ ہو گیا مجھکو گمان مرغ

ہو جائیگا حرامی شب وصل یہ حلال
زاہد کو ہی ضرور کہ ہو نوحہ خوان مرغ

ہر دم تڑپ تڑپ کے شب وصل گو دمیز
کہتا ہی دل کہ لونگا ابھی جا کے جان مرغ

دیگا جو بانگ یہ شب وصل رقیب مین
دیتا ہون مین دعا کہ ہو گویا زبان مرغ



ہو جائے ضو جو وصل کی شب مین ترے فشان
جل جائے میری آہ سے سب دودمان مرغ

ردیف فاء

مضطر ہی دل بیکل ہی جان اک اسطرف اک اُسطرف
ہجر صنم مین نوحہ خوان اک اِس طرف اک اُسطرف

دونون کے دونون دل جگر ممنون داغ عشق ہین
پھولا ہوا ہے گلستان اک اِسطرف اک اُسطرف

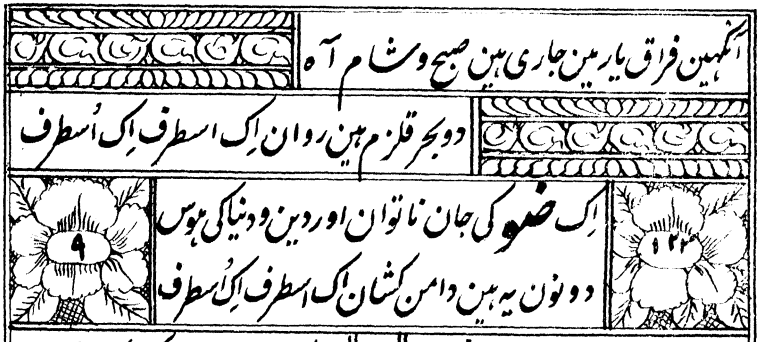
جھک جائیگا نیسان کا سر آئے جو میرے روبرو
ہی چشم تر گوہر فشان اک اِسطرف اک اُسطرف

دو طرفہ ابرو نے ترے ہی حشر برپا کر دیا ؛
چلتی ہے تیغ خون فشان اک اسطرف اِک اُسطرف

نیرنگ عشق یار ہے فرہاد و مجنون سے عیان
ہے کوہ و صحرا مین نیان اک اِسطرف اک اُسطرف

کالون سے اُسکے زلف کے کیونکر بچیگی ہائے جان
ہین دو یہ مار جان ستان اک اسطرف اِک اُسطرف

کرتے ہین اک عالم کو یہ آتھون پہر زیر و زبر
ہی ہی زمین و آسمان اک اِسطرف اِک اُسطرف



آنکھین فراق یار مین جاری ہین صبح و شام آہ
دو بحر قلزم ہین روان اک اسطرف اک اُسطرف

۱۲۳ اک ضو کی جان ناتوان اور دین و دنیا کی ہوس
دونون یہ ہین دامن کشان اک اسطرف اک اُسطرف ۹

ہر دم ہی ہمدم در دولت نشان زلف
چھوٹا نہ میرے سر سے کبھی آستان زلف

ای شانہ ایکمر سے آتا نہین نظر
ملجائیگا تجھے مرا دل درمیان زلف

بل کر رہا ہی صحن گلستان مین بال بال
سنبل یہ اب دراز ہوئی ہی زبان زلف

پیچون مین اُسکے بنتی نہین ہے کوئی بات
کس منہ سے مین سناؤن تجھے داستان زلف

اک ایک اوسکی بال کی دونی ہی اوس سے قدر
آکر کریگی کیا شب قدر امتحان زلف

خال رخ نگار ہین انجم کے ہم نسب
عارض ہین دونون مہر و مہ آسمان زلف

بکھرے ہوئے ہی بال ہین دلچسپ یار کے
ہی دلنشین بہار سے بڑھ کر خزان زلف

کچھہ انقلاب دہر کا زنہار غم نہین
بس میرے جان و دل کو ہی دارالامان زلف

روشن ہی شب پہ نور کا ظلمت سے ارتباط
ہی روئے تاب ناک صنم تو امان زلف

۱۲۴ کہائیگا یہ ضرور بہت پیچ و تاب ضو
دل ہوگیا ہے آج مرا میہمان زلف ۱۱

ہے گرم اسکے عشق کا بازار ہر طرف
پھرتے ہین آج طالب دیدار ہر طرف

لاتی ہے کھینچ کھینچ کے لاکھونکو سوے دام
رخ کر رہی ہی کاکل خمدار ہر طرف

عیسیٰ سے بھی علاج بن آیا نہ یار کچھہ
پھر پھر کے تھک گیا ترا بیمار ہر طرف

اندھیر یہ طرح ہی ترے دور زلف مین
چھائی ہوئی ہی خوب شب تار ہر طرف

کس کس کا آج دیکھئے ہی ہی کریگی خون
ہی دانت پیستی تری تلوار ہر طرف

ای بت خدا کے واسطے عفو قصور کر
چلا رہے ہین تیرے گنہگار ہر طرف

کچھہ ایک شہر مصر ہی پہ منحصر نہین
ہی حسن کا لگا ہوا بازار ہر طرف

صحرا مین کیا نشان ملامت بناتے ہین
انگلی اٹھا اٹھا کے مجھے خار ہر طرف

تسبیح کا عروج نہین عہد زلف مین
ہوتا ہے خوب حملۂ زنار ہر طرف

کیا ایک کبک سب چمنی پائمال ہین
کرتی ہی حشر یار کی رفتار ہر طرف

۱۲۵
ہے رنگ و بو اسیکی طراز وجود ضو
پھولا پھلا ہے عشق کا گلزار ہر طرف
۹

ردیف قاف

تڑپتا ہی دل بیتاب عاشق
شب غم مین ہی عنقا خواب عاشق

نہین تاب و توان فرقت مین باقی
ہی یہ غارتگر اسباب عاشق

ملے تیرے دہان تنگ سے کیا — سراغ مطلب نایاب عاشق
ہی اُسکی زلف عکس رخ سے روشن — زہے شان شب مہتاب عاشق
نہین اُس بت کے ابروئے خمیدہ — پئے سجدہ ہی محراب عاشق
کہان لائینگے ابرو بحر تو بہ — بہار دین پر آب عاشق
ہے ہر اک بال گیسوئے صنم کا — سراسر صرف پیچ و تاب عاشق
لعاب لب عطا ہو دل جلونکو — یہی ہی شربت عناب عاشق

۱۲۶ — ۹ — جہکا سر دیکھہ تیغ ابروئے یار
عیان ہین ضو مین سب آثار عاشق

روشن ہی زلف ورخ سے ترے انتظام شوق — ہر دم نظر فروز ہین یہ صبح و شام شوق
قاصد کچھہ اور کر نہین سکتا مین عرض حال — پہنچا دے اسکو میرے طرف سے سلام شوق
مجنون و کوہکن ہی پہ کچھہ منحصر نہین — چلتا ہر ایک دور مین ہی دور جام شوق
قاصد سے کہہ رہا ہی وہ بت بیدہن ہونین — بالکل ہے دور مجھہ سے جواب پیام شوق
چھوڑیگا ایک کو نہ ازل سے ابد تلک — پھیلا ہوا ہی عالم فانی مین دام شوق
گیسو و چشم و عارض و خط پر نثار ہون — رہتا یہی ہی آٹھہ پہر اہتمام شوق
کانون پہ ہاتھہ رکھتے ہین ڈر سے رقیب کے — سنتے نہین ہین وہ مرا ہی کلام شوق

ولیں تمہارے منہہ کے بدولت جگہہ ملی — ہے واہ عاشقونمیں بہی کیا احتشام شوق

۱۲۷ — ۹

اے ضو کہیں بگڑکے نہ صورت بگاڑ دیں
بس اسکے آگے لے نہیں سکتا میں نام شوق

ردیف کاف

بعد مرون بہی ہوئی مشکل رسائی یار تک — خاک بہی میری نہ پہنچی دامن دلدار تک
عشق نے اُسکے کمر کے کر دیا موہوم ہائے — اب نظر آتا نہیں ہیہات چشم زار تک
ہو گئے اب کے یہ کچہہ جوش جنون میں دہجیاں — میرے داماں و گریباں میں نہیں ہے تار تک
ہی سرہالیں اجل ای رشک عیسی دیکہئے — آج کیون کرتے نہیں رخہ قدم بیمار تک
دیکہہ کر حسرت سے وقت ذبح مظلومی مری — چشم جوہر سے لہو روتی رہی تلوار تک
العصمہ اب حضرت یوسف کی وہ گرمی نہیں — حسن کا چرچا تہا ہے مصر کے بازار تک
دیکہئے کب تک مرے آنکہیں نہ پہنچیگی بہلا — ای سراپا نور تیرے لذت دیدار تک
ای بہار حسن دیوانے ہین تیری دید کے — صبح گلشن ہین سراسر گل سے لیکر خار تک

۱۲۸ — ۹

کیا مکان یار کی ہو ضو بیان مجھہ سے ضیا
چاند کی صورت چمکتے ہین در و دیوار تک

ہی وہی سلسلۂ زلف گرہ گیر ابتک — پائے دلیں ہی مرے آہ یہ زنجیر ابتک

اوڑہ گیا مانی و بہزاد کے چہرہ کا رنگ
نہ کہنچی اس بت سفاک کی تصویر اب تک

دل آہن ہی ہوا زم مری حالت پر
خون روتی ہی ستمگر تری شمشیر ابتک

ہوگیا تیر جو کل غیرون کے سہلانے پر
ہی گلا کاٹتی میرا تری تقریر ابتک

ہی تری خاک قدم سے ہی مجہے محرومی
نہ ملی آنکہون کو یہ نور کی اکسیر ابتک

نظر قہر سے کل مجہکو جو دیکھا تو نے
کیا کہٹکتا ہی کلیجہ مین ترا تیر ابتک

جان لیتا ہی ترے صبح بناگوش کا عشق
چین دیتا ہی نہین نالۂ شبگیر ابتک

زمزم در گور ہون اُس جان جہان کے غم مین
ای اجل کیون ہی ترے آنیمین تاخیر ابتک

ایک عالم ہے ترے حسن سخن کا شیدا
اسقدر ضو نہوئی تہی تری تشہیر ابتک

۹ ۱۲۹

ردیف کاف فارسی

جا جب سے کہ روئے یار کا رنگ
گلستان مین رخ گل کا اوڑا رنگ

ترے ہاتھونمین میرے خون سے بڑہکر
بھلا کیونکر جائیگی حنا رنگ

پسند آئیگی کیا سیر گلستان
کہان یہ اس مین بو تیری ترا رنگ

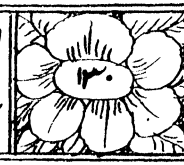
تمہارے اس لب رنگین کے آگے
سراسر لعل کا پھیکا پڑا رنگ

شفق دینے لگی جان اسکے لب پر
غضب ہی پان کا جسدم جا رنگ

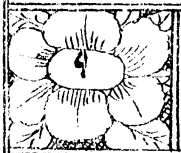
بلا انگیز ہین روز و شب ہجر
فلک لانے لگا ہر دم نیا رنگ

لقب ہی عالم نیرنگ مین آج
تمہارے روئے رنگین کا سدا رنگ

اگر دیکھے ترا لطف تلوّن
رہے باقی نہ کچھ نیرنگ کا رنگ



اوڑھے اہل حسد کے ہوش ای ضو
سخن کا تیرے جسدم جگمگیا رنگ



دیوانے ہین تمہارے رخ جانفزا کے لوگ
ہین سلسلے مین آپ کے زلف رسا کے لوگ

بیماری فراق کا لگا لگا رہا
دو رات دیکھتے ہی رہے مجھکو آکے لوگ

دیوانہ ہائے دام محبت مین پھنس گیا
ہر ہر گھڑی یہ کہتے ہین مجھکو دکھا کے لوگ

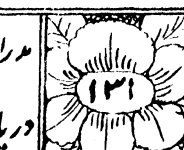
خالی مجھے نظر نہین آتی کوئی جگہہ
رہتے ہین ہائے زیر زمین کس بلا کے لوگ

ہر اک کو رشتہ داری زلف دراز ہے
بندے ہین سارے اس صنم دلربا کے لوگ

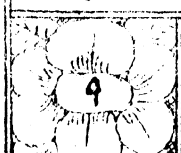
بازار کر رہے ہین یہ پردہ دری کا کام
کس دن جو شوخ ہین ترے خلوت سرا کے لوگ

ہین تیرے زیر سایۂ دیوار سرفراز
مشتاق آج کل نہین ظلّ ہما کے لوگ

گھیرا ہے جب سے رنج فراق صنم نے ہائے
روتے ہین میرے حال پہ آنسو بہا کے لوگ



مدراس نیک اساس مین ضو کسکو کہتے ہین
دریافت غیر شہر وان سے کرتے ہین آکے لوگ



ردیف لام

ایک مدت سے جھکا رہتا ہی یہ سر قاتل
مہربان کیون نہین مجھپر ترا خنجر قاتل

مجھپہ سیدھی نہین کیون تیغ تری مقتل مین
ہائے رہجاتا ہون مایوس تڑپکر قاتل

ترے ہاتھون کے مین قربان ادہر بھی اک وار
مرے پیارے مرے جانی مرے دلبر قاتل

خوف ہی یہ ترے دامن کو نہ دہبا لگجائے
نہ پڑے ہائے مرا خون اوچھلکر قاتل

ظلم مین جور مین بیمہری و سفاکی مین
ایک بھی نکلیگا تیرا نہین ہمسر قاتل

قسم اللہ کی تجہسا نہین پیدا ہوگا
بدگمان آفت جان شوخ ستمگر قاتل

کٹ گئے ایک ہی جنبش مین ہزارون کے گلے
اور ہوگا کوئی تجہسا دلاور قاتل

سر بکف سیکڑون ہین آج مچاتے ہوئے شور
ہوگیا حشر کا میدان ترا در قاتل

۱۳۲ — ۹

تیغ ابرو سے ذرا پیاس بجہادے اوسکی
ضو ترے در پہ پڑا رہتا ہی مضطر قاتل

ہی گرم جوش حسرت و ارمان سے جائے دل
خالی کسی گہڑی نہین مہمان سرائے دل

رہنے لگا ہے کیا مرے پہلو مین بیقرار
ہی صبح و شام آفت جان بلائے دل

سالک ہزار جان سے اُسپر نثار ہین
ٹھیرا نہ راہ عشق مین کوئی سوائے دل ؛

ساتھی کوئی رہا نہین اس نیم جان کا
ہی اک غم فراق صنم آشنائے دل ؛

مشکل ہے اُسکی زلف کے پھندے سے چھوٹنا
ہی سخت مبتلائے بلا ہائے ہائے دل

ساری مصیبتین ہین اسیکے طفیل سے
دیکھین پھر اسپہ اور ہمین کیا دکھائے دل

گھبرا رہا ہون ہائے محبت کے نام سے
یارب کبھی کسیکا کسی پر نہ آئے دل

کب تک سہے فراق کے صدمے الٰہی خیر
کب تک یہ بار درد مصیبت اٹھائے دل

۱۳۳

ای ضو اُسی نے دام بلا مین پھنسا دیا
میری نہین خطا ہے یہ ساری خطائے دل

۱۳

کیون نہ اس منہپہ ہو تو جنگ کے قابل قاتل
تیغ ابرو ہی یہ گولی ہی تیرا تل قاتل

ہی طپان شوق شہادت مین مرا دل قاتل
ہائے پہلو سے صدا آتی ہی قاتل قاتل

نام کیا شان خدا اس بت سفاک کے ہین
پر دغا ننگ وفا ظالم و جاہل قاتل

کوئی نالان ہی سسکتا کوئی اور کوئی طپان
دیدنی ہی ترے کشتونکی یہ محفل قاتل

کیون قدم آج بڑہایا نہ مرے سر کی طرف
کیا نہین یہ ترے شمشیر کے قابل قاتل

ایک میرے ہی طرف جنبش ابرو ہو جائے
مجھسے میدان نہونا کبھی غافل قاتل

سارے ہوتے ہین سرافراز مسخر اسکے
تیری تلوار ہی یہ یا کوئی عامل قاتل

زخمی تیر نظر کشتۂ تیغ ابرو
نام کرتے ہین یہ پیدا ترے بسمل قاتل

ہدف تیر نظر کیون نہین کرتا انکو
روبرو ہین ترے میرے جگر و دل قاتل

آج دریائے شہادت سے ہو بیڑا مرا پار
میری کشتی کو لگا دے لب ساحل قاتل

لال میدان بلا ہو تیری خنجر کی طرح
سرخروئی ہو مرے قتل سے حاصل قاتل

کام پورا نکیا ایک بھی دن ہائے نصیب
خنجر ناز سے کرتا رہا گھایل قاتل

۱۳۴

خون ضو کے ہین ترے دامن و خنجر شاہد
حشر مین کیا نہین خالق مرا عادل قاتل

۱۳

رہے نہ اُسکے حساب و شمار مین داخل
ہوے نہ ایک بھی دن بزم یار مین داخل

ہو کسطرح سے شرف مجھکو ہمرکابی کا
ترے پیادون مین ہون نے سوار مین داخل

چمن ہی بزم طرب اُسکی حسن قسمت سے
مین اس چمن مین ہون عین بہار مین داخل

بگاڑ ڈالا رقیبون نے میرا نقشہ ہائے
ہوا نہ آج مین بزم نگار مین داخل

وفا ہو وعدہ ہی وقت دستگیری ہی
مرے قدم ہین رہ انتظار مین داخل

مزہ نہ وصل کا حاصل نہ چاشنی وصال
شریک نشہ ہون اور نے خمار مین داخل

ہی شوق مجھکو درت پہ سجدہ ریزی کا
ہون آج طاعت پروردگار مین داخل

نجانون حضرت انسان کس شمار مین ہین
نہ دخل جبر مین نے اختیار مین داخل

کبھی ہون ہمدم فرہاد گاہ ہمسر قیس
ہون گاہ دشت مین گہ کوہسار مین داخل

تڑپ تڑپ کے اسیطرح ایدل نالان
مجھے بھی کر کبھی اسکے کنار مین داخل

بنا جو سایہ ہی دیوار نے نہ ہاتھ دیا
ہوا نہ پر ترے قرب و جوار میں داخل

وہ آج اسمین جو آتا قرار ہی آتا
ہوا مگر نہ دل بیقرار میں داخل

۱۳۵ رہا نہ ایک بہی صورت کمال میرا ضو
ہون جیسے عالم ناپایدار میں داخل ۸

گر نہ اسوقت مین صیاد خیال بلبل
فرقت گل مین ہی کچھہ اور ہی حال بلبل

گر صبا گل سے سنادے کہی حال بلبل
ہائے مرجھائے نہ کیون سنکے ملال بلبل

آفت جان ہی مگر صدمۂ ایام خزان
دیکھہ سکتا نہین مین حال و مآل بلبل

سرو گل دیکھئے ہین باغ مین کیا بے پروا
یاد قمری کی ہی اور ہی نہ خیال بلبل

ہو قلم شاخ گل ترکا اگر اے صیاد
لکھون افسانۂ ہجران و وصال بلبل

چیختے چیختے ہی جان گنوائی آخر
گوش زد گل کے ہوا ہائے نہ حال بلبل

سر پٹکتی رہی زیر شجر گل ہے ہے
رقت انگیز ہے کیا حال مآل بلبل

۱۳۶ آج کل عشق مین اک رشک چمن کے ای ضو
ملتا جلتا ہی ترے حال سے حال بلبل ۹

ہوا ہی عشق مین کیا مبتلا دل
الٰہی ہو گیا دشمن مرا دل

بجا نون یہ کہ کیا میرا ہوا دل
طریق عشق مین تمہارا ہنا دل

زمین کیا آسمانون کی خبر لی
پھرا تیرے طلب مین جا بجا دل

تڑپتا ہی تمہارے ہجر مین کیا
حزین دل ناتوان دل مبتلا دل

تری صورت پہ ای جان جہان کیا
رہا ہر رنگ مین میرا فدا دل

عجب سفاک ہی وہ شوخ دیں
اشارون ہی مین لے لیا دل

ہوئین امیدوار جان فزائی
نہین مین تجھ سے مرا مانگتا دل

ڈبویا مجھکو دریائے الم مین
ہوا ہی جیسے تیرا آشنا دل

۸

ہی اس رشک چمن کے ہجر مین ضو
مرے نالے ہین سب رشک عنادل

کچھ تجھکو ترس ہوتے نہین آرزوئی گل
برباد رو برو ہی ترے رنگ و بوئی گل

جیتا ہون اس چمن مین تجھے دیکھہ دیکھہ کر
بلبل کا منہہ پھرا رہے کیونکر نہ سوئے گل

گلشن کا تجھکو دیکھہ کے پانی اتر گیا
تیری بہار چہرہ نے لی آبروئے گل

شاید پروئے جائینگے یہ اسکے ہار مین
ابر بہار کرتا ہے جو شست و شوئی گل

اس رشک گل کے رشک سے کانٹا ہی سوکھکر
ای عندلیب زار ذرا دیکھہ روئے گل

مطلب نہین چمن سے گلی سے ہی اسکے کام
بلبل نہین ہون مین جو کرون جستجوئی گل

مستونکی شکل باد صبا جھومتی ہی آج
بیخود ہے نشہ خیز شراب سبوئی گل

۱۳۸ ہی ذکر حسن مجفل انور مین اسکے ضو ۹
کچھہ تذکرہ ہے شمع کا کچھہ گفتگو ئے گل

ہی صبح و شام آفت جان ہاجرائے دل — دیوانہ ہو گیا ہے مرا ہائے ہائے دل
کہئے تو کون بار محبت اُٹھا سکا — دنیا مین یہ جگر ہے کسیکا سوائے دل
لی جان تو نے میری اسی دل لگی نے ہائے — کیونکر کسی سے ہائے کوئی پھر لگائے دل
ای جان جان ذرا مرے پہلو کو گرم کر — تجھکو تڑپ تڑپ کے کہان تک منائے دل
کیا ہو گیا یہ میرے بغل سے نہین خبر — موجود حسرتین ہین سمٹ کر بجائے دل
سنتے ہین شوق آئینہ بینی ہے یار کو — دکھلائینگی مجھے رخ جانان صفائی دل
ہی ہی وہ میری جان کا دشمن کدھر گیا — پہلو مین ہر گھڑی ہے یہ میرے صدائی دل
کھویا گیا ہے ہائے رہ عشق یار مین — ایسا ہی کون وہ جو مراد ہو نڈلائے دل

۱۳۹ آئیگی ضو نہ عشق کی ہمت مین کچھ کمی ۱۱
وہ عشوہ گر ہزار بہی میرا ستائے دل

کیا جانون کیا یہ ہو گیا پروردگار دل — رکہتا ہی مجھکو اپنے طرح بیقرار دل
مانی نہ ایک بات ہی اُس دلربا نے ہائے — کرتا رہا کل اُسکی خوشامد ہزار دل
کہتے ہین اُسکو کعبہ آوارگان عشق — مجنون کا چل کے کیجئے طواف مزار دل

پیچون سے یہ گلی نہین سکتا کسیطرح
اک عمر سے ہے زلف صنم کا سکا رو دل

لائی نہ ایک روز بھی اسکی گلی کی خاک
رکھتا ہی یہ نسیم سحر سے غبار رو دل

اُسکی گلی مین شب مرے پہلو سے ہائے ہائے
جاتا ہے دوڑ دوڑ کے بے اختیار رو دل

ہر روز ہمدم طپش و اضطراب ہی
پائیگا عہد ہجر مین کیونکر قرار رو دل

اچھی نہین ہی اُسکی اقامت کسیطرح
دنیائے بیوفا ہے یہ ناپائدار رو دل

چھکے چھڑا دئے طپش و اضطراب نے
جیسے ہوا ہے دشمن جان سے دوچار رو دل

اللہ رے شوق دید کہ پہلو سے دوڑکر
آنکھون مین آرہا ہے مرا بار بار رو دل

۱۴۰

ای ضو فراق یار کے صدمون مین بطرح
رہتا ہے صبح و شام مرا زار زار رو دل

۷

دونون ہین یہ رخسار بت سیم بدن پھول
رکھتا ہی بھلا ایسے کہان کوئی چمن پھول

کیا بات ہی واللہ لطافت کی تمہارے
آنکھون مین نظر آتے ہو پیارے ہمہ تن پھول

کافی ہی مرے لاش کو خاک در جانان
ہے ہے نہ مجھے چاہئے کافور کفن پھول

گلزار مین کل تجھ سے مرے رشک چمن کے
بن بن کے نکلنے لگا اک ایک سخن پھول

نظارہ رہا رو برو سورج کے کرن کا
کانون مین ضیا خیز ہے یہ اوسکے کرن پھول

ہی نور نظر حسن سراپا کا نماش
لائینگے یہ کسطرح ترا رنگ بدن پھول

۱۴۱ — ۷

اوسکی گل رخسار کی توصیف مین ای ضو
مجھکو نظر آیا ترا اک ایک سخن پھول

ہے رشک آفتاب مرے یار کا جمال
کرتا ہے روز رات کو دلدار کا جمال

بلبل فدای گل ہی نہ پروانہ محو شمع
پیش نظر ہے اس بت طرار کا جمال

اُنمین نہین ہی ایک ہی میرے جمیل سا
مشہور ہی زمانہ مین دوچار کا جمال

شرمندہ مہر و ماہ کو دن رات کر دیا
رعنا ہے میرے یار کے رخسار کا جمال

تیرے گلی مین خوب اُٹھائے ہوئے ہین سیر
ہی رشک گل یہان کے ہر اک خار کا جمال

کوچہ مین اُسکے پرتو خورشید دب گیا
اللہ رے سایۂ در و دیوار کا جمال

۱۴۲ — ۷

منہ دیکھتے ہی رہ گئے عیسی فلک پہ ضو
جانبخش ہے یہ یار کی گفتار کا جمال

اک عمر سے ہی صبح و مسا انتظار وصل
کرتا ہی ہائے اوسکا قیامت قرار وصل

کس روز جائیگی مری یارب خزان ہجر
کس دن نظر فروز ہو فصل بہار وصل

اک حشر ہوگا وہ جو نہ آئیگا ہائے ہائے
ٹھہرا ہی آج کل پہ قرار و مدار وصل

فردا سے اُنکے روز قیامت مراد ہی
یارب کہین قریب ہو یہ روزگار وصل

مین اور رہون ذلیل مصیبت مین ہجر کی
اغیار کے نصیب ہے افتخار وصل

مصرعہ ہی ہو اسی شش و پنج ہجر میں | اک روز بھی ہوا نہ الٰہی دو چار وصل

۱۴۳ | ۶

اے ضو کبھی ہو حسن مقدر سے ہو نصیب
ہو جاوے لاکھ جان سے ہر دم نثار وصل

پھول بیٹھے نہیں کوچہ میں ترے خاک کے مول | فصل گل کو نہیں لیتے خس و خاشاک کے مول
اللہ اللہ یہ ہر ہفت ہی اوسکا کوچہ | ہی قدم بھر بھی زمین مفت نہ افلاک کے مول
جہان گردہی یہ واہ کہ نہ خنک فلک | نہ بکیں ایک ترے توسن چالاک کے مول
کوئی لیگا نہ کبھی خلعت حسن یوسف | ای مرے چاند کے ٹکڑے ترے پوشاک کے مول
فال کی فال تماشا کی تماشا ہوگا | شانہ مشاطہ سے لوں سینۂ صد چاک کے مول

۱۴۴ | ۷

رند بدمست یہ مغرور ہیں اسکے ای ضو
باغ جنت نہیں لیتے شجر تاک کے مول

چمک کے جب حسن رخ پکارا چراغ روشن مراد حاصل
کہا ہی جسنے اوسکو دیکھا چراغ روشن مراد حاصل
صبائے مسمع عذاربت نے بنا دیا نقشبند مجھسہ کو
کل اوسکے آگے یہ کہہ رہا تھا چراغ روشن مراد حاصل

خبر ہی آیا ہی موسم گل مبارک ای آشیان بلبل
ہین آج صحن چمن مین کیا کیا چراغ روشن مراد حاصل

خیال اُس روئے آتشین کا شب آگیا تھا جو دلمین میرے
بیکاری ہر گوشہ سے تمنا چراغ روشن مراد حاصل

ضیائے رخسارسے ہین تابان حباب مانند شمع سوزان
ہی اُسکے صدقہ مین آج دریا چراغ روشن مراد حاصل

فراق مین اوس نگار کے ہی ہمیشہ میرا یہی ہوا دل
کبھی تو اس گھر مین ہو خدایا چراغ روشن مراد حاصل

۱۴۵ کبھی تو پھیلیگی نور دین کی اپنے بھی گھر مین روشنی فضل
جہان مین ہی فضل حق سے ہر جا چراغ روشن مراد حاصل

ہی سارے خوبیون مین مرا یار بیدل
ہر اک طرح ہی طرح دار بیدل

کٹتا ہی دیکھ دیکھ کے ابرو کو ماہ نو
ای جنگ جو ہی یہ تری تلوار بیدل

ہین تیرے رشک سے گل و شمشاد سرنگون
قامت ہی لاجواب تو رخسار بیدل

کہکی دی مین تو یہ چلن یہ بھلا کہان
ہر اک روش ہی یار کی رفتار بیدل

انسان ایک کیا کہ فرشتے ہین اس مین بند
ہی طرز دام کاکل دلدار بیدل

غیرت سے اُسکی قند مکرر ہی آب آب
شیرینیون مین ہی تری تکرار بعید ہے

آگے نہین ہی اُسکے مہ و مہر کو فروغ
پیارے ہی تیری طلعت رخسار بعید ہے

جو بات اُسمین ہے چمن خلد مین نہین
ہی اس صنم کے کوچہ کا گلزار بعید ہے

۱۴۶ — ۱۳

پھیلی ہے چار سمت ضیا بات بات کی
ای ضو جہان مین ہی تری گفتار بعید ہے

ردیف میم

یون وقت سحر بام پہ آیا نہ کرو تم
خورشید کو شرمندہ بنایا نہ کرو تم

صدمہ نظر بد کا اُٹھایا نہ کرو تم
ہر ایک کو منہہ اپنا دکھایا نہ کرو تم

ہو جائیگی میرے دل وحشی پہ قیامت
ای جان جہان وعدۂ فردا نہ کرو تم

مقتول کو یون چھوڑ کے جانا نہین اچھا
تڑپا کرون مین اور تماشا نکرو تم

ای مہر رہو آٹھہ پہر برج شرف مین
گھر جانیکا غیرون کے ارادہ نہ کرو تم

عادت ہی کہ گھبراتے ہو بسمل کی طپش سے
سر شوق سے کاٹو مجھے دیکھا نہ کرو تم

فرماتے ہین یون نوحہ کنان دیکھکے مجھکو
بازار مین ہے ہے مجھے رسوا نہ کرو تم

ہر بال مین قیدی دل نالان ہین ہزارون
کسکر کبھی یون جوڑے کو باندھا نہ کرو تم

منہہ صاف بگڑ جائیگا ای مہر و مہ چرخ
کچھہ پیش صنم حسن کا دعوا نہ کرو تم

سلجھاؤنگا گیسو دل صد چاک سے اپنے
ای گیسودن والے کبھی الجھا نہ کرو تم

گھر آیگا ہے شوق سے آؤ مرے دل مین
ای جان کبھی اندیشہ کسیکا نہ کرو تم

ایسا کوئی گھر آپکے رہنے کو نہین پھر
دل سے مرے جانیکا ارادہ نہ کرو تم

کیا کہئے نظر ہی مری اب بار نظر ہے
کہتے ہین وہ مجھہ سے مجھے دیکھا نہ کرو تم

رکھا ہے پریشان غم گیسو نے تمہارے
بے جرم ہون مجھہ پر کبھی الجھا نہ کرو تم

تیر نظر و خنجر ابرو سے کرو قتل
مین حاضر سرکار ہون غصہ نہ کرو تم

اب جان مری جان مین جانان نہ رہیگی
دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے غصہ نہ کرو تم

۱۴۷
تیرہ نظر آئیگا جہان صاف نظر مین
کہتا ہون مین ضو سے کبھی پروانہ کرو تم
۱۱

اٹھے نہ آستان بت سیمبر سے ہم
پیوند خاک ہوگئے جون قطرہائے اشک

پہنچا دے ہاتھہ اوسکے کسی طرح خط شوق
وہ رنگ صندلی نظر آجائے گر کبھی

دکھلاکے طلعت اب و دندان یار کو
جوش جنون کا ہے عجب رنگ ڈھنگ ہی

لپٹے رہے صباح و مسا سنگ در سے ہم
جس رو نسے گرے ہین تمہاری نظر سے ہم

کہتے ہین پاؤن پڑہ کے ابھی مرد سر سے ہم
چھوٹینگے عمر بھر کے ابھی دوسرے سے ہم

میدان مار لیتے ہین لعل و گہر سے ہم
ٹکرا رہے ہین سر ترے دیوار و در سے ہم

ایک دن تو آب وصل سے آتش بجھائیے
تنگ آگئے ہین سوزش زخم جگر سے ہم

آنکھین کبھی اٹھا نہین سکتے ہزار حیف
سہمے ہوے ہین یہ ترے چتون کے ڈر سے ہم

ای آفتاب چرخ تو اور زعم روے یار
کم تجھکو جانتے ہین چراغ سحر سے ہم

جوش جنون مین کام کسیکی خبر سے کیا
بیخبر ہین خود اپنی خبر ہے ہم

۱۴۸ ۱۰

دل مضطرب ہی اس سے جو خالی بغل نہ تھا
اٹھ اٹھ کے ہاے روئے ہین پہلے سے ہم

اک روز ہی ممنون تمنا نہوے ہم
ہم صحبت بزم بت رعنا نہوے ہم

کب پاؤن نہین باد یہ گردی مین ہمارے
بیتاب کب آوارۂ صحرا نہوے ہم

کہتے ہین مرے دین ترا شک بہا کر
کسروز غم ہجر مین دریا نہوے ہم

آرام سے کس روز رہے ارض و سما مین
اس دور مین کسدن تہ و بالا نہوے ہم

بیخود رہے پیٹا کئے سر خاک اوڑائے
برباد ترے عشق مین کیا کیا نہوے ہم

لگا ہی رہا آٹھ پہر عشق بتان کا
کب عازم گلگشت کلیسا نہوے ہم

ہنگامہ قیامت کا نہ جب تک کہ ہوا گرم
قائل ترے ای وعدۂ فردا نہوے ہم

کیون دیکھتے ہین غیر تڑپنے کو ہمارے
ای قاتل بے رحم تماشا نہوے ہم

کسروز رہو احشر نہ بازار مین برپا
کب عشق مین ہے ترے رسوا نہوے ہم

۱۴۹ — ۹

کس روز غم فرقت سفاک مین اے ضو
آوارہ و سرگشتہ و رسوا نہوئے ہم

چلکر کرین چمن مین سیر بہار ہم تم
آؤ مزے اوڑائین گلشن مین یار ہم تم

اس زلف و رخ کے صدقے لپٹو گلیسے اگر
ملکر رہین پیارے لیل و نہار ہم تم

جم جائے رنگ ای گل کیا وصل کی خوشی کا
جامہ سے ہونگے باہر گر اکبار ہم تم

ہی گرم بعد مدت دو رپیالۂ مے
لپٹینگے مست ہوکر بے اختیار ہم تم

پچھلے پہر سے ہے ہے مضطر تھے وصل کی شب
گھبرا رہے تھے جانا کیا بار بار ہم تم

کب تک رہینگے یون ہی رہن بلائے ہجران
ہو جائینگے پیارے اکدن دو چار ہم تم

صحن چمن مین جانان ہی لطف چاندنی کا
گوندہینگے آج چلکر پھولون کے ہار ہم تم

کہتے ہین ہوکے اکدل پروانہ اور بلبل
اوس شمع گل پر ہونگے نثار ہم تم

۱۵۰ — ۹

ای ضو یہی ہے جی مین آج اس سے چلکے کہدین
کاٹینگے عمر کے دن مل مل کے یار ہم تم

کرتی ہی دلکو ایک نظر مین فگار چشم
موئے مژہ سے رکھتی ہی اونکی کنار چشم

خورشید کی نظر ہی چکا چوند ہو گئی
اکبار ہو گیا مرے مہ سے جو چار چشم

دیکھا کرون اوسے ہمہ تن گوش ہو کر
روشن اگر ہون میرے سراپا ہزار چشم

دریا بہار ہی ہے ترے انتظار مین
ہی عاشقو نکو آفت لیل و نہار چشم

سینے مین جلوۂ گل زخم فراق ہے
صبح و مسا ہی غیرت ابر بہار چشم

رستم کا زہرہ ایک نظر مین ہو آب آب
ہی اُس پری کی آہوے ضیغم شکار چشم

سب فیض ہے یہ یار کے دندان کے عشق کا
رکھتی ہی واہ کیا گہر آبدار چشم

آجاؤ اس مین شوق سے نور نظر کی طرح
کب تک کرے یہ ہائے بھلا انتظار چشم

۱۵۱

ہزارون ہوئے کشتۂ نظر
مانند ضو
میدان مارتی ہے تری ای نگار چشم

۱۱

تیری مجلس سے اب جو جائینگے ہم
پھر نہ اپنے مین آپ آئینگے ہم

اگر اے جان جہان اجازت ہو
آج کچھ حال دل سنائینگے ہم

کہتے ہین معرکہ ہے قتل کا گرم
جاکے تقدیر آزمائینگے ہم

کر سبکدوش جلد اے قاتل
بار سر تا بکی اٹھائینگے ہم

سوز دل سنکے شمع و بولا
تجھے پروانہ سا جلائینگے ہم

آج بگڑے ہین وہ نہ سنبھلینگے
لاکھ باتین اگر بنائینگے ہم

کیجئے آب وصل سے سیراب
آتش ہجر کو بجھائینگے ہم

بزم مے مین وہ مجھ سے کہتے ہین
خون دل ہی تجھے پلائینگے ہم

کوچۂ یار دستگیری کر
پاؤن یان سے نہین ہلائینگے ہم

وہ دوائے فراق کیا جانین
کب مسیحا کو یان بلائینگے ہم

۱۵۲ آہوئے چشم یار کہتے ہین ضو
۹ آنکھ شیرون سے اب ملائینگے ہم

ہاتھ دھو کر آج اپنے سر سے ہم
خوب پٹینگے ترے خنجر سے ہم

ہائے کچھ کہتا نہ سنتا ہے وہ بت
دل لگائے ہین عجب پتھر سے ہم

یہ بھی جنگل کے طرح ویران ہے
ای جنون راضی ہین اپنے گھر سے ہم

سینہ و دل نذر مژگان ہو گئے
ہو گئے زخمی اسی نشتر سے ہم

اک بلائے جان ہے عشق بتان
کہہ رہے ہین یہ دل مضطر سے ہم

خوب واعظ کی اوڑاتے دھجیان
رہ گئے خامش خدا کے ڈر سے ہم

منہہ لگاتے ہی نہین مین ہجر مین
تنگدل ہین شیشہ و ساغر سے ہم

صدقے کرتے ہین مہ و خورشید کو
رات دن پیارے ترے منہہ پر سے ہم

۱۵۳ التجا کرتے ہین عفو جرم کی
۱۱ ضو ہمیشہ شافع محشر سے ہم

مضطر ہین فرقت بت ابرو کمان سے ہم
زخمی ہین ناوک نگہ جان ستان سے ہم

کہتا ہے بے نشان تجھے ہر صاحب نشان
ای یار ہائے ڈھونڈکے لائین کہان سے ہم

جنت مین جاکے صاف تجھی کو کرین طلب
ای رشک حور خالق کون و مکان سے ہم

قابو مین ہین لگے ہوئے صیاد و باغبان
نکلے نہ ہائے ہائے ابھی آشیان سے ہم

پہنچا دے یا خدا ہمین کوچہ مین یار کے
راضی نہین ہین نزہت باغ جنان سے ہم

بے یار دید نرگس و گل تہی بلائی جان
لائے ہین دل کے داغ نئے گلستان سے ہم

لائیگا تو یہ اوج زمین مکان یار
کہتے ہین دیکھہ دیکھہ کے یہ آسمان سے ہم

ای یار کچھہ تو کیجئے اب آکے دل دہی
یہہات دم لبون پہ ہی جاتے ہین جان سے ہم

اک طفل خرد سال کے ہین مبتلائے عشق
تنگ آگئے ہین طعنۂ پیر و جوان سے ہم

پیارے تمہاری بے دہنی لاجواب ہے
کوئی سوال کر نہین سکتے زبان سے ہم

۱۵۴

شوق طواف روضۂ ختم رسل ہے حضرو
جائینگے اب مدینہ کو ہندوستان سے ہم

۹

کیا اور آج مکو بتائین کہ کیا ہو تم
سفاک ہو ستمگر ہو اور بیوفا ہو تم

چہرہ کا آج تاب نظر سے ہی رنگ زرد
نازک دماغ صاحب شرم و حیا ہو تم

دزدات شکل ابر رلاتے ہو ہجر مین
ای قلزم جمال عجب آشنا ہو تم

واللہ عجیب بات تمہاری ہی ای ہو
لاریب بندگان خدا مین خدا ہو تم

بسمل ضرور خنجر ابرو سے کیجئے
اتنا ہو میرے سر پہ کرم گر خفا ہو تم

آجائین گر بغل مین ہو حاصل شفا مجھے
دل کی طپش کی درد جگر کی دوا ہو تم

مجھکو کبھی جلاتے ہو اور مارتے ہو آہ
آنے مین زیست جانے مین میری قضا ہو تم

پچھلے پہر چلے گئے میرے بغل سے آج
ای رشک باغ ہمدم باد صبا ہو تم

۱۵۵

ای ضو کچھ اور ہو گئی حالت تمہارے
اُس شوخ پر دغا کے عبث مبتلا ہو تم

۱۰

کعبہ و دیر سے نے سبحہ و زنار سے کام
عاشق زلف ہین ہر دم ہی دریار سے کام

رہگئے کوچۂ جانان مین ڈہی دیکر آج
گل سے مطلب ہی ہمین اور نہ گلزار سے کام

سر بکف ہین کسی صورت ہی شہادت منظور
ترے ابرو سے ہی مطلب ترے تلوار سے کام

ہائے اُس زلف کے سودے نے پھنسایا اسمین
ترے دیوانو نکو کیا اور نہ شب تار سے کام

منہ سے بولا وہ نکچہ غنچہ دہن سن سنکر
آج نکلا نہین میرا لب اظہار سے کام

میرے اللہ ہو بیکس کی دل و جان کی خیر
ہے مجھے ایک بت شوخ ستمگار سے کام

ہر قدم سیکڑون عاشق کے گلے کٹتے ہین
چل گیا تیغ جفا کار ترے رفتار سے کام

انکا سایہ مجھے دولت ہی نہین شوق ہما
میرے سر کو ہی تمہارے در و دیوار سے کام

ہو گیا سلسلۂ پیر مغان مین داخل
شیخ کو آج نہین جبہ و دستار سے کام

۱۵۶ ۹

نہین زنہار فروغ سخن اہل نفاق ؛
راتدن ہے مجھے اے ضو مرے گفتار سے کام

۱۵۷ ۹

دل کا کچھہ ماجرا نہین معلوم
کہو گیا کس جگہہ نہین معلوم

ڈوبے اک بیوفا کی الفت مین
تھا وہ نا آشنا نہین معلوم

دیر مین کیا ہی اور حرم مین کیا
کچھہ ہمین یا خدا نہین معلوم

ایک پتلا ہی وہ شرارت کا
طرز شرم و حیا نہین معلوم

ہون نو آموز عشق ای ہمدم
ابتدا انتہا نہین معلوم

اک فقط تجھکو جانتا ہو مین
ای صنم دوسرا نہین معلوم

کیا سبب آج میرے پہلو مین
دل تڑپنے لگا نہین معلوم

جان نکلی ہی کہا کریگا ہائے
لیکے وہ دل مرا نہین معلوم

بے طرح مجھہ سے وہ خفا ہین ضو
کیا ہوئی ہے خطا نہین معلوم

دیکھہ کر دیتے نہین ای شمع پروانیکو ہم
روبرو اسکے ابھی حاضر ہین جلجانیکو ہم

دل مین آئیگا گر اوسکے روئے تابان کا خیال
ایکدن روشن کرینگے اس سیہ خانیکو ہم

گوش ساغر آشنائے نالۂ قلقل نہین
ہجر مین روتے ہین کیا شیشہ کو پیمانیکو ہم

کلبۂ محزون کا اقبال اب بڑہاتا کیون نہین
جانتے ہین سیمبر دولت ترے آنیکو ہم

کیا کرین شکوہ کسیکا سب ہی یہ قسمت کا پھیر
ہین خوشی کرنیکو اغیار اور غم کھانیکو ہم

ہجر مین ہرگز دل محزون سنبھلتا ہی نہین
کیا کرین پہلو مین رکھکر ایسے دیوانیکو ہم

چھین کر مشاطہ سے اے زلف مشکین صنم
سینۂ صد چاک مین رکھلین ترے شانیکو ہم

اسقدر بیکل نہوا دل بیگی کچھہ تو بات
جاتے ہین اوس دشمن جانی کے سمجھانیکو ہم

۱۵۸ ۱۱

منحرف ہونگے کبھی اے ضو نہ تیغ یار سے
سر بکف حاضر ہین اوسکے روبرو جانیکو ہم

ہین فدائے ابروے بے پیر ہم
سر کو رکھتے ہین تہ شمشیر ہم

باندہنا مشکین نہ ای گیسوئے یار
پھنس گئے پیچون مین بے تقصیر ہم

ہین ترے ترچھی نظر کے روبرو
کھا رہے ہین ولولہ لاکہون تیر ہم

وادیٔ وحشت ہمارے ہاتھہ ہے
ہین جنونمین صاحب جاگیر ہم

روز آبادی اشک و آہ سے
کرتے ہین ویرانہ کی تعمیر ہم

جانتے ہین اپنی صبح وصل کو
جاگنے مین رشک جوئے شیر ہم

خط ریحان مین بت نوخط کو آج
حالت دل کرتے ہین تحریر ہم

خاک پا کو اوس طلائی رنگ کی
جانتے ہین غیرت اکسیر ہم

ہین سمجھتے خط روئے یار کو — حسن کے قرآن کی تفسیر ہم
المدد اے ہمت جوش جنون — توڑتے ہین پاؤن کی زنجیر ہم

ہو گئے وصفِ دہانِ یار مین ؛؛
۱۵۹ ضو نہایت آج خوش تقریر ہم ۱۱

ہی صرف مدح رخ شوخ گلعذار قلم — دکھا رہا ہے مگر خلد کی بہار قلم
بہار لوح جبین پر ہے بیت ابرو کی — نگہہ مین بینیٔ جانان ہی پر نگار قلم
بڑھا دماغ یہ وصف خرام جانان مین — سمند ناز پہ ہونے لگا سوار قلم
رقم نہ ایک بھی مضمونِ شوق ہو میرا — کرے بھی سعی گر اس راہ مین ہزار قلم
بنے نہ بات کوئی اسکی قد بالا کی — جھکائے سر کو اُٹھا کر ہزار بار قلم
ثنائے خال و خط مہ وشان مین صرف رہا — رہین نور تھا میرا سیاہ کار قلم
زبان پہ اوسکے تغافل کا ایک حرف نہو — کٹیگا سر ترا ہاتھ دیکھ ہو شیار قلم
ذرا سنبھل کے گلہ اوسکی کج ادائی کا — بنا نہ مفت مین مجھ کو گناہ گار قلم
تمہارے خنجر ابرو کے وصف برشِ تیز — رُکا نہین کبھی مانند ذوالفقار قلم
رقم ہو حال اُسے میری ناتوانی کا — دکھا دے جلوۂ طرز خطِ غبار قلم
ہی سجدہ ریز ترے وصف طاق ابرو تیز — ادب سے سر کو جھکاتا ہی بار بار قلم

۱۶۰ ہر اک طرف ہے ضیا میرے نظم کی ای ضو ۱۸
ہے شمع محفل احباب روزگار قلم

ردیف نون

تیر نظر کو لیس جو ابرو کمان کریں — اپنے دلون کو اہل تمنا نشان کریں
نالہ فراق یار مین کب نیم جان کریں — کٹ جاے گر گلا بھی نہ ہرگز فغان کریں
ایسے نہین ہین ہم کہ جو پروا ے جان کریں — تنکا پہاڑ کو بھی ترے ناتوان کریں
ہم بند ایک لحظہ نہ اپنی زبان کریں — ہو نٹون پہ آئے جان بھی تو شور و فغان کریں
ای ہجر یار جینے سے بیزار ہو گئے — کنج لحد مین رغبت خواب گران کریں
کیا بات ہی کہ ہمپہ نہ پگھلیگا وہ صنم — پتھر کو موم نالہ آتش فشان کریں
آوارہ جستجو مین کیا دل مین بیٹھکر — اپنے مین آپ ہی طلب جان جان کریں
مشہور نام صورت عنقا ہو دہر مین — ہم کنج عافیت کو جو اپنا مکان کریں
خورشید و ماہ ہین رخ روشن سے منفعل — انجم خیال خال نہ اے آسمان کریں
ای سیمبر کبھی جو تو آجائے خواب مین — آنکھون کو حسن رخ سے ترے زر فشان کریں
دیدار یار عالم بالا مین دیکھ لین — جاگے جو بخت خواہش خواب گران کریں
عاشق کے غل مچانے پہ کہتا ہی خندہ زن — دلمین اثر مرے ترے نالے کہان کریں

آوارہ ہجر زلف مین ہو جائین ہم اگر
جاکر دیار شام مین اپنا مکان کرین

حیلے مین بیخودی کے لپٹ جائین یار سے
دلکی طرح سے اوسکی بغل مین مکان کرین

مردم نگاہ بدجو کرین خال یار پر
ہر دم زوال نور کا غم پتلیان کرین

ہی اُسکی یاد مین شب ہجر روز عیش
دنپر خیال زلف مین شبگان کرین

آجائے یاد گر ترے دندانکی آب و تاب
نیسان کی شکل آنکھونکو گوہر فشان کرین

۱۶۱ اب جامہ زیبی کا نہین باقی دماغ ضو ۱۲
دیوانے اوسکے فکر تکلف کہان کرین

بیکل ہی مری جان رخ وگیسوئے صنم مین
کالے مجھے ڈستے ہین گلستان ارم مین

چرچا ہی تری آنکھونکا کیا دیر و حرم مین
کعبہ مین ہی آہو نہ کوئی بت صنم مین

اک عمر رہا کاکل مشکین صنم مین
لگجائیگا دل جاکے شبستان عدم مین

کٹتے ہین مرے گریہ وزاری مین شب و روز
رہتے ہین میرے دیدۂ تر حلقہ غم مین

ایام جوانی کی ضعیفی مین ہی دہن ہے
ہوتی ہتی فقط عمر بسر ناز و نعم مین

جب آئی یہ گلزار جہان ہو گیا برباد
تاثیر خزانی کی ہی صرصر کے قدم مین

پروانہ سے مجھہ سوختہ جان کو نہین نسبت
جلتا ہی جگر فرقت رخسار صنم مین

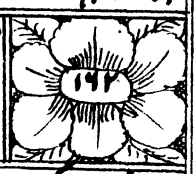
وان جاکے بھی ڈھونڈا تو سراغ انکا نپایا
کہتے ہین کمر ہے تری معدوم عدم مین

ای شام غریبان تری طلعت پہ فدا ہون
آتا نہین مین صبح وطن کے کبھی دم مین

وہ بحر لطافت ہی تو یہ آب رواں ہے
ہی آبروے آب رواں جسم صنم مین

کیا چادر مہتاب کو نسبت ہی کتان سے
طلعت ہی ترے روشن کی کہان شمع حرم مین

کچھہ وان ہی کمر کا تو معما نہ کہلا ہے
نکلا نہ کوئی عقدہ کشا ملک عدم مین



منظور ہے ضو وصف خرام بت رعنا
پیدا ہو چلن کبک کا رفتار قلم مین



خال رخسار صنم کب نور مین کامل نہین
چاند کے منہہ پر چمکتے ہین ستارے تل نہین

سنگ رکہتے ہین یہ بت سینہ مین انکے دل نہین
لاکھہ سر پٹکا کرین پتہر سے کچھہ حاصل نہین

طاقت صبر و تحمل مجھہ مین ای قاتل نہین
سر بکف ہون کیون تری تلوار بسمل نہین

منہہ لگاتے ہین وہان تا آہ کا روشن نہو
ورنہ قلیان عاشقون کی زینت محفل نہین

چل گئی اوس میرے رشک گل کی شمشیر ادا
کونسا بلبل چمن مین آج کل بسمل نہین

ہو رہے ہین راتدن اگر فرشتے اسمین غرق
چاہ غب غب یار کا کم از چہ بابل نہین

زنگیون کی ہی چڑہائی صاف ملک روم پر
روئے روشن پر بت غالیہ کے یہ تل نہین

مست ہین کیا نشۂ الفت مین شیخ و محتسب
ایکدم بنت العنب سے آج کل غافل نہین

بہکو ایدل یاد کچھہ عمر گذشتہ کی بہی ہے
پہر یہ کس منہہ سے تو کہتا ہی کہ مین غافل نہین

مثل گرد رہ لگا رہتا ہون ای لیلیٰ منش
ہائے دیوانہ ترا کسدن پس محمل نہین

لاکھون کشتہ ہر قدم غلطان ہین غسل و کفن
کربلائے عاشقان ہی کوچۂ قاتل نہین

۱۶۳ یا علی کہکر بنا دیتا ہون مین ہر طرح ضو ۱۲
بات مشکل کی ہی میرے روبرو مشکل نہین

ڈہونڈہتا ہون کو بکو گل پیرہن ملتا نہین
مین وہ بلبل ہون مجھے اپنا چمن ملتا نہین

بیکسی مین ہے مجھے کافی غبار کوئے یار
کب مرے لاشیکو کافور و کفن ملتا نہین

لگ گیا دل دیکھکر شام غریبانکی بہار
یہ مزا تجھمین اب ای صبح وطن ملتا نہین

غیرت یوسف ہی میرے چاند کا عہد شباب
پھر جوان ایسا تہ چرخ کہن ملتا نہین

ہائے اس منہ پر کرونگا جرأت تشبیہ کیون
غنچہ سے مطلق ترا طرز دہن ملتا نہین

سرخرو ہوگا نہ تعریف لب رنگین یار
تجھکو اسکا رنگ ای لعل یمن ملتا نہین

کیا ہوا پہلو سے کیا جانون دل آفت زدہ
ہائے وہ میرا گرفتار محن ملتا نہین

اسطرح اصرار تشبیہ رخ و قامت مین کیون
تجھسے اسکا ڈہنگ ای سرو و سمن ملتا نہین

فصل گل ہی ہے وہی باقی ہی فرقت کی خلش
خار کہاتا ہون کہ میرا گلبدن ملتا نہین

دید مین ای خضر ہی اوسکی حیات جاودان
چشمۂ حیوان سے وہ چاہ دہن ملتا نہین

کوہ و صحرا ہین جنون سے میرے رہن انتظام
مجھ سے ہرگز طرز قیس و کوہکن ملتا نہین

۱۶۴ ایک اِس مدراس مین تیری غنیمت ذات ہی
۱۰ بجہہ سا اے **ضو** پھر کوئی صاحب سخن ملتا نہین

کب تری فرقت مین گہبرا تا نہین — ہائے کب رونا مجھے آتا نہین
ہی سر بازار وہ خلوت نشین — ہو گیا ایسا کہ شرماتا نہین
صورت نقش قدم بیٹھا ہون مین — اُٹھ کے کوچہ سے ترے جاتا نہین
آئینگا کیونکر مرے آنکھون مین نور — ہائے وہ صورت ہی دکھلاتا نہین
بدگمانی اوسکی ہے مہر دہن — ذکر یوسف لب پہ مین لاتا نہین
مار کر گوشے سے ہی تیر نظر — کب مرے دلکو وہ تڑپاتا نہین
ہجر مین فاقہ کشی سے دور ہون — کب ترا غم پیٹ بھر کھاتا نہین
چشم تر کی دُر فشانی دیکھئے — یہ گہر نیسان ہی برساتا نہین
کیا خبر کسکی کہ وہ خود رفتہ ہون — آپ ہی اپنے کو مین پاتا نہین

۱۶۵ دیکھتا ہی میرا حال زار **ضو**
۱۰ رحم لیکن اوسکو کچھہ آتا نہین ؟

مثل فلک لگاؤنمین چکر کہان کہان — دہونڈہون مین ہائے تجہکو ستمگر کہان کہان
کعبہ مین ہی کبھی تو کلیسا مین ہی کبھی — جلوہ ہے تیرا ہی مرے دلبر کہان کہان

دلمین مرے مقام ہے آنکھونمین جا تری
ایجان جان کہون ہی ترا گھر کہان کہان

عمر دوروزہ دشت نوردی مین کٹگئی
پھرتا رہا جنون مجھے لیکر کہان کہان

بربادئ فراق پس مرگ بھی رہی
اڑتا رہا مین خاک بھی ہوکر کہان کہان

ٹکڑے کیا جگر کو ہوا چاک چاک دل
جاری رہی روانئ خنجر کہان کہان

ہنگامہ میرے نالون کا ہر سمت گرم تھا
کرتا رہا فراق مین محشر کہان کہان

اوس بے نشان کا کچھ نہ کسی نے پتا دیا
پھرتا تھا اسکا نام مین لیکر کہان کہان

لڑکون سے سارے کوچہ و بازار بھر گئے
پڑ ہتے تھے جسم زار پہ پتھر کہان کہان

۱۶۶ پیش نظر ہے حضرت یوسف کا حال ضو ۹
دشمن تھے دوست ہوکے برادر کہان کہان

کعبے مین دل لگی ہے نہ میری کنشت مین
سجدے ہین تیرے در کے صنم سرنوشت مین

وہ رشک حور اپنا اگر جلوہ گر نہو
عاشق کرینگے جاکے بھلا کیا بہشت مین

خط ہوگیا نمود رخ صاف یار پر
کانٹے اوگے ہین میری تمنا کی کشت مین

اُسنے ذرا کے بزم طرب مین رولادیا
ہے ہے خزان زدہ ہونین اردی بہشت مین

دیتے ہین آستان بت بیوفا پہ جان
خاک درِ صنم ہے ہماری سرشت مین

ہر روز بڑھتی جاتی ہے امید مغفرت
آٹھون پہر کمی نہین اعمال زشت مین

ہر ایک سنگ ہی تری یکتائی پر گواہ
کعبے مین ہی جو ہی وہی پتھر کنشت مین

سمجھا نہ عشق زلف بتان ہی بلائے جان
ایدل تجھے تمیز نہین خوب و زشت مین

۱۶۷

جمتا ہے رنگ ہجر مین نالون کے راگ کا
روشن ہے نام ضبط کا فقیران چشت مین

۱۲

کونسا دل ہے جو دلبر کا تمنائی نہین
جان کسکی ہی جو اوس جان کی شیدائی نہین

محو آئینہ نہین شوق خود آرائی نہین
آپ وہ اپنا کبھی اب تک تماشائی نہین

راتدن گھیرے ہوے رہتے ہین درد و رنج و یاس
گوشۂ ہجر مین مجھکو خوف تنہائی نہین

صبر کی صورت کبھی اس مین قدم رنجہ تو کر
اب دل بیتاب مین تاب شکیبائی نہین

دیر و کعبہ کو مین جاؤن تیرے در کو چھوڑ کر
تو اگر بے مثل ہے تو مین بھی ہرجائی نہین

کیا کرینگے آکے عیسیٰ درد ہجر یار مین
کچھہ مرض میرا یہ ممنون مسیحائی نہین

الدوای ناتوانی مین بڑی مشکل مین ہون
ہجر جانان مین کچھہ امید توانائی نہین

پھس گیا دیوانہ یہ زلف سیاہ یار مین
کون کہتا ہی مرے دلکو کہ سودائی نہین

مین ہی ہجر گل مین ای نرگس تر اہم چشم ہون
ہیچ ہی سیر چمن آنکھون مین بینائی نہین

گرم بازاری ہی ہر سو میرے شور عشق کی
عاشق شوریدہ کو کچھہ خوف رسوائی نہین

کسطرح ممکن ہو مجھہ بیدل کی تسکین دماغ
بو نسیم صبح آج اوسمین ہو لکی لائی نہین

۱۶۸ — ۹

کہا کرے ای غنچہ لب کچھہ تجھہ سے عرض حال ضو
بے دہن گر تو ہے مجھکو تاب گویائی نہین

آئینۂ رخ کے ترے حیران بہت ہین
گیسوئے پریشان کے پریشان بہت ہین

چشم و نگہہ و ابرو مژگان پہ ہون قربان
خوش ہون کہ مرے قتل کے سامان بہت ہین

لیتا ہی خبر یہ جگر و دل کی ہمارے
تیر نظر یار کے احسان بہت ہین

کیا بات ہی اک دو کی جو منظور نظر ہو
دل دینے کو حاضر تجھے ای جان بہت ہین

لپٹون گا تجھے اور لگاؤنگا گلے سے
ہو جائے اگر وصل تو ارمان بہت ہین

سن سن کے رقیبونکی بگڑ جاتے ہین مجھہ سے
وہ بات سمجھتے نہین نادان بہت ہین

کام آئینگے سارے مرے لخت جگر و دل
سینہ مین غم ہجر کے مہمان بہت ہین

اب کے نہ رکھا تار کوئی دست جنون نے
ٹکڑے مرے دامان و گریبان بہت ہین

۱۶۹ — ۹

ہی بات ہی تازی ترے اشعار کی ای ضو
یون کہنے کو مدراس مین دیوان بہت ہین

مدت سے محو زلف بتان شریر ہون
پیچون مین بند دام بلا مین اسیر ہون

کشتہ ہوا ہون ابرو و مژگان یار کا
کب زیر بار منت شمشیر و تیر ہون

یوسف کی قدر مصر کے بازار مین نہین
ہی زعم حسن شوخ کہ مین بے نظیر ہون

ہو ہو کے ہر گھڑی دل نالان یہ حملہ ور
کہتا ہی ہجر یار کہ مین قلعہ گیر ہون

رسوائی فراق بت نوجوان مین
مین از نظر فتادۂ برنا و پیر ہون

تو ہجر گل مین زار ہے مین ہجر یار مین
بلبل مین اس چمن مین ترا ہمصفیر ہون

ہر طرح لاجواب ہی دعوای روے یار
یعنے مین شہر حسن مین یکتا امیر ہون

کہتی ہے مجھ سے آہ رسا عین ضعف مین
گرنا نہین کہ مثل عصا دستگیر ہون

۱۷۰ فارغ ہون جان کنی شب ہجر سے جو ضو ۹
کہتی ہی صبح وصل کہ مین جوئی شیر ہون

گرم پیہات جو اس یار سے آغوش نہین
بیخود ایسا ہون کہ اپنا ہی مجھے ہوش نہین

ہاتھ ہر وقت مین رہتے ہین گریبان سے دو چار
میرے سودا کا کسی فصل مین کم جوش نہین

جوہر حسن ہی آئینۂ تن سے پیدا
کب مرا شوخ ستمگار زرہ پوش نہین

یار کس منہ سے چمن آج ہو ہمسر تیرا
لب یہ غنچہ مین نہین گل مین ترا گوش نہین

رہا کس روز نہ مجھکو تری تنگی کا خیال
کب بھلا ای دہن یار مین خاموش نہین

عاشقون کے لئے کب ای بت خورشید لقا
سحر عید ہی یہ صبح بنا گوش نہین

صدمۂ ہجر مین بیطرح پریشان ہین حواس
راہ پر آج مرا قافلۂ ہوش نہین

نہ چلی کیون مرے گردن پہ تری تیغ جفا
کسلئے ہائے مین مسیدا نہین سبکدوش نہین

۱۷۱ — ۹

درد سر ہین یہ مرے شیشہ و ساغر ای ضو
آج محفل مین جو وہ مست قدح نوش نہین

مہر کو شوق کہ مسجو و ضیا بن جاؤن
یعنے اُس یار کا نقش کف پا بن جاؤن

گرم ہنگامہ ہو یون ہی جو پریشانی کا
انہین پیچون مین تری زلف رسا بن جاؤن

آ کے آنکھون مین یہ جان کہتی ہی ہجر گل مین
ٹھہر اے باد صبا مین ہی ہوا بن جاؤن

سایہ کہتا ہی سگ کوچۂ جانان کا یہی
طرفۃ العین مین چاہون تو ہما بن جاؤن

کسطرح ہو نہ شگفتہ چمن زخم جگر
آہ کہتی ہی مری باد صبا بن جاؤن

کوچۂ یار کی مٹی مین جو مل جاؤن کبھی
نہین کچھہ دور کہ مین خاک شفا بن جاؤن

مفلسی عشق بت سیم بدن مین نہ رہی
زردئ رخ کا یہ دعوا کہ طلا بن جاؤن

سرخروئی ترے ہاتھون کے بدولت ہوگی
کہتا ہی خون مرا قاتل کہ حنا بن جاؤن

۱۷۲ — ۱۱

دل مین میرے اسی دولت کی تمنا ہی ضو
اوس شہ حسن کے کوچہ کا گدا بن جاؤن

باغ مین وہ جو کبھی جلوہ فزا ہوتے ہین
گل و سنبل رخ و گیسو پہ فدا ہوتے ہین

دل ہوا خواہ ہو نکا ہوتا ہی شگفتہ جون گل
جانفزا کہل کے ترے بند قبا ہوتے ہین

مرے نالون کا یہ جھجاتا ہی گلزار مین رنگ
رشک سے ہوش ہی بلبل کے ہوا ہوتے ہین

طلب بوسہ کی گستاخی دل باعث ہی — آپ کیون مجھپہ مری جان خفا ہوتے ہین
موت ہی عاشق مغموم کی غصہ اونکا — جان دیتے ہین کبھی خوش جو ذرا ہوتے ہین
قید کا کل نہین زندان سلیمان سے کم — ای پری دیکھئے کون اس سے رہا ہوتے ہین
آج ای ماہ لقا عاشق ابرو تیرے — مہ نو کی طرح انگشت نما ہوتے ہین
تجھپہ ای غیرت گل مرتے ہین سب اہل چمن — سر بسر کشتۂ انداز ادا ہوتے ہین
زیر سایہ تری دیوار کے ای خسرو حسن — روز آ آکے سرافراز ہما ہوتے ہین
رکھتے ہین اُنکے قدم خار مغیلان سر پر — کیا کہون مین ترے دیوانے بھی کیا ہوتے ہین

۱۷۳ غش ہزارون ہون نکیون صورت موسیٰ ای ضو ۹
ہی خبر بام پہ وہ جلوہ فزا ہوتے ہین ؛

بزم بت مین خلل گردش ایام نہین — شیشہ خالی نہین کم حوصلۂ جام نہین
ہائے کس دن غم گیسوئے سیہ فام نہین — کب مرے سر پہ بلائے سفر شام نہین
گردش چشم ستمگار نے آوارہ کیا — طرفۃ العین کا حاصل مجھے آرام نہین
پستہ تیرے لب خندان کے برابر کیا ہو — یار آنکھون کے مقابل کبھی بادام نہین
سر چڑھینگے مرے کیونکر شب قدر و شب عید — یہ مرے چاند کے گیسوئے سیہ فام نہین
طلب بوسہ پہ کاٹی مری قاتل نے زبان — واقعی کام یہ کیا قابل انعام نہین

ننگ بدنامی نے محروم سعادت رکھا
او نکے عشاق کے دفتر مین مرا نام نہین

محفل یار سے اغیار اوٹھاتے ہین مجھے
یہی کہہ کہہ کے کہ یان آج ترا کام نہین

۱۷۴ طور کی کب نہ چمک جاتی ہے بجلی ای ضو ۱۲
دیکھئے کب وہ صنم جلوہ بام نہین

منہ کھلائی غنچونکا گلزار مین
صرف ہین وصف دہان یار مین

ڈھونڈھتا ہون دلکو کوی یار مین
ہاتھ بلبل آئیگا گلزار مین

جان ٹہری جاکے زلف یار مین
لگ گیا منصور کا دل دار مین

لطف وہ قند مکرر مین نہین
جو مزا ہی یار کی تکرار مین

پھول ہوتے ہین خوشی سے پھولکر
داخل اوس گل کے گلے کے ہار مین

جلدای قاتل مجھے سیراب کر
کیا نہین پانی تری تلوار مین

میرے پہلو سے کیا پہلو تہی
دل پڑا ہے کوچۂ دلدار مین

پھنس گئے زلف صنم مین جاودل
آگئے کالی بلا کی مار مین

وعدۂ فردا بلائے جان ہے
حشر ہوگا یار کے اقرار مین

رہ گیا پردہ گنہگار ونکا آج
چھپ گئے دامان استغفار مین

جان لیکی لن ترانی کی صدا
ہائے گوش طالب دیدار مین

۱۷۵ — ۹

روشنی پھیلی ہے کیا اشعار کی
ہی ضیا اے ضو تری گفتار مین

یہ دل ہی مرا زلف دلدار اسے کہتے ہین — منصور اسے کہتے ہین اور دار اسے کہتے ہین
مشہور ہین کشتون مین اونکے مژہ و ابرو — تیر اسکو بتاتے ہین تلوار اسے کہتے ہین
کچھ میری طبیبون سے تدبیر نہ بن آئی — صحت نہو جسکو وہ آزار اسے کہتے ہین
کہتا ہون دکھا کر یہ کوچے مین ترے دلکو — بلبل اسے کہتے ہین گلزار اسے کہتے ہین
حالت مری انکو بھی کچھ دیکھکے سکتا ہی — حیران ہو مسیحا خود بیمار اسے کہتے ہین
کیون چلکے نہین کرتے پامال سر عاشق — قربان قدم حسن رفتار اسے کہتے ہین
یوسف ہی تماشائی اوس شوخ کے کوچیمین — ای حسن ازل تیرا بازار اسے کہتے ہین
ہی دور قیامت سے وعدہ ترے فردا کا — محشر مین نہو پورا اقرار اسے کہتے ہین

۱۷۶ — ۹

تا حشر غم جانان ہی ہمدم دل ای ضو
ساتھی اسے کہتے ہین دلدار اسے کہتے ہین

راتون پھرتی ہی تصویر نگار انکھونمین — ہی مرے آٹھہ پہر باغ و بہار انکھون مین
جوش پر ہی یہ تری زلف سیہ کا سودا — آج چڑھتی ہی نہین کچھہ شب تار انکھونمین
ہوا روشن یہ اشارون سے ترے ای خوشتر جم — کہ بہار رہتا ہی کس حسن سے پیار انکھونمین

آفت جان ہین یہ عشوہ و انداز و ادا
آنکھ ایسی کوئی دیکھی نہ ہزار آنکھون مین

مردم دیدہ بٹھائینگے ترے سر پہ ضرور
نور کی شکل چلے آئے یار آنکھون مین

نکہت زلف نے اوسکو نظر انداز کیا
اب سماتی ہی نہین مشک تتار آنکھون مین

ہجر جانان مین اجڑتا ہی مرا خانۂ چشم
مردم دیدہ ہین بے صبر و قرار آنکھون مین

لاغری نے اسے یہان تک نہ رکھا
کیا چڑھیگا تری میرا تن زار آنکھون مین

۱۷۷

سیر گلشن مین خلش بے رخ دلدار ہے ضو
گل کھٹکتے ہین بس اب صورت خار آنکھون مین

۹

آنکھ پتھرائی ہے جوش انتظار یار مین
حیرت آئینہ ہی اپنے دیدۂ بیدار مین

بند ہین آنکھین ہی وقت نزع اور شک مسیح
دیکھنے کی ہی نہین طاقت بیمار مین

عمر بھر عاشق گلا رکھوا کے تلوار پر
تیرے ای قاتل فراق ابروی خمدار مین

سر ہزارون کٹ گئے اک جنبش ابرو مین آج
یہ کہان جو ہر ہی ای قاتل تری تلوار مین

بہر کسب نور جھک جاتا ہی جہر و مہ کا سر
دیدنی طلعت ہی تیرے سایۂ دیوار مین

خط نہ نکلا روئے بت پر یا الٰہی شکر ہے
ایک کانٹا ہی نہین ہی حسن کے گلزار مین

ایک ہی ای شرم کے پتلے نہ کی اپنر نظر
مر گئے بیہمات لاکھون حسرت دیدار مین

ہی جمال حضرت یوسف کی ارزانی بہت
ای سراپا نور تیرے حسن کے بازار مین

۱۲۹ — ۹

سب شریک بزم عشرت ہین مگر محروم مین
داخلہ ضو کا نہین اُس یار کے دربار مین

ای سلف یار محو ہون تیرے خیال مین — پیچیدہ جان و دل ہین مرے بال بال مین
ہی طاق بیت ابروی جانان کمال مین — روشن ہی نقص مصرع سست ہلال مین
ہو جائین کسطرح نہ ہزارون کے دل شکار — ہی طرز دام و دانہ ترے زلف و خال مین
رکتا ہون دیکھکر عدم وسعت جواب — مانع دہان تنگ ہی عرض سوال مین
کیونکر رہون نہ کثرت گریہ سے آب آب — حاصل ہے آبرو عرق انفعال مین
ملتا ہی بوسہ لب رنگین کا ذایقہ — ہی میرے دلکی جان تمہارے اوگال مین
یاقوت و لعل ہو نہین سکتے ہین سرخرو — حیران ہون ترا تدن ترے لب کے مثال مین
او سیمین کہان یہ عشوہ و انداز و ناز ہین — بات اونکی آنکھہ کی نہین چشم غزال مین

۱۸۰ — ۹

چڑیا کے طرح ای مرے صیاد جعلساز
دل ضو کا پھس گیا تری انگیا کی جال مین

تمہاری بزم کی سیر اور انجمن مین نہین — یہ لطف ای گل رعنا کسی چمن مین نہین
اثر بجا ئیگا کیون عرض مدعا کا منہ — جگہہ سخن کی ترے تنگی دہن مین نہین
وفور ضعف سے طاقت جواب دیتی ہی — ترے فراق سے کچھہ حال میرے تن مین نہین

بیخود ہر طرح مرض ہجر مین ہوے
طالب ہین ہم غذا کے نہ خواہان دوا کے ہین

شاید ملا ہوا ہی شہیدون کا خون آج
جلوے کچھہ اور ہاتھ نہین رنگ حنا کے ہین

انکھین ملاتے ہی نہین نہ آسمان سے
پردے کچھہ اور یار کے خلوت سرا کے ہین

چڑھتے نہین ہین آنکھون مین اک لخت گرگ گل
جلوے نظر فروز تمہاری قبا کے ہین

تکڑے ہوے ہین حضرت یوسف سے اہل مصر
سو جان سے مشتری تری حسن و صفا کے ہین

سینے مین صبح و شام تپان ہین دل و جگر
کشتے یہہ میری جان ترے ناز و ادا کے ہین

لاکھون کی جان لیتی ہی اوکی نگاہ ناز
انکھون مین صبح و شام اشارے قضا کے ہین

لانا کبھی کبھی تو ادھر بوے زلف یار
مدت سے ملتجی یہی باد صبا کے ہین

۱۸۷ ۹
آنکھون مین حرف حرف سے آتی ہی روشنی
ای ضو تمہارے شعر مین جلوے ضیا کے ہین

کس روز چشم و دل کو تری جستجو نہین
کس دم زبان و لب پہ تری گفتگو نہین

کیا بات تیری ای در دندان بحر حسن
آگے ترے گہر کو ذری آبرو نہین

مرتا نہین یہان کوئی خالی زبان پر
مدراس کا یہ شہر ہی کچھہ لکھنؤ نہین

کیون قتل سے وہ میرے کر جائینگے بھلا
دامن سے کیا لگا ہوا میرا لہو نہین

بیخود ہوا مین گو دسے میرے جو تو گیا
مین آپ مین رہونگا بھلا کب جو تو نہین

ای تیغ یار پیاس بجھانا ضرور ہے
مدت ہوئی کہ تر مرا ہی گلو نہین

تیغ نگاہ ناز کے زخمون مین چور ہے
جو زخم میرے سینہ مین جائے رفو نہین

گل کو مثال اوسکے تن نازنین سے کیا
ہے ہے یہ اوسمین رنگ نہین اور یہ بو نہین

۱۸۸

اے ضو تمہاری باتو کی کیا بات واہ واہ
ایسی کسیکے منہ مین تو خوش گفتگو نہین

۹

نام کو تاب تو ان ہجر ستمگر مین نہین
جان باقی میرے ہی ہی دل مضطر مین نہین

ایکدن ہی نکیا یار نے سہوًا مجھے یاد
نام مجھ زار کا اوس شوخ کے دفتر مین نہین

عاشق زار کے دل سے یہ کنارا نہین خوب
دل لگی خاص یہ کس وجہ ترے گھر مین نہین

عشق و ندا نین گہر ریز ہین آنکھین میری
آبرو یہ صدف بحر کے گوہر مین نہین

طلعت خال رخ یار کی خجلت ہی یہ کچھہ
آج شوخی نظر دیدۂ اختر مین نہین

ہاے بے یار ہی کیا بزم طرب مین اندھیر
نور ہی آج ذرا دیدۂ ساغر مین نہین

مطمئن ہین ترے فردا پہ ہم ای وعدہ خلاف
منہ سے زنہار نہ کہنا کبھی محشر مین نہین

ترے قربان سبکدوش مجھے کر قاتل
طاقت بارکشی کچھہ تن لاغر مین نہین

۱۸۹

آب و رنگ رخ دلدار سے کچھہ اور ہی ضو
گال کی اوسکی کوئی بات گل تر مین نہین

۷

ہوتے ہین اگر فرشتے داخل بزم طرب
زہرہ پوشیدہ ہی اُسکے پردۂ ساز مین

رنگ جم جاتا ہی کیا طرز جفا و جور کا
پھول یہ کہلتے ہین ترے گلستان ناز مین

وجہ رسوائی ہے میرا گریۂ بے اختیار
ہوگیا مجبور آنکھون سے مین ضبط راز مین

ہیبت صیاد نے رکھا ہی پابند قفس
دخل تنگی کا ہی میرے وسعت پرواز مین

دیدنی ہین مہر تابان کی کرن کے تار و پود
ہی چمک کچھ اور اسکے فرش نیلا انداز مین

۱۸۴

کرلیا ہی دل کو ضو کے اوسکی آنکھون نے شکار
طائر وحشی ہی میرا چنگل شہباز مین

۹

ہجر مین دید کے نظارے کیا کرتے ہین
اونکی آنکھین مری نظرون مین پھرا کرتے ہین

یا خدا وصل جو دشوار ہو ہوجائے وصال
ہم ہی اپنے لئے تجھسے یہ دعا کرتے ہین

میرا پہچانا نہ چہرا ئینگے کبھی تجھسے رقیب
دیکھین کیون نور سے سایہ کو جدا کرتے ہین

لب ہلا کرتے ہین شکر ستم قاتل مین
ہم تہ تیغ ہی کب اوسکا گلا کرتے ہین

کسطرح کٹتی ہی کیا کہئے ترے ہجر کی شب
تارے عاشق ترے ای چاند گنا کرتے ہین

کمر و لب کے تصور مین تمہارے عاشق
جی کے مرجاتے ہین اور مرکے جیا کرتے ہین

ہی ادہر زلف سیہ اور ادہر روئے منیر
دل و جان اُنکی کشاکش مین رہا کرتے ہین

گرم ہوجاتی ہی اوسی شمع کی جب بزم نشاط
ہم ہی پروانہ کے مانند جلا کرتے ہین

۱۸۵

تو بہ یہہ منہہ مرا اے ضو او سے بیجا بولون
مجھسے جو ظلم وہ کرتے ہین بجا کرتے ہین

۱۰

بیڑیون کا غل ہے پہلے سے دو چند اندنون
تیرے دیوانون سے ہین معمور زندان اندنون

عاشقون کے جان پر کیا جانون کیا آئی بلا
الجھی رہتی ہی تری زلف پریشان اندنون

فرق آتا ہی نہین کچھہ جنبش ابرو مین آج
ہر طرف چلتی ہی تیری تیغ برّان اندنون

جسم پر باقی نہین جوش جنون مین ایکتار
دھجیان ہین میرے دامان و گریبان اندنون

دشت وحشت مین قدم رنجہ کرای جوش جنون
سر اٹھائے ہین بہت خار مغیلان اندنون

دیکھہ کر منہہ اوسکا آئینہ کو سکتہ ہو گیا
روبرو ے یار حیرانی ہی حیران اندنون

ہر سر مو سے ہین روشن شعلہ ہای نور ہجر
پانون تک سر سے ہو نمین سرو چراغان اندنون

تنگ کر ڈالا ہجوم حسرت و ارمان نے
جمع میرے خانۂ دلمین ہین مہمان اندنون

معجز نے دکھلا رہا ہی عشق زلف و روے یار
ایکجا ہین متفق ہندو مسلمان اندنون

۱۸۶

۱۱

آفرین بے ساختہ کہتے ہین سب اہل سخن
دیکھہ لیتے ہین جو ای ضو تیرا دیوان اندنون

چرچے ہر ایک جا ترے زلف رسا کے ہین
نظارے پیچ و تاب کے جلوے بلا کے ہین

کہتے ہین آسمان پہ ہی حضرت مسیح
قائل تمہارے کوچہ کی خاک شفا کے ہین

تمہارے عشق مین ہون مرکے یہ معدوم
کہ لاش میری کفن مین ہی اور کفن مین نہین

اوڑہائین دشت جنون نے یہ دہجیان جیہات
کہ نام کو بہی کوئی تار پیرہن مین نہین

نسیم صبح سے ثابت ہی خوش دماغون پر
تمہاری زلف کی بو نافۂ ختن مین نہین

مری زبان اور اوس تنگی دہن کی بات
سخن زبان مین نہین اور زبان دہن مین نہین

تمہاری انکہون کو کہتے ہین دیکھہ دیکھہ کے لوگ
اشارے یہ نہین یہ شوخیان ہرن مین نہین

۱۸۱

ضو

ہی دائمی دل پر داغ کی بہار اے
خزان کا دخل کسیدن مرے چمن مین نہین

۹

ہی نظر مین بت عیار کے پیارے آنکہین
مہر و مہ پر نہین پڑہتے ہین ہماری آنکہین

نہ بچینگے کبہی میرے جگر و دل ہیہات
تیغ ہی ابروے سفاک کٹاری آنکہین

ہی دماغ اور ہی کچہہ آہوئے صحرائی کا
چلکے دکھلا دو ذرا آج تمہاری آنکہین

اوسکی ہم چشم بنے یہ ترا دین نرگس
مین ہی دیکہون گا تری مجہکو دکھاری آنکہین

سر جہکائے ہوئے یہ حور پری کہتے ہین
لاکھہ آنکہون پہ ہین جانان تری بہاری آنکہین

میرے آنکہون مین مہ و مہر سماتے ہی نہین
جبسے دیکہی ہی ضیا خیز تمہاری آنکہین

ای یم حسن ترے ہجر مین مانند سحاب
کرتے ہین آٹھہ پہر گریہ و زاری آنکہین

جبسے آیا نہ نظر عارض روشن تیرا
ہو گئے نور نظر سے مرے عاری آنکہین

۱۸۲ — ۹

انکھہ ہے اونکی نہین ملتی کوئی انکھہ ای صنو
میرے آنکہونکی قسم دیکھی ہین ساری انکہین

مبتلائے صدمۂ ہجر ستم ایجاد ہین
چشم و دل و زلف و مژگان صرف گریہ و فریاد ہین

طائران قدس ہین اس دام مشکین کے اسیر
پای بند زلف پیچان بسر آزاد ہین

اونکے قدمون نے بڑہادی عشرت سیر چمن
سنبل و گل آج کیا صرف مبارک باد ہین

برچھیان چلتی ہین جب پھرتے ہین انکہین تیر تیر
مجھکو ای ظالم ترے یہ ترچھی نگاہین یاد ہین

صورت انسان بے ہی قدرت حق جلوہ گر
مظہر جامع ہین ہم آئینۂ ایجاد ہین

دیدنی ہی اتفاق اختلاف حسن و عشق
مین ادہر نا شاد رہتا ہون اودہر وہ دلشاد ہین

توام عاشق ہین آہ و نالہ و حرمان و یاس
راتدن عیش و طرب معشوق کے ہمزاد ہین

فصل گل مین بلبل نالان کی قسمت دیکھئے
باغبان قابو مین ہی ہر گوشہ مین صیاد ہین

۱۸۳ — ۹

جمع ہین ناز و ادا و عشوہ و انداز ضو
ایک میرے دلکو یہہ گہیرے ہوے جلاد ہین

انتہائے حسن ہی اس شوخ کے اعجاز مین
ہوگیا کامل الٰہی سے نازمین انداز مین

مردے جی جاتے ہین ہوتی ہی مریضونکو شفا
ہی قسم عیسیٰ کی باتین سب تری آواز مین

ہجر مین ہی صبر بے صبر اور بے چینی مین چین
حال کچھہ باقی نہین اپنے کسی دمساز مین

پھول مہندی کے نہیں اوس پیارے ہاتھہ مین
ماہ کامل کے چمکتے ہین ستارے ہاتھہ مین

اسکو جو چاہو کرو ای جان مختار رہو
راتدن ہی یہ دل نالان تمہارے ہاتھہ مین

روز محشر اُس سے لینگے گواہی قتل کی
کیا نہین ہی دامن پر خون ہمارے ہاتھہ مین

بار خنجر اوٹھہ نہین سکتا وہ نازک ہی بہت
دیکھئے لرزہ ہی کیا قاتل کے سارے ہاتھہ مین

دیکھہ کر کہتا ہی وہ بے رحم مجھہ کو مجوید
آسمان کے کیا ترے آئینگے تارے ہاتھہ مین

رنگ نے مہیندی کے اِن روزون کہلائے ہین وہ گل
ہین میسر صحن گلشن کے نظارے ہاتھہ مین

۱۹۰ دست بوسی نے بڑہایا رتبۂ ضو عید مین
بعد مدت آگئے ہاتھہ اوسکے ہارے ہاتھہ مین ۹

قربان آمد آمد ہنگام عید ہون
یعنے کسیکی تیغ نگہہ کا شہید ہون

بنتی ہی بات پیچ مین زلف سیاہ کے
ہر دم خیال رخ سے ترے مستفید ہون

معلوم کچھہ نہین رہ و رسم طریق عشق
تہراتے ہین قدم کہ ابھی مین جدید ہون

آئینہ کہہ رہا ہی یہ اوس مہ کے روبرو
دنرات رہن جلوۂ بخت سعید ہون

ڈرتا نہین ہجوم الم مین کسیطرح
ہر لحظہ گرم نعرۂ ہل من مزید ہون

نزدیک دل سے دور ہون اوسکی نظر سے ہائے
آوارۂ خیال قریب و بعید ہون

بندہ ہون ترے رنگ طلائی کا راتدن
ای سیمبر مین جاؤن کہان زر خرید ہون

آٹھون پہر ہون رہن خیال میان یار — آوے گا کسطرح مین نظر نا پدید ہون

۱۹۱ — ۹

اے ضو لگا ہے منہ سے پیالہ شراب کا
مین جان و دل سے پیر مغان کا مرید ہون

ہی خیال رخ و زلف بت رعنا دلمین — یعنے کعبہ مرے دل مین ہی کلیسا دل مین
گوشہ گوشے مین یہ اک دہوم مچا رکہتے ہین — حسرتون کا ہی شب و روز تماشا دل مین
آمد و رفت نفس کی نہین وسعت باقی — بھر گئی ہائے غضب خواہش دنیا دلمین
رات دن حسرت دیدار مین رہتا ہون نہان — چٹکیان لیتی ہی آ آ کے تمنا دل مین
بوسہ لون تجہہ سے لپٹ کر تیرے قربان ہون — تو جو مل جائے تو ارمان ہین کیا کیا دل مین
نہین آسان ستم عشق بتان طناز — کچہہ نہ کچہہ ہائے کرین صبر تو پیدا دلمین
معجزہ اس لب جان بخش کا اللہ اللہ — ہوتے ہین دیکہہ کے شرمندہ مسیحا دلمین
ماجرا جسے مری آنکہون کا ہی پیش نظر — ابر تر کے بھی سماتا نہین دریا دلمین

۱۹۲ — ۹

خوب آوارہ پہرا کرتی ہے امید وصال
دیدنی ضو ہے یہ ویرانی صحرا دل مین

کیا جوش پر بہار گلستان ہے اندنون — ہر گل ہوائے عیش سے خندان ہی اندنون
آئی ہی فصل گل ہی و چندان جنون کا جوش — دیوانون سے بہرا ہوا زندان ہی اندنون

فتنے خبگار ہاہی غم عشق قد یار
ہر روز شور حشر نمایان ہی اندنون

آئین جوش وسعت سودا تو دیکھئے
ہاتھون سے میرے تنگ گریبان ہی اندنون

بڑہ کر قدم رسائی قسمت کے چوم لون
ہاتھون مین میرے یار کا دامان ہی اندنون

بوسے نے لب کے زندگی جاوید کر دیا
حاصل نشاط چشمہ حیوان ہی اندنون

شاید کسی رقیب سے اولجہا ہوا ہی دل
یہ بے سبب نہ زلف پریشان ہی اندنون

تیر مژہ سے خنجر ابرو ہی متفق
تیار میرے قتل کا سامان ہی اندنون

۱۹۳ — ۹

اے ضو کب امتیاز شب و روز ہی مجھے
پیش نظر وہ مہر درخشان ہی اندنون

عاشق زلف و روے جانان ہون
رات دن جان و دل سے قربان ہون

دیکھ لے اپنی زلف پیچان کو
مین بہی اوسکی طرح پریشان ہون

جیسے دیکہی ہی برق خندہ یار
ہائے مانند ابر گریان ہون

تلخ ہے مجھ سے بزم عیش اوسکی
عید کا دن وہ اور مین باران ہون

آکے ہر روز مجھ سے ہر غم نو
کہتا ہی ترے دل کا مہمان ہون

دہن کبہی رخ کی گہ خیال زلف
کبہی کافر کبہی مسلمان ہون

چپ رہون تیری گالیان سنکر
کیا غضب ہی مین آخر انسان ہون

نہ چھٹا مجھ سے بیکسی کا ساتھ | مین رفاقت پہ اوسکے نازان ہون

۱۹۴ | دیکھکر عکس روئے یار اے ضو | ۱۲

شکل آئینہ مین ہی حیران ہون

ردیف واو

کیا ستاتا ہی تڑپ کر دل بیخو مجھ کو | ہجر مین چین نہین ہی کسی پہلو مجھکو

جوش حیرت نے کہین کا نہ رکھا ہائے غضب | نظر آیا جو وہ آئینۂ زانو مجھکو

اونکے آنکھون کو لگاؤن ترے تشبیہ سے عیب | نہین منظور یہ اے دیدۂ آہو مجھکو

دیکھہ کر شوق مین سجدے کے جھکا جاتا ہی سر | طاق کعبہ ہے ترے شوق کا ابرو مجھکو

خاک سے صورت سایہ نہین اٹھہ سکتا ہائے | ہی یہ آسیب غم ہجر پہ یہ دو مجھکو

سر بکف قتل کے ارمان مین پھرتا ہون مین | یاد آتا ہی جو وہ خنجر ابرو مجھکو

دیکھہ کر اس دل صد چاک کو رو دیتا ہون | رحم دیتا ہی تری شانۂ گیسو مجھکو

جوش عشق قد جانان نے کیا خشت بپا | سرو کوئی نظر آیا جو لب جو مجھکو

بیوفائی کا گلہ یار سے مین نے جو کیا | صاف کہتا ہی وفا کی نہین کچھہ خو تجھکو

نافۂ آہوئے چین سے نہین تسکین دماغ | جان دیتی ہی تری زلف کی خوشبو مجھکو

تو وہ ہے شرم کا پتلا ترے آگے ہرگز | شوخ آتا ہے نظر یار لجا لو مجھکو

۱۹۵ — ضو

ضو کی کچھہ اور ہی ہو جائیگی عالم مین ضیا
کرے منظور جو اے مہر لقا تو مجھکو

جوبن سے فزون حسن قدر شک قمر ہو
بڑہ جاے مزا سرو مین پیدا جو ثمر ہو

کب تک نہ ہلے دل بت سفاک کا اے عشق
مین آہ کرون اور نہ کچھہ اوسکو اثر ہو

جائیگی سیاہی تری کب ای شب ہجران
اک روز تو وصل بت رعنا کی سحر ہو

پسپا نہین ای بت تری طاعت سے مین ہرگز
منظور ہے مجھکو جو تری پیش نظر ہو

ٹھوکر سے سرافراز کرم کیجئے صاحب
تربت پہ گر اس عاشق بیکس کی گذر ہو

دریا دلی ابر کی کھل جائیگی قلعی
کچھہ بڑہ کے مقابل جو مرا دیدۂ تر ہو

ہین کوہ و بیابان مرے پاوں سے ممتنع
ای کوہکن و قیس کہو آج کدھر ہو

خود رفتہ ہون آوارگی ہجر بتان مین
اے صبح وطن ہمنفس شام سفر ہو

۱۹۶ — ضو

اوس جان کے دشمن کو تو دل دے ہی چکے ضو
راضی ہین بس اب نفع ہو اس مین کہ ضرر ہو

آج کیا ٹھنڈا نہین کرتا دل بیخوار کو
کیون نہین آتا ہو کیا ابر دریا بار کو

چاہئے پرہیز چشم بد سے مہر و ماہ کی
رہنے دو پردے ہی مین اوس آتشین رخسار کو

گر گئی تصویر یوسف مصریون کی آنکھہ سے
دیکھہ گرم سرفرازی حسن روئے یار کو

جاگ اوٹھے ہر ہر قدم خوابیدہ فتنے سیکڑون — کہتے ہین رشک قیامت یار کی رفتار کو
بند ہین آنکھین لبون پر دم ہی غش طاری ہے یہ — ہوگیا کیا آج تیرے ہجر کے بیمار کو
چٹکیان لیتا ہی دلمین سر کے ٹکرانیکا شوق — ہون تڑپتا دیکھکر اُسکے در و دیوار کو
بڑھ گئی وحشت جنون مین تیرے دیوانیکی شان — میرے پابوسی کا سودا ہی سر ہر خار کو
نیند مجھکو ہوگئی شانِ خدا سونیکی کان — مین نے دیکھا گود مین اس دولتِ بیدار کو

۱۹۷ — ۹

محو ہی توصیف مین کسکے لبِ شیرین کے ضو
کہتے ہین قند مکرر سب تری گفتار کو

دل جدائی مین ہی تپان آؤ — آؤ گود مین میری جان آؤ
سیر دکھلاؤ اپنے جلوہ کی — آؤ ای رشک گلستان آؤ
کس جگہہ ہو نہین خبر مجھکو — ڈھونڈھتا ہون کہان کہان آؤ
دل یہ کہتا ہی سوی حسرت و یاس — بڑھ کے ای میرے میہمان آؤ
حشر ہو جائیگا چلو دو قدم — اُٹھو ای فتنۂ جہان آؤ
گرم جلوہ ہی اُسکا ای مہ مہر — ہی زمین رشک آسمان آؤ
جان لیتا ہی شوق نظارا — چشم بر راہ ہی جہان آؤ
دلمین فرمائے قدم رنجہ — ہی ہی آپکا مکان آؤ

۱۹۸ — ۸

صبر و آرام کے طرح بر مین ؛
بیطرح ضو ہے اب تیان آؤ

کبھی جو دیکھ لے اُس بت کے روئے خندان کو
ہنسی نہ آئیگی ہرگز گل گلستان کو

کیا مرے جگر و دل کو سر خرو اُسنے
نکالون سینے سے ظالم کے تیر خرگان کو

ملایا خاک مین خانہ خراب عشق نے کیا
جلا جلا کے مرے ہائے جسم کو جان کو

دکھا کے کہتا ہی زلف سیاہ یار کو دل
اسی نے میرے چورایا ہی نقد ایمان کو

بجھی نہ دلکی مرے آتش فراق کبھی
کروں نگار کہہ کے بہلا کیا مین چشم گریان کو

کروں نہ ترک ادب تیرے ہوتے ای لب یار
لگاؤن منہ نہ کبھی بڑہ کے آب حیوان کو

نہ دیکھ غور سے ای آفتاب حشن ادہر
نظر لگے نہ کہین میرے داغ سوزان کو

۱۹۹ — ۹

کسی کی کان کی بجلی نے کر دیا ای ضو
چمک چمک کے خجل آج برق تابان کو

زلف دیکھین دکھاؤگے کسکو
دام مین آج لاؤگے کسکو

یون جو بگڑے ہو بیطرح مجھسے
عاشق اپنا بناؤگے کسکو

مجھ سے میدان جو ہوویگا خالی
تیغ ابرو لگاؤگے کسکو

آج بیٹھا ہون مثل نقش قدم
در سے اپنے اُٹھاؤگے کسکو

میرا مرنا اگر گوارا ہے — سخت باتین سناؤگے کسکو
مجھہ سوا اور معرکے مین آج — کہئے تو آزماؤگے کسکو
ذرہ وہر مین تمہین تم ہو — کہئے پھر اور پاؤگے کسکو
بیدلی میرے دل سے جان جہان — رنج دوگے ستاؤگے کسکو

۲۰۰ — فحط اہل سخن کا ہی ای ضو — ۱۱
اپنا دیوان بتاؤگے کسکو

یہی کہتے ہین اوسکے دیکھہ خال زیر ابرو کو — جگہہ کیا ملگئی طاق حرم مین واہ ہندو کو
چڑہانا مہنہ یون ہر خدا زلف سیہ رو کو — سوئے قرآن بڑہانے دو نہ ہرگز ناتھہ ہندو کو
بتاتے چودہوین کا چاند ہین سب یار کے رو کو — شب مہ کہتے ہین اوس عشوہ گر کے شام گیسو کو
تڑپ کر بس جہکا دیتا ہون سر شوق شہادت مین — کبھی گر دیکھہ لیتا ہون جو اسکی تیغ ابرو کو
تمہاری ترچھی چتون سے ہی رستم کا جگر پانی — غضب ہی دیکھہ کر خود شیر ڈرتے ہین اس آہو کو
ہمین کچھہ نکہت گل کی نہین ہی ای صبا خواہش — پہنچتی ہی نہین یہ اپنے رشک گل کی خوشبو کو
بدن اوسکا نظر کی تاب سے مرجھائے جاتا ہی — میسر ہی نزاکت یہ کہان برگ لجالو کو
مقابل اس کلف آلودہ صورت سے تمہارا ہی — ذرا تیور بدل کر آج منہہ پر چاند کے تہو کو
بنا بہ دوست بیدل مجھسے ہی ہی ہجر جانا نیز — الہی دل ہی خالی چہوڑ کر جاتا ہی پہلو کو

ہی عکس قامت جانان ہمارے دیدۂ تر مین | اولٹ کر دیکھتے عاشق نہین سرو لب جو کو

۲۰۱ رہا کرتا ہے ضو کیا مبتلا آسیب الفت مین
کیا ہے اوسنے پیدا جیسے معشوق پریرو کو

ہجر جانان نے جو مہمان بنایا مجھکو | دمبدم خون جگر خوب پلایا مجھکو
اوسنے منظور نظر اپنا بنایا مجھکو | تیر گوشے سے ہی ظالم نے لگایا مجھکو
پاؤنکو دشت نوردی سے نہین چین ذرا | خوب رستہ ترے سودا نے بتایا مجھکو
عشق بیرحم نے رسوا سر بازار کیا | دیکھکر ہنستا ہی اپنا کہ پرایا مجھکو
وہ بت شوخ جو کل زیب لب بام ہوا | ہمہ تن طور کا شعلہ نظر آیا مجھکو
عارض اوس غیرت گلزار کا یاد آگیا | خندۂ گل نے گلستان مین رولایا مجھکو
کچھہ خیال مژہ یار نے سونے نہ دیا | رات بھر خار کے بستر پہ لٹایا مجھکو
بیکسی نے پس مردن بھی نکچھہ چین دیا | قبر مین ہاتھ کسی نے نہ سلایا مجھکو

۲۰۲ عشق حسن رخ سفاک نے ناگہ اے ضو
مو بمو دام مین زلفون کے پھنسایا مجھکو

آفت جان ہی بس ہجر ستمگر مجھکو | کیا ستاتا ہی ترب کر دل مضطر مجھکو
دلمین کیون میرے قدم رنجہ نہین کرتا ہائے | یار ویران نظر آتا ہے ترا گھر مجھکو

قتل سے اپنے مین جامہ مین سماتا ہی نہین
لطف دیدار ہی حاصل تہ خنجر مجھکو

تشنہ لب ہون مجھے تلچھٹ ہی فرادے ساقی
شامل بزم طرب رہنے دے دم بھر مجھکو

دیدنی جوش جنون ہی مرا اللہ اللہ
وہ صنم آپ لگانے لگا پتھر مجھکو

تو ہی خود اوڑھ کے پہنچ جاو ہان ای مہ شوق
آج عنقا نظر آتا ہی کبوتر مجھکو

مین ہون اور بہدئی آتش جان سوز فراق
آگ مین دیکھ کے جلتا ہی سمندر مجھکو

لب دریا جو کیا ذکر ترے دندان کا
دیکھ کر سیپ مین جھپ چھپ گئے گوہر مجھکو

آج کچھہ نرم ہوا اوس بت بیرحم کا دل
رو دیا دیکھ کے ای ضوتہ خنجر مجھکو

ہی ہجر بت مین موت کے آنیکی آرزو
دل مین بھری ہی جان سے جانیکی آرزو

وعدہ ہو روز حشر جو پورا تو بول اٹھون
حاصل ہے آج ایک زمانے کی آرزو

داغ جگر ہین درہم و دینار عاشقان
دل مین نہین ہی اپنے خزانے کی آرزو

قاتل ہے صبح و شام مرا سر جھکا ہوا
اللہ رے تیری تیغ کے کھانیکی آرزو

مر کر ہوے نہ دفن رہ کوے یار مین
تڑپا رہی ہی دل کو ٹھکانے کی آرزو

کم سن ابھی ہی کلام اوسے کیا بناؤ ہے
آئینہ کی ہوس ہے نہ شانیکی آرزو

ہے سیر میرے سینہ و دل سے نگاہ یار
باقی رہی نہ تیر لگانے کی آرزو

پانی کو عکس یار گلستان بنائیگا
دریا کو لے چلی ہی نہانے کی آرزو

بیٹھا ہے اوسکے کوچہ مین ضو نقش پا کی شکل
کرنا نہ ای رقیب اٹھانے کی آرزو

ہتھیار سے ترے زلف دوتا کو
منہ آنے دے نہ اس کالی بلا کو

کیا کرتے ہو بندون پر جو یون ظلم
بتو منہ کہا دکھاؤگے خدا کو

نہین ہوتی یہ منظور اجابت
بجا نون کیا ہوا میری دعا کو

چرایا ہے اسی نے میرے دل کو
پچھوڑونگا کبھی دزد حنا کو

پڑہینگے دیکھ کر کافر بھی کلمہ
ترے جانان رخ معجز نما کو

فراق یار مین آتی نہین ہائے
ہوا کیا یا خدا میری قضا کو

سگ جانان کی مینے نذر کی ہے
ملینگی ہڈیان میری ہما کو

جہکاتے ہین مہ و خورشید سر کو
زمین پر دیکھ اوسکے نقش پا کو

تڑپتا ہون خدا دکھلائے ای ضو
مزار پادشاہ انبیا کو

کردیا ہجر دل آزار نے بیکل مجھکو
راتدن مین نہین آرام ہی یک پل مجھکو

بڑہ گیا حد سے قدم جوش جنون مین یہان
شہر بے یار مگر ہوگیا جنگل مجھکو

ای صبا مثل پرکاہ تن لاغر ہے
اوسکے کوچہ مین اُڑا کر کبھی لے چل مجھکو

پتلی آنکھون مین بنا اور سویدا دل مین
اوسکی آنکھون کا نظر آیا جو کاجل مجھکو

ملگیا ترک تکلف مین تکلف کا مزا
کم دوشالہ سے نہین ہی مری کمبل مجھکو

ہدف تیر مصیبت دل ناداں ہوا
اوس کمان ابرو سے آخر یہ ملا پھل مجھکو

تاب ہی اور ہی کچھ ریزش چشم کی
خشک ہو جاتے ہین بس دیکھکے بادل مجھکو

صندلی رنگونکی تڑپانے لگی یاد مجھے
درد سر اور ہوا دیکھکے صندل مجھکو

جان لیتا ہے ترا وعدہ فردا ضو کی
کم قیامت سے نہین یار یہ کل کل مجھکو

پتلے ہو نور کے ہمہ تن شمع طور ہو
کیا بات آپکی نہ پری ہو نہ حور ہو

عشق ذقن مین چشمہ حیوان سے دور ہو
حاضر کبھی جو خضر تمہارے حضور ہو

دونون جگہہ حضور ہی کے جلوہ گاہ ہین
آنکھون مین میرے نور ہو دلمین سرور ہو

بڑھ بڑھ کے تیغ ابرو تیر مژہ لگاؤ
حاضر ہون مین اگر کوئی مجھہ سے قصور ہو

گھٹ گھٹ کے عشق خط مین ترے مرگیا ہون مین
لازم ہے میرے قبر کو سوراخ مور ہو

گھبرا رہا ہے وعدۂ فردا سے دل مرا
ای بت کہین یہ روز نہ روز نشور ہو

کیفیت آج اور ہی ہے چشم مست کی
بیحد شراب حسن کے نشہ مین چور ہو

لگتی ہے اوس جوان کو نظر مہر و ماہ کی | ای آسمان پیر تری آنکھ کور ہو

ای ضو ہے عاجزی صفت خاص بندگی
تجھکو قسم خدا کی نہ صرف غرور ہو

دل یہ کہتا ہی کہ گودی مین سلاؤن تجھکو | ای کلیجے مرے سینے سے لگاؤن تجھکو
سیر گلزار جو منظور ہوا ی آفت جان | چمن زخم جگر آج دکھاؤن تجھکو
نہین ملتا ہی پتا ارض و سما مین تیرا | آپ اپنے ہی مین بہتر ہے کہ پاؤن تجھکو
کہشکا دمزات رقیبون کا لگا رہتا ہی | کیا غضب ہی کہ نہ آؤن نہ بلاؤن تجھکو
ایک دن اس بت خورشید لقا سے ملکر | خوب ای طالع خفتہ مین جگاؤن تجھکو
کیا حقیقت ہی تری شمع کی ای پروانہ | آگے اس یار کے جل جل کے جلاؤن تجھکو
مین تصدق ترے کیون روٹھ گیا ہی مجھسے | پاؤن پڑہ پڑہ کے سر دست مناؤن تجھکو
ایک دن کلبۂ مسکین مین قدم رنجہ کر | میرے سر پر میری آنکھون پہ بٹھاؤن تجھکو

ضو کو رسوائے جہان کر دیا بے ضبطی نے
ای غم یار کہان جا کے چھپاؤن تجھکو

کیون دیکھتے نہین مرے حال سقیم کو | چہوڑا یہ کس پہ کشتۂ امید و بیم کو
رضوان ہم کو کوچۂ جانان سے کام ہے | بس چاہیے نہین ترے باغ نعیم کو

لیتی نہین خبر یہ ہمارے دماغ کی
کیا ہوگیا یہ تری گلے کی شمیم کو

چلتی ہے اوس گلی پہ مری آہ سرد کی
آنے نہ دونگا اپنے چمن مین نسیم کو

اُس سے نہ یہ مرا مرض عشق جائیگا
ہمدم کرینگے لاکے بھلا کیا حکیم کو

جلوہ فزا ہین اب وہ لب بام دیکھئے
مژدہ ہی برق طور کا چشم کلیم کو

یون جوش پر ہو گر عرق انفعال جرم
دریا بجھا بجھا کے بناؤن جحیم کو

چل پھر کے کوہ و دشت مین جون قیس کو کبھی
چھوڑین نہ اے جنون ترے طرز قدیم کو

بگڑے ہوے ہو کیون طلب بوسہ پر مرے
غصہ سوال پر نہین آتا کریم کو

ٹھوکر لگا ئینگے جو سر قبر وہ کبھی
زندہ کرینگے میرے عظام رمیم کو

لوٹا غم فراق نے صبر و قرار ضو
ڈرتا ہے دیکھ دیکھ کے دل اس غنیم کو

دکھا دو صورت رعنا جگر فگارون کو
ملے قرار کسی روز بیقرارون کو

بہار ہے مرے رونیکی بزم ساقی مین
پسند موسم بارش ہی بادہ خوارونکو

ہی وقت سر چڑھاتے ہین دار پر دیکھو
تمہارے زلف کے پیارے گنہگارونکو

رہیگا شہر خموشان مین گرم عرصہ حشر
لگا ئینگے کبھی ٹھوکر جو وہ مزارون کو

زمین پہ دیکھتے ہین کھول کھول کر آنکھین
تمہاری دید کا یہ شوق ہی ستارونکو

بغل مین داب کے دستار اپنی بھاگ گیا
مزہ مین دیکھکے ناصح شراب خوارون کو

تڑپ تڑپ کے قیامت کا غل مچاتے ہین
غضب ہی وعدۂ فردا امیدوارون کو

بڑا ہی گردش گردون دون کا یہ اندھیر
ملایا خاک مین کیا کیا نہ ماہ پارون کو

نصیب خار الم کے سوا نہین اے ضو
کروگے دیکھکے کیا ہاے گلعذارون کو

سنکے کہتے ہین مری فریاد کو
کیا ہوا اس خانمان برباد کو

فرقت جانان مین آہ گرم سے
پھونک دونگا عالم ایجاد کو

اگیا رحم اوسکو رونے پر مرے
موم مین نے کردیا فولاد کو

بس ہے خال و زلف حاجت ہی نہین
دام و دانے کی مرے صیاد کو

باغ مین یاد آگیا جب قد یار
خوب لپٹا دوڑکر شمشاد کو

کردیا ہی سخت جانی نے مری
تنگ رکھتی نہین بت جلاد کو

کیون تڑپتا ہی مرے پہلو مین آج
کیا ہوا ہی ہی دل ناشاد کو

اوسکی تصویر اور ان سے کھینچ سکے
خبط ہی یہ مانی بہزاد کو

کچھہ اثر کرتی نہین کیا کہئے ضو
ہاے اپنی آہ بے بنیاد کو

ای جان زار عاشق زلف دوتا نہو
بیٹھے بٹھائے مفت اسیر بلا نہو

ڈوبیگی آبرو ہی تیری ای دل حزین
اوس بحر حسن کا کبھی ہان آشنا نہو

قاصد کو کیا بتائیگا اسکا نشان کوئی
جسکا کہ ایک نام نہو ایک جا نہو

بیوجہ اپنے دلکو مکدر نہ کیجئے
بیکار آئینہ ہے وہ جسمین صفا نہو

اوسکے جنون کا باغ مین بڑھنے لگا قدم
ممکن نہین کہ جامۂ گل تک قبا نہو

کوئی کریگا ہائے پرستش ہتو نکی کیا
جب تک ظہور جلوۂ نور خدا نہو

بوسے کے جرم کا ہے سبب اضطراب دل
ایجان بے قصور ہون مجھہ پر خفا نہو

ای شمع تری محفل عشرت مین رات بھر
پروانہ کوئی میری طرح سے جلا نہو

ای ضو نہین پسند ہے مجھکو کلام وہ
معنے مین جسکے حسن نہو اور ضیا نہو

ہائے تڑپا تا ہی کیا دل سوزان مجھکو
چین ملتا نہین دمبھر رات مین اک آن مجھکو

یا خدا یہ نہین اوس بت کی گلی سے بہتر
ہائے منظور ہو کیا گلشن رضوان مجھکو

باغ ہی تیری جدائی مین سیہ خانہ ہی
آج کچھہ کم نہین زندان سے گلستان مجھکو

جانشین کوہکن و قیس کا مجھہ سا نہوا
دیکھہ کر جامہ سے باہر ہے بیابان مجھکو

ہون وہ لاغر کہ نہین منت حداد سے کام
ای جنون بس ہی ہی طوق گریبان مجھکو

محو ہون زلف و رخ یار کی رعنائی مین
کوئی ہندو کوئی کہتا ہی مسلمان مجھکو

قطرۂ اشک ٹپکنے لگے موتی بنکر
اگیا جب وہ خیال دُرِ دندان مجھکو

مبتلا ہون لبِ جان بخش کا اُسکے ای خضر
خوش نہین آیگا یہ چشمۂ حیوان مجھکو

ہر بن مو سے نکلتے ہین شرارے ای ضو
کر دیا عشق نے کیا سرو چراغان مجھکو

شام کر دین کبھی گیسو جو تمہارے دنکو
کیا عجب گر نظر آجائین ستارے دن کو

صدقہ ای خال رخ مہر لقا تیری طرح
کسنے دیکھے ہین چمکتے ہوے تارے دن کو

آگے آغوش مین اک روز تو ای رشک پری
کیجیے غیرت نوروز ہمارے دن کو

دیکھتے ہی نہین کیا کہئے اولٹ کر ہرگز
کبھی ای یار تری زلف کے مارے دنکو

آتش رخ سے کیا مردم آبی کو کباب
اک قیامت ہوئی دریا کے کنارے دنکو

مہر کو آتش غیرت سے جلائیگا وہ خوب
جلوہ افزا ہو لب بام جو بارے دنکو

مہروش ہو نکرو بہر خدا وعدۂ شب
کبھی آجاؤ مرے گھر مین پیارے دن کو

پھرتے ہین آنکھون مین کیا گیسوے مشکیں صنم
رات کر دیتے ہین ہر روز ہمارے دن کو

بیطرح نور دل شب سے ہین بے بہرہ ضو
لوگ منظور کیا کرتے ہین سارے دن کو

دل مرا گر ہمدم فریاد ہو
زیر و بالا عالم ایجاد ہو

حال پر میرے پگھلتے ہی نہیں
سخت دل ہم صورت فولاد ہو

مین نہین لایق کسیکے دام کا
ای اجل تو ہی مری صیاد ہو

اس قد و رخ سے ریاض دہر مین
جان من رشک گل و شمشاد ہو

فصل گل ہے باعث جوش جنون
پھر ہر اک زندان یکسون آباد ہو

میٹھی باتون مین پھراتے ہو چھری
سر مرا قربان عجب جلاد ہو

عالم فانی نہین جائے قیام
کام کیا آنے جوے بے بنیاد ہو

ایکدن تو نعمت دیدار سے
شاد کیجیے میرا دل ناشاد ہو

کیا کوئی کہنچیگا اوسکی شبیہ
بندہ مانی منفعل بہزاد ہو

فکر کیا بند تعلق کی اوسے
جو خودی کی قید سے آزاد ہو

۲۰۱۵

ہے اگر مرضی چلا دو تیغ ظلم
سر سے ضو حاضر ہے جو ارشاد ہو

۱۱

دیکھا نہین اولٹ کے کبھی روے مال کو
کیا کہئے واہ غرہ صاحب کمال کو

دلکو خیال یار نے روشن بنا دیا
بلوری کر دیا مرے جام سفال کو

تشبیہ چشم یار کی ہی مجھ سے التجا
کیا ہو گیا یہ دین شوخ غزال کو

چشم ہوس کیطرح نہین کھولتے ہین منہہ
رکھتے ہین اپنی بند زبان سوال کو

ہی آسمان پہ آج دماغ اس حقیر کا
ابرو ذرا چڑہا کے دکھا دو ہلال کو

طوطی ہی پا بگل ہی کبک دری کے ساتھہ
دیکھی سنی ہی جب سے ترے بول چال کو

آئینہ کو تمہارے نہ لگ جائے عیب زنگ
دلین جگہہ نہ دیجئے گرد ملال کو

رنگین ہی برم خلد بہی دور شراب سے
زاہد نے کیون حرام بنایا حلال کو

ناقدری زمانہ ہوئی ہائے داغ دل
خجلت زدہ ہی ماہ پہنچکر کمال کو

گلشن مین اگیا ترا بوٹا سا قد جو یاد
دیکھا مین دوڑ دوڑ کے اک اک نہال کو

۲۱۶ — ۹

دشوار ہین زمانۂ آخر کی مشکلین
ای صوبچارے بنی ذوالجلال کو

نکلے بھوین چڑہا کے جو وہ قتل عام ہو
قصہ تمام یک حرکت مین تمام ہو

ناکارہ کر دیا ہی غم ہجر نے مجھے
وہ میرے کام کا ہی جو مرنے کا کام ہو

آٹھون پہر ہے طلعت عارض جہان فروز
تم آفتاب صبح ہو اور ماہ شام ہو

مین سر بکف ہون معرکۂ قتل ہی ہی گرم
ہے لطف تیغ آپ کی گر بے نیام ہو

پر تو فگن کبہی ہو جو اوس مہر کا خیال
صبح وطن ضرور غریبون کی شام ہو

ساقی نہین جو پہیر یہ قسمت کا اور کیا
یون مجہہ سے دور دور ترا دور جام ہو

کرتے ہین مہر و ماہ فلک پیروئی نماز
تم ہی مگر حسینون کے پیارے امام ہو

مدنظر ہو حلقہ بگوشی کا افتخار
موتی جو اونکے دانت کو دیکھے غلام ہو

۲۱۷ ۹

اے ضو دیار ہند مین کب تک رہیگا بند
چھوڑان بتون کو عازم بیت الحرام ہو

گلستان اثر تیر نظر کو دیکھو
دیکھو میرے دل زخمی کو جگر کو دیکھو

وقت آخر ہے لبون پر ہی دم آنکھون مین ہی جان
ایصنم مرتا ہون للہ ادہر کو دیکھو

نظر آجائیگا اقلیم عدم کا رستہ
کھول کر آنکھ ذرا اونکے کمر کو دیکھو

پر فرشتون کے جلے آگ لگی گردون کو
مری آہ شرارفشان کے اثر کو دیکھو

کسلئے دل مین قدم رنجہ نہین فرماتے
کتنا ویران ہی ذرا آپ کے گھر کو دیکھو

تو تسلی ہی نہین آنسو کا غم ہجر مین یار
ہمدمو حوصلہ دیدۂ تر کو دیکھو

کہہ رہے ہین یہ دو رخسار ضیا خیز اوسکے
جلوۂ ہمدمی شمس و قمر کو دیکھو

آنکھ ہر ایک سے زنہار ملاتا ہی نہین
کسقدر شوخ ہی اوس روزن در کو دیکھو

۲۱۸ ۹

دیکھکر اوسکو لب بام ہی کہتے ہین ضو
فلک حسن کے خورشید سحر کو دیکھو

عیسیٰ سے مری کب طبیعت لگی دوا ہو
صحت مرض عشق کو تدبیر سے کیا ہو

مرنا غم دلدار مین جینے سے ہے بہتر
ای جان حزین جلد ہم آغوش قضا ہو

بندہ نہین شایان غرور ای دل نادان
مین کہکے کبھی ہائے نہ مردود خدا ہو

خالی غرض و بے غرضی سے ہین خدا دوست
دشمن کو بھی کہتے ہین ہی تیرا بھلا ہو

اک عمر سے مشتاق شہادت ہون کرم کر
قاتل ترے قربان تہ شمشیر گلا ہو

منظور ہو گر معرفت اوس بت کی مگر کی
ای دل بخدا عازم اقلیم فنا ہو

دل کر دیا برباد غم دشمن جان نے
ایجان نکل اب جسم سے چل تو بھی ہوا ہو

قاتل تری طاعت سے پھر ائینگے نہ ہم پھر
ہی شوق کہ سجدہ تہ شمشیر ادا ہو

۲۱۹ ای شوخ ہون رہن طپش حسرت دیدار
۹ ضو کے بھی طرف اک نظر ہوش ربا ہو

یک جہان کو ہدف تیر ادا کرتے ہو
طرفۃ العین مین تم کار قضا کرتے ہو

کیا کہون مین دم رفتار کہ کیا کرتے ہو
فتنے جاگ اٹھتے ہین اک حشر بپا کرتے ہو

ہجر مین ہی نہین محرم نظارہ صد شکر
راتون تم مری آنکھون مین پھرا کرتے ہو

دل مین ہی حضرت عیسی سے یہ بڑھکر پوچھون
مرض عشق کی کچھہ تم بھی دوا کرتے ہو

آپ اپنے سے مین باہر ہون تہ تیغ ستم
ہائے تم میرے تڑپنے کا گلا کرتے ہو

تم ستمگار زمانہ ہو ستم دوست ہو نہین
کیا عجب گر مرے جینے کی دوا کرتے ہو

واہ رے اوج کرا اوڑتے ہی ہما ہوتا ہی
جانور جو کوئی صدقے مین رہا کرتے ہو

کیا کرے کرکے بھلا عاشق بیدل نالے
کب کسیکی کبھی فریاد سنا کرتے ہو

۲۲۰ صندلی رنگو کو اچھا نہین دل دینا ضو ۱۱
درد سر کیون یہ بھلا مول لیا کرتے ہو

کیا ہی تڑپا تا ہی دنرات مرا دل مجھکو
بیقراری ہی ہوئی عشق مین حاصل مجھکو

چین کیا آئیگا ظالم کو بھلا اسکے بغیر
دیکھون کیا جان کے دیتا ہی مرا دل مجھکو

مو بمو زلف کے پیچون مین پھنسا رہتا ہی
دل ناداں کا چھڑانا ہوا مشکل مجھکو

راتدن صورت گردون ہون فقط چکر مین
نظر آتی ہی نہین صورت منزل مجھکو

آج صد شکر کہ میدان مین چمکے ہر دم
مطمئن کرتا ہی کیا خنجر قاتل مجھکو

سرخروئی حیات ابدی حاصل ہو
گر کرے اپنے شہیدون مین تو شامل مجھکو

قبر مجنون پہ چڑہاؤن کوئی زنجیر ضرور
نظر آئے وہ اگر زینت محمل مجھکو

کیا نہین میرے تڑپنے کا تماشا کرتے
ہائے جاتے ہو کہان چھوڑ کے بسمل مجھکو

آج بے یار چمن مین نہ لگا دل میرا
رنج دیتا ہی رہا شور عنادل مجھکو

عاشق زلف کو بس بال کی بیڑی حداد
نہین درکار یہ کچھہ طوق و سلاسل مجھکو

لی نہین ہیرہ جبینون نے فرشتونکی خبر
ای فلک یاد ہی حال چہ بابل مجھکو

۲۲۱ دل کی دلمین رہی ارمان نہ نکلی اے ضو ۱۱
کیا شب وصل کشاکش کی ہی مشکل مجھکو

وہ جو شوق باغ و بہار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو عزم سیر و شکار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نظارۂ گل و گلستان فی ہجوم جلسۂ میکشان
یہی ساتھ سینہ فگار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ شب طرب وہ سحر کہان وہ کرم ترا وہ نظر کہان
کبھی بے مرے نہ قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ تمہاری صحبت جان فزا وہ تمہاری طلعت خوشنما
مین ہمیشہ تم سے دوچار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بہار کاکل عنبرین وہ نگار عارض دلنشین
مین مدام تم پہ نثار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی مجھپہ ہوتے رہے خفا کبھی منہ کو اپنے پھرا لیا
مرا مبتلا دل زار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی خوش تھے مجھہ سے خفا کبھی کبھی ظلم مجھہ پہ عطا کبھی
بس اسی پہ دار و مدار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی تیغ عشق تھی جان ستان کبھی تیر غمزہ خونچکان
دل و سینہ سے مرے پار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی میرے سینہ سے لگ گئے کبھی مجھہ سے ہو کے الگ گئے
عجب اضطرار یہ یار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

۲۲۲ ۸

جو بلاؤن مین رہا مبتلا جسے کہتے تھے ستم آشنا
وہی ضو مین عاشق زار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سرشک چشم سے اپنے دبا دون ابر باران کو
جلا دون شعلۂ آہ رسا سے برق سوزان کو

نہ دیکھون مین اٹھا کر آنکھہ ہرگز حور و غلمان کو
جہنم ہو اگر بے یار جاؤن باغ رضوان کو

جلاتے ہو اگر تم بجلیان دکھلا کے بجلی کو
تڑپ جاتا ہی سنکر رعد میرے شور افغان کو

خطا تشبیہ ہی مشک ختن سے خال کی تیرے
لب نگین سے کچھہ نسبت نہین لعل بدخشان کو

قیامت اوسکی قامت سے لب جو ہوتی ہی قائم
تڑپتے دیکھہ کر ہین سرو گلشن قد جانان کو

قدم سے ہو گئی آباد میرے وادی وحشت
دلائی یاد قیس و کوہکن کوہ و بیابان کو

قدم رکھنے لگے مجھہ ناتوان کے ہر قدم سر پر
رہا یہ پاس عزت دشت مین خار مغیلان کو

۲۲۳ — ۹

فرشتون پر شرف حاصل ہے مشت خاک کو ای ضو
فضیلت عشق کی حق نے عطا کی نوع انسان کو

ردیف ہا

بازار دہر ہے فلک فتنہ گر کے ہاتھ — نفع و ضرر ہے گردش شام و سحر کے ہاتھ
ہی ہی مریض عشق کو عیسیٰ سے کیا غرض — لوگو دوا ہے میری بت چارہ گر کے ہاتھ
مانند مہر و ماہ چمکتے ہین رات دن — کیا چشمۂ ضیا ہین مرے سیم بر کے ہاتھ
کرتا ہی مجھکو فرقت جانان مین سرخرو — سب آبرو ہی گریہ کی خون جگر کے ہاتھ
شاید وہ آج آئیگا گل گشت باغ کو — بہر نثار رکھتے ہین زر پھول بھر کے ہاتھ
سامان قتل مین نہین میرے قصور کچھ — لیکن ہی تیغ قاتل بیداد گر کے ہاتھ
کیا انفعال جرم نے میری بنائی بات — ہی آبروئے اہل نظر چشم تر کے ہاتھ
خط کا ترے جواب سروست ہی ہی — کہتا ہے کاٹ کر وہ مرے نامہ بر کے ہاتھ

۲۲۴ — ۹

مملو ہے جیب بے ہنری مدعا سے ضو
خالی ہین نقد قدر سے اہل ہنر کے ہاتھ

محو حیرت عکس رخ سے ہی سراپا آئینہ — رہ گیا ہی آگے اُسکے ہو کے سکتا آئینہ
جلوہ نے اُس بحر خوبی کے بڑہا دی آبرو — پر تو رخسار جانان سے ہی دریا آئینہ

نقش لیلیٰ ذرہ ذرہ سے رہا پیش نظر
ہوگیا کیا دیئ مجنون مین صحرا آئینہ

محوہی ابرو وچشم وخط وروئے یار مین
کر رہا ہے کیا گلستان کا تماشا آئینہ

کردیا اسکی صفائے رخ نے کام اُسکا تمام
پانی پانی روبرو ہی آج سارا آئینہ

اسقدر رہتا ہی اُس بت کو بناوٹ سے بگاڑ
آنکھہ بھر کر بھی کبھی ہرگز نہ دیکھا آئینہ

زینت حسن وصفائے یار سے روپوش ہے
ہوگیا ہی دور مین اُس رخ کے عنقا آئینہ

چرخ کو اُس شوخ کی مشاطگی کا شوق ہے
رات دن ہے ہاتھہ مین شمس وقمر کا آئینہ

ہمدم حسن صفا ہے دیئ اہل نظر
واقعی اے ضوؔ ہی یہ ہر شعر میرا آئینہ

مہر کی دہن نے منہ تابان کی چاہ
ہے مرے دلکو رخ جانان کی چاہ

تیرے ہوتے اے گل رعنا نہین
عاشق غمخوار کو بستان کی چاہ

چاہیئے اُس یار کا کوچہ مجھے
کب ہی دل مین روضۂ رضوان کی چاہ

مجھکو مستی مین ملا دیتی ہے ہائے
یار تیرے گوشۂ دامان کی چاہ

مارنے کو میرے ہجر یار بس
ای اجل تیری نہین احسان کی چاہ

جنبش ابرو ہی کافی ہے مجھے
کب ہی اوسکی خنجر و پیکان کی چاہ

اُس پری سے ہائے امید وفا
ہوتی ہی انسان کو انسان کی چاہ

غرق ہون عشق ذقن مین یار کے
ہے مجھے کیا چشمۂ حیوان کی چاہ

ہے گدائی در جانان سے کام
عاشقون کو کب ہی عز و شان کی چاہ

بہر گیا جی دین ترے مرا
اب نہین باقی دُرِ غلطان کی چاہ

رہتی ہے اہل سخن کو واقعی
راتدن ای ضو ترے دیوان کی چاہ

اِکدن تو سوئے عاشق شوریدہ حال دیکھ
یہ اضطراب دیکھ یہ جوش ملال دیکھ

ای بدر اس کلف پہ منہہ آئیگا ترے کیا
کچھ آج آنکھہ کھول کے نقص کمال دیکھ

طلعت یہ شمع مین ہی نہ یہ لطف گل مین ہے
ای دل ہی روئے راحت جان بمثال دیکھ

ایدل سوال بوسہ پہ بگڑیگا وہ ضرور
کام آئیگی نہ جرأت امر محال دیکھ

ای یار بہون چڑہا کے اِدہر اب نظر تو کر
آج آسمان پر ہے دماغ ہلال دیکھ

ہون محو گریہ گاہ کبھی رہن آہ گرم
اے یار یون بسر ہین مرے ماہ و سال دیکھ

ای کبک اس چلن پہ یہ دعوا فضول ہے
چل آج میرے فتنۂ محشر کی چال دیکھ

پیش نظر ہے سہل بہت ابتدائے عشق
ای بوالہوس ہے سخت ترا سکا مآل دیکھ

بیتابیون سے ہے دل آئینہ آب آب
ای شوخ ترے چہرہ کی تاب جمال دیکھ

بیڑا اوٹھائیگا یہ ہزارون کے خون کا
ای تیغ میرے لعل کے منہہ کا اُگال دیکھ

ای ضو کچھ اور حالت مدراس ہو گئی
باقی نہین وہ مجمع اہل کمال دیکھہ

وعدہ مین کل کل سے اور تکرار سے کیا فائدہ
کیجئے انکار صاف اقرار سے کیا فائدہ

باغ خارستان نظر آئیگا ہجر یار مین
ہائے گلگشت گل و گلزار سے کیا فائدہ

جان بلب ہون کیون عیادت کیلئے آتا نہین
ہی شکست خاطر بیمار سے کیا فائدہ

ہوگا کیا اوسکے دہان تنگ مین دخل جواب
دل تری اس سعت گفتار سے کیا فائدہ

راتدن چشم تصور ای صنم ہی محو دید
پردہ اپنے طالب دیدار سے کیا فائدہ

شیخ جی یہ رہن می ہو نیکی گر قابل نہیز
ادعائے پاکی دستار سے کیا فائدہ

اس سے کوئی دل نہین ہارا ای کبک دری
چل نکل یان سے تری رفتار سے کیا فائدہ

نرم اگر ہوتا نہین دل اُس بت بیرحم کا
سر ہی ٹکرائین در و دیوار سے کیا فائدہ

ابرو و مژگان جانان قتل کو کافی ہین ضو
تیر سے کیا فائدہ تلوار سے کیا فائدہ

ہی حسن رخ اُسکا مہ انور سے زیادہ
طلعت مین ہر اک خار ہی اختر سے زیادہ

کٹ جاتے ہین سر ایک ہی جنبش مین ہزارون
ابروئے ستمگار ہی خنجر سے زیادہ

ہو جاتا ہی قربان صفائے رخ جانان
بس دیکھہ کے آئینہ سکندر سے زیادہ

بہتر ہے ہر اک وقت مین آئین توکّل
ملتا نہین بندہ کو مقدر سے زیادہ

ای مصر یو معلوم ہے یہ طلعت یوسف
کب حسن ہے اُنکا مرے دلبر سے زیادہ

عشاق کا اُس فتنہ دورانکی گلی مین
ہنگامہ مچا رہتا ہی محشر سے زیادہ

آتا نہین ای جان جہان کیون مرے دلمین
گہرا اور کوئی تجھکو ہے اس گہر سے زیادہ

افلاس مین بہی عشق نے دی ہی مجھے دولت
تابان ہی رخ زرد مرا زر سے زیادہ

یثرب کی تمنا مین تڑپتا ہون بہت ضو
الفت ہے مجھے شہر پیمبر سے زیادہ

سید ہے ہی ستمگر تری تلوار ہمیشہ
چار آٹھ ہوا کرتے ہین دو چار ہمیشہ

موقع ترے کوچہ مین خزان کو نہین ملتا
ہر فصل مین خرم ہے یہ گلزار ہمیشہ

قربان رخ و گیسوئے دلآرا پہ شب و روز
ہوتے ہی رہے کافر و دیندار ہمیشہ

منہہ پھیرے ہوئے رہتے ہین خورشید و قمر سے
اے یار ترے طالب دیدار ہمیشہ

ہر روز رہا کرتا ہے میدان ستم گرم
رنگین ہی ترا خنجر خونخوار ہمیشہ

ٹھنڈا ہی مگر مصر مین ہنگامۂ یوسف
ہی گرم ترے حسن کا بازار ہمیشہ

فتنے کئی جاگ اُٹھتے ہین ہر ایک قدم مین
کرتی ہی قیامت تری رفتار ہمیشہ

آنکھون مین پھرا کرتی ہے تصویر کسیکی
ہی پیش نظر دولت بیدار ہمیشہ

دیکھہ اسطرف اے نرگس بیمار ستمگر
رہتا ہے بہت ضو ترا بیمار ہمیشہ

آج ہے گرم شکار دل سر بازار انکھہ
کیا لگایا کرتی ہے تیر نظر اے یار انکھہ

تو نہین ای جان جس دل مین ہے وہ بے مہر و وفا
تو نہین جس انکھہ مین پیار ہی وہ بیکار انکھہ

عالم رویا مین دیکھا جلوۂ رخسار یار
خواب مین تہی ہمکنار دولت بیدار انکھہ

نور کے مانند ہر لحظہ نظر افروز ہے
دیکھہ کر حیران ہے اوسکا سایۂ دیوار انکھہ

آتے ہین منہہ اوسکے مہر و ماہ لائین تو سہی
یہ مژہ ابرو یہ بینی اور یہ رخسار انکھہ

بے رخ رنگین جانان رو گل کو دیکھکر
صحن گلشن مین بہاتی ہی لہو ہر بار انکھہ

دیکھہ لے اگر کہ تاب دید ہی باقی نہین
کہولتا ہی اب نہین ظالم ترا بیمار انکھہ

کر ہی دیتی ہی اشارون مین ہر اک مضمون ادا
ہوتی ہی اس بدہن کی ہمدم گفتار انکھہ

جب سے دیکھا اس سمن بر کے سراپا کا چمن
پھر کبہی اٹھی نہ ضو کی جانب گلزار انکھہ

ہوا ہون جیسے اوس مشک پری کا دیوانہ
ہر اک ویرانہ اپنا شہر ہی اور شہر ویرانہ

ہر اک گوشہ مین جوش پر تو رخسار جانان ہے
بنایا اوسکے جلوہ نے مرے دلکو پریخانہ

رہونگا مومبو ممنون حسن فیض مشاطہ
دل صد چاک سے بہ لے گر اوسکی زلف کا شانہ

بنائی فصل گل مین ہای اوسکی جان کا دشمن
اجاڑا باغبانی نے بلبل نالان کا کاشانہ

گہر در رات ہی مصروف یان حلقہ بگوشی مین
ذرا دیکھو تو میرے لعل کے کانون کا در دانہ

تماشا بیعت پیر مغان کا دیدنی ہی پہہ
سراپا شیخ مین ہی جلوۂ آئین زنداری

دعا ضو کی ہی ہے ایک شب اوس شمع خوبی سے
کبھی ہو جائے روشن یا خدا میرا سیہ خانہ

مین ڈہونڈہتا ہون کوے بت گلبدن کی راہ
دکھلا دے ای صبا مجھے اپنے چمن کی راہ

آنکھین ہماری قبر کی منزل مین کھل گئین
آخر اجل نے صاف دکھا دی وطن کی راہ

اس سرزمین کو ہی دماغ آسمان کا
روشن ہی کہکشان سے تری انجمن کی راہ

بگڑا ہوا ہی وہ بت رعنا رقیب پر
شکر خدا کہ بند ہوئی راہزن کی راہ

مین اور منہہ پہ نام ہی لاؤنگا مشک کا
لونگا تمہارے زلف کے ہوتے ختن کی راہ

کچھہ جستجوئے شہر عدم مین نہی نہ بات
ملتی نہین وہان بھی تمہارے دہن کی راہ

ہی مجھکو عشق غیرت شیرین مین جان کنج
رکھیگا یان قدم یہ نہین کوہکن کی راہ

آباد ہی مری دل ویران مین یاد چشم
جنگل مین بند ہو نہین سکتی ہرنی کی راہ

آتا ہے کون ضو کی رفاقت مین دیکھیئے
منزل ہے دور سخت ہی ملک سخن کی راہ

کیا کیجئے لگاکے دل اپنا پری کے ساتھ
ہوتا ہے ربط آدمی کو آدمی کے ساتھ

مین سر بکف ہون ہائے مرا غم نکیجئے
خنجر چلاؤ میرے گلے پر خوشی کے ساتھ

مارو ہنسی ہنسی مین تصدق مین آپکے
ہان جان لیجئے گا مری دل لگی کے ساتھ

باقی رہا نہ کچھہ وہ دماغ شگفتگی
اترا گلون کا چھرہ تمہاری ہنسی کے ساتھ

بندہ کا دل مدام خدا سے لگا رہے
بیکار ہے خیال محبت کسی کے ساتھ

ٹھوکر لگا رہے ہین رقیبان بدشعار
افتادہ اوس گلی مین ہون کس کسی کے ساتھ

تیڑہی نہ عاشقون پہ ہو کسطرح زلف یار
ہی ربط بال بال کو اوسکی کجی کے ساتھ

جائیگا مجھکو چھوڑ کہان اور درد عشق
ہیہات یہ مرض ہے مری زندگی کے ساتھ

انسان ہون ضو نکیون مجھے الفت ہو انس سے
ہر وقت دشمنی ہے مجھے دشمنی کے ساتھ

ردیف یاے

دفن یان کشتے ہین ای مین فتان کسکے
جلوے اس خاک پہ ہین چار طرف نرگس کے

بدگمانی کا برا ہو کہ کہین کا نہ رکھا
مجھسے بیٹھا ہی رہا بزم مین وہ کہس کسکے

ادہر آلودہ ہی خنجر ہی ادہر دامن تر
خون کا الزام مرے سر پہ نہین کس کس کے

گردش چشم فسون ساز کا ہون دیوانہ
کیون نہ ہو جاؤنگا سرمہ مین بہلا پس کے

مضطرب کرتا ہی پہلو مین تڑپ کر مجھکو
آج کل غیر تماشے ہین دل مونس کے

مجھے کہتا ہے دکھا کر سر بازار وہ بت
عقل باقی نجذا سر مین نہین ہی اس کے

دیدنی ہی بت ظالم کی جدائی کا اثر
دور رہت جاتا ہی وہ پاس مین جاؤن جس کے

چھوٹتا ہی نہین یان بلبل و پروانہ کا ساتھ
رشک گلشن ہی مین قرین یان تری مجلس کے

درد سر صندلی رنگو نکی ہی الفتای ضو
پاؤن پڑتا ہون لگاؤ مجھے صندل گیسکے

مین مضطرب ہون مرا ماجرا سنو تو سہی
خدا مین حال دل مبتلا تو سہی

تمہاری حسرت دیدار جان لیتی ہے
دکھا دو دور سے جلوہ ذرا سنو تو سہی

مین جان دینے کو حاضر ہون دل تڑپتا ہی
ادہر بہی ایک نگاہ ادا سنو تو سہی

بجاؤ ای گل خندان چمن مین غیر کے ساتھ
لگا ہوا ہی یہ کانٹا برا سنو تو سہی

ادہر تو دیکھو کہ مین ایڑیان رگڑتا ہون
کہڑی ہوئی ہی مرے سر قضا سنو تو سہی

چلو دو ایک قدم آج صحن گلشن مین
کرینگے کبک قیامت بپا سنو تو سہی

فلک پہ گرم ہی بازار جلوۂ خورشید
ہٹا دو چہرہ سے پردہ بہلا سنو تو سہی

بتو نہ ظلم کرو بندگان شیدا پر
خدا کیواسطے میرا کہا سنو تو سہی

تمہارے ہجر مین دنرات خاکسار و نیر
فلک نے ظلم نہ کیا کیا سنو تو سہی

۲۳۶

کیا نہ **ضو** پہ ذرا لطف ہے بڑا اندھیر
یہ کیا غضب ہی بت مہ لقا سنو تو سہی

ہوے بے نشان یان نشان کیسے کیسے
لحد مین چھپے نوجوان کیسے کیسے

تامل رہا ہے یہ حسن سخن سے
تھے دنیا مین صاحب زبان کیسے کیسے

خجل ہین مہ و مہر روئے زمین پر
یہ پتلے ہین اے آسمان کیسے کیسے

بپا حشر ہر دم ہے اوسکی گلی مین
ہین عشاق گرم فغان کیسے کیسے

نکی اوس ستمگار نے دل دہی کچھہ
گئے جان سے نیم جان کیسے کیسے

بچھوڑا دریار کو میرے دل نے
رہے دیتے دکھہ پاسبان کیسے کیسے

ہر اک بات ہی اُنکی رشک مسیحا
ہین معشوق معجز بیان کیسے کیسے

مری قبر پر پھول تک بہی نہ رکھا
تھے اوس بدگمان کو گمان کیسے کیسے

بہاتے ہین دریا جدائی مین اوسکی
مرے دین خون فشان کیسے کیسے

لگاتے ہین تیر مژہ تیغ ابرو
مرے کرتے ہین امتحان کیسے کیسے

۲۳۷

لگے کیا دل **ضو** ریاض جہان مین
گئے یان سے ہم آشیان کیسے کیسے

کب دشمن جان یار کی فرقت نہوی تھی
کس روز دل زار پہ آفت نہوی تہی

کس روز تری بزم طرب یاد نہ آئی
کب غیر مری رنج سے حالت نہوی تہی

صدمے سہے اسطرح کے کب کوہکن و قیس
کچھہ میری طرح اونپہ مصیبت نہوئی تہی

کیا جان چمن مین نہ گئی کبک دری کی
کیا چال تری یار قیامت نہوئی تہی

گہبرا کے وہ کہتے ہین مرے نالہ کے غل سے
ہی ہی کبہی ایسی مجھے زحمت نہوئی تہی

فرصت تہی کہان ہمدمی ضعف سے مجھکو
کب طاق مری ہجر مین طاقت نہوئی تہی

غیرون نے اُٹھایا مجھے کل بزم سے اُسکی
ایسی کبہی برباد مری عزت نہوئی تہی

جب تک نہ رہی پردہ دری عشق کو منظور
عالم مین ترے حسن کی شہرت نہوئی تہی

۲۳۸ غیرون کی نبیگی نہین اوس مین اے ضو ۹
یہ میرا دل اور میری طبیعت نہوئی تہی

کہتے کہتے اُسے کل تقریر آدہی رہ گئی
حالت زار دل دلگیر آدہی رہ گئی

چودہوین کو گہٹ گیا اُسکے کمال حسن سے
آسمان پر چاند کی تصویر آدہی رہ گئی

اسطرح پگہلا دل فولاد حال زار پر
گہٹ کے میرے پاؤن کی زنجیر آدہی رہ گئی

سخت جانی سے مرے ہونے لگا کیا بندوم
حلق پر آب دم شمشیر آدہی رہ گئی

آج کترائی جو اُس سفاک نے زلف دراز
گہٹ کے لیل قدر کی توقیر آدہی رہ گئی

گود مین آؤ قیامت ہی جدائی کی سحر
رات باقی اے بت بے پیر آدہی رہ گئی

کچھہ نظر آیا مجھے پردہ سے خط روے یار
یا دا اس قرآن کی تفسیر آدہی رہگئی

کچھہ تڑپ کر رہگیا وہ آج ای آہ رسا
ضعف سے گھٹ کر تری تاثیر آدہی رہگئی

۲۳۹ آسمان نے آج پہنچایا گلی تک اوسکے ضو ۱۲
چلتے چلتے گردش تقدیر آدہی رہ گئی

غیرت گل وہان ہی وہ زینت فرش مخملی
ہجر کے خار زار مین مجھکو یہان ہے بیکلی

دلکو ہر اک قدم ہی کیا راہ طلب مین بیکلی
آفت جان ہوگیا عشق بتان ورگلی

اُسنے دم خرام کیا حشر چمن مین کردیا
رہ گئے چال ہوکی کبک کی کچھہ نہین چلی

جذبۂ عشق المدد رہگیا عین راہ مین
ضعف سے زار زار رہون دور ہے یار کی گلی

آیا وہ غیرت چمن صبح جو سیر باغ کو
ہوگئی شوق دید مین دست دعا کلی کلی

صحن چمن مین دیکھکر روے صنم قدم قدم
نرگس خیرہ چشم نے آنکھہ دم سحر ملی

آو لگو گلے سے اب ہی ہی موسم طرب
اٹھو قریب صبح ہی چھوڑدو سب کٹی جلی

بیخبری مین کٹ گئی عمر دو روزہ ہائے ہائے
اپنے نخویش رفتہ کی اُسنے ذرا خبر نہ لی

قشقہ جبین یار کا ہوگیا دارو شفا
باعث درد سر ہی فرقت رنگ صندلی

اوس بت خوبرو کی تہی ہجر مین یہ خرابیان
دشمن دوست کی بہت سنتے رہے بری بھلی

ٹھوکرین مار مار کر کہتے تلاش کو مری
خوب ہوا یہہ مرگیا سر کی مرے بلا ٹلی

۲۴۰ مشکل دوجہان ضو حل ہو نہ کسطرح بھلا
چاہیئے درد و رنج مین ورد زبان ہو یا علی ۹

ہی برمین لباس بت عیار بسنتی — پھولا ہے مری آنکھ مین گلزار بسنتی
پرتو ہے غضب رنگ طلائی کا کسیکے — آتے ہین نظر سب در و دیوار بسنتی
گلرویون کے جلوہ ہین عجب موسم گلین — گلشن ہے شگفتہ سر بازار بسنتی
پرتو ہے ضیا بخش رخ زرد کا میرے — ہی دشت مین پوشاک خس و خار بسنتی
ہمسایۂ رخسار طلائی مین ہی تابان — ہے ہاتھ مین سفاک کے تلوار بسنتی
کھب جائیگی سبزی گلزار شہادت — پہنے جو قبا قاتل خونخوار بسنتی
آئی ہے اجل ہجر بت زرد قبا مین — ہو جائے کفن کا مرے ہر تار بسنتی
غیرت سے بہت زرد گل سرخ کا ہی رنگ — کہلتی ہے سر شوخ پہ دستار بسنتی

۲۴۱ اُس رنگ طلائی کی مگر دو رمین ای ضو
کہتے ہین می سرخ کو میخوار بسنتی ۹

جدائی تری اک بلا ہو گئی — ہم آغوش عاشق قضا ہو گئی
کہون کیا شب وصل کیا ہو گئی — بس اک دم کے دم مین ہوا ہو گئی
رہا یار کو عاشقون سے بگاڑ — طبیعت یہ نا آشنا ہو گئی

عامنہ

چھڑائیگا کیا اس سے پیچھا کوئی
تری زلف کالی بلا ہو گئی

زبان کاٹنے کا دیا اوسنے حکم
لیا بوسہ اتنی خطا ہو گئی

قدم ضعف نے کچھہ نہ بڑھنے دیا
یہ قسمت مری نارسا ہو گئی

نماز اپنی مقتل مین شکر خدا
تہ تیغ قاتل ادا ہو گئی

نہ چھوٹیگی زلفون سے جان حزیں
برے پیچ مین مبتلا ہو گئی

۲۴۲ ۱۱

کہون حال زار اپنا کیا ہائے ضو
جدائی کسیکی بلا ہو گئی؟

جدائی جانان قیامت ہوئی
مری روح ہی تن سے رخصت ہوئی

تڑپتے تھے کبک اسکی رفتار سے
بپا گلستان مین قیامت ہوئی

بڑھی آبرو جوش گریہ مین آج
عنایت تری ابر رحمت ہوئی

رہا کل سے بندہ کی صحت مین فرق
کسی سے جو صاحب سلامت ہوئی

پھنسایا مجھے دانے پیچون مین ہائے
کہ اُس دشمن جان سے الفت ہوئی

ہی پریون مین رشک سلیمان وہ
عجب یار کی شان و شوکت ہوئی

رہا بعد مردن بھی یہ شوق دید
مری نرگستان تربت ہوئی

اٹھاتا تھا وہ قتل کو میرے تیغ
مگر ہائے مانع نزاکت ہوئی

دکھائی رخ یار کی گل نے طرز
گلستان مین مجھہ پر مصیبت ہوئی
کہین کا نہ رکھا مجھے ضعف نے
غم یار مین طاق طاقت ہوئی

۲۴۳ مرے رشک مہ طلعت نظم ضو ۱۱
ترے وصف رخ کے بدولت ہوئی

وہ بگڑا کیون ہی غصہ کیا سبب ہی
آہی جان عاشق پر غضب ہے
تمہارے رخ کو بولون غیرت مہر
معاذ اللہ یہ ترک ادب ہے
پھلا پھولا ہے باغ حسن جانان
ذقن ہے سیب اور عناب لب ہی
سنا دیتا ہی لب پر نقطۂ خال
کہ یہ مضمون رنگین منتخب ہی
لگاؤ تیغ دیکھو سر بکف ہون
میرا ن یہی میری طلب ہی
کبھی رونا ہے گاہے سرد آہین
یہی بس حالت ناشاد اب ہے
تماشائے رخ و گیسوئے پیچان
مگر فصل بہار روز و شب ہے
کرم اک دم تو اے رشک مسیحا
مریض درد فرقت جان بلب ہی
مرے لوٹا کرینگے بے طرح رند
میسر صحبت بنت العنب ہے
ہی جوش طلعت آئینہ بندی
گلی لو س آئینہ رو کی حلب ہی
مرے کوئی کہ کوئے جان بلب ہو
اُسے پروا کسیکی ہائے کب ہی

۲۴۴ رسا ہے ہند مین یہ قسمت ضو ۹
ثنا خوان شہنشاہِ عرب ہے

ہے بند بلا زلفِ گرہ گیر کسیکی — کرتی ہے مقید مجھے زنجیر کسیکی
جاتی نہین دنرات نظر سوئے مہ و مہر — آنکھو نمین پھرا کرتی ہی تصویر کسیکی
کرتا ہے وہ شمشیر ستم میان سے باہر — میدا نمین کیا لڑ گئی تقدیر کسیکی
دلالہ نے جا جا کے نہ کچھہ بات بنائی — چلنے نہین دیتے ہین وہ تدبیر کسیکی
آسان ہی رنگینیٔ میدانِ شہادت — سیدھی ہی سر معرکہ شمشیر کسیکی
رو رو کے کرین شور کہ چلائین تڑپکر — سنتا ہی نہین وہ بتِ بے پیر کسیکی
یہ آمد خط نے ہی غرور انکا بڑھایا — منظورِ نظر ہی نہین تحریر کسیکی
سامع کا ہر اک کان مگر تنگ شکر ہی — یہ قند مکرر ہے کہ تقریر کسیکی

۲۴۵ رہنے نہین پاتا کوئی دو روز یہان ضو ۱۱
دنیا کبھی ہوتی نہین جاگیر کسیکی

گریان صفت ابر ہے جون برق تپان ہے — دل ہجر مین کیا ہمدم فریاد و فغان ہے
ہر روز نظر آتے ہین آثار قیامت — نالون سے مرے آٹھہ پہر تنگ جہان ہے
اک دار اد ہر بھی کہ یہ کچھہ زار ہون قاتل — سر بھی تن لاغر پہ مرے کوہ گران ہے

ہو خیر ہمارے جگر و دل کی الٰہی
ناوک ہین مژہ ابروے سفاک کمان ہے

جون نقش قدم آج گلی سے نہین اٹھتا
عاشق ترا اے یار یہ بے تاب و توان ہے

گنتی مین فلک آٹھ نہو جائینگے کیونکر
ہان اوج پہ ہر دم مرے نالونکا دہوان ہے

ای ابر مقابل مری آنکھون کے نہونا
دریا یہان ہر اشک کے قطرہ سے روان ہے

لینے نہین دیتی طپش ہجر ذرا چین
سودا مین کسی زلف کے جوش خفقان ہے

سرسبز ہو کسطرح چمن پیش رخ یار
گل مین نہ رخ اسکا ہی نہ غنچہ مین دہان ہے

انکی دہن تنگ کی ہستی نہین باتین
خاموش ہون گویا کہ نہین منہ مین زبان ہے

ممنون ہے یہ فیض شریف الشعرا کا
حسن شرف ضو نہین محتاج بیان ہے

۱۱ ۲۴۶

جلوہ افزا اگر اسکا قد بالا ہو جائے
سرو غیرت سے وہین سوکہ کے کانٹا ہو جائے

تم مجھے ذبح کرو اور مین تڑپون تہ تیغ
کانٹے کٹنے کا عالم مین تماشا ہو جائے

آسمان پر ہی علاج مرض عشق نہین
کیون نہ تشخیص مین مجبور مسیحا ہو جائے

ضبط گریہ مین کمی اے دل آشفتہ نہ کر
ڈر یہی ہے کہ کہین راز نہ افشا ہو جائے

راتدن بس تپ ہجر انمین جلا کرتا ہے
نہین ممکن کہ کبھی دل مرا ٹھنڈا ہو جائے

دل دیوانہ کو کر زلف کی زنجیر مین بند
جوش سودا مین ترا نام نہ رسوا ہو جائے

اس کلف پر کبھی دعوائے تقابل جو کرے
صاف آگے مہ کامل ترے جھوٹا ہو جائے

ہو کہیں فتنۂ بیدار جو وہ گرم خرام
حشر مین حشر ہو عالم تہ و بالا ہو جائے

موج زن یون جو رہے آٹھ پہر دیدۂ تر
خشک آگے مری آنکھون کے نہ دریا ہو جائے

۲۴۷ ۱۱

ہے عجب طلعت تقریر یہ تیری ای ضو
منہ کے کہلتے ہی ضیا انجمن آرا ہو جائے

تمہارے ہجر نے جسدن سے مہربانی کی
بگڑ گئی ہے مری بات زندگانی کی

نگار عالم فانی پہ غش نہو ایدل
بہار چاہیئے کچھہ عیش جاودانی کی

ہوا جو دیکھہ کے اُس برق حسن کو مین غش
نظر مین پھر گئی تصویر لن ترانی کی

نظر لگے نہ کہین منہہ پہ ڈال دے مقنع
عجب ہی بات تری موسم جوانی کی

ہراستخوان مرا گل گل کے ہو گیا چونا
بلائے جان ہی گرمی تپ نہانی کی

سکھا دیا اُسے بے طرح میر گریہ نے
رہی نہ ابر کے آنکھون مین بوند پانی کی

بجا نہین ہی یہ عمر قلیل پر غرہ
کہ دو ہی دن ہین مہلت ہی زندگانی کی

کیا اسیر ہزارون کو لب کے کہلتے ہی
بنائی بات اسی منہ نے خوشبیانی کی

سنبھلنے دیتی نہین اب قدم قدم مجھکو
بڑھائی ہجر نے طاقت یہ ناتوانی کی

بگڑ گئے ہین رقیبان بدتمیز پہ وہ
کہان ہی طرز کسی مین مزاجدانی کی

۱۴۸ لڑیگی روزن در سے بھی اب آنکھ ای ضو ۱۴
ملی رقیب کو خدمت ہی پاسبانی کی

دیتا نہین ہے چین مجھے آسمان کبھی
ملتی نہین ہے منزل کوئے بتان کبھی

اکر وہ بھی مری شب غم کو کیا نہ روز
وہ رشک آفتاب نہین مہربان کبھی

ہر روز اوسکے کوچے مین فصل بہار ہے
اس باغ مین ہوا نہین دخل خزان کبھی

بنتی نہین نظر سے کچھہ اوسکی کمر کی بات
کھلتا نہین یہ عقدہ سر نہان کبھی

خاکا اوڑالیا لب رنگین یار کا
غنچون نے اُسکا دیکھہ لیا ہی دہان کبھی

پاس مزاج یار نے رکھا ہی رہن ضبط
آیا مری زبان پہ نہ نام فغان کبھی

فصل خزان کبھی ہی کبھی موسم بہار
اک وضع پر نہین ہی ریاض جہان کبھی

نکلون گر اس کشاکش پست و بلند سے
دیکھون نہ پھر کے روئے زمین آسمان کبھی

پیش نظر ہین یار کی نازک دماغیان
کچھہ منہہ سے آہ کا بھی نہ نکلا دہان کبھی

مہمانیان ہین دلمین غم و درد یار کی
خالی رہا نہ ہجر مین اپنا مکان کبھی

ہے ہے کہان وہ تنگ دہن قابل جواب
مینے کیا نہ حال کچھہ اپنا بیان کبھی

کچھہ انکو ساتھہ قصۂ فرہاد و قیس کے
ای قصہ خوان سنا دے مری داستان کبھی

اکدن بھی لی نہ اس طپش دل کی کچھہ خبر
آیا نہ میرے بر مین وہ آرام جان کبھی

۱۴۹ — ۱۱

کھل جائینگے ہر ایک کے جوہر ضرور — ضو
آجائے گر وہ مستعد امتحان کبھی

ہوتون پہ جان زار ہر اک مبتلا کی ہی — کشتہ قضا بہی آپکے پیارے ادا کی ہی
از لطف حسن سراپا کے ہین اسیر — اُس بت کی بند بند مین قدرت خدا کی ہی
خوش ہی دماغ نکہت گیسوئے یار سے — واللہ میرے سر پہ یہ منت صبا کی ہی
ہی بال بال دشمن جان زلف یار کا — ہیہات میرے سر پہ مصیبت بلا کی ہی
قربان تیرے اے سگ جانان خوش آمدی — مجھہ مشت استخوان پہ نظر اب ہما کی ہی
ہر دم بلند ہو کے بنایا نہ کام کچھہ — تقدیر پست ہی مری دست دعا کی ہی
رضوان کام کیا مجھے قصر بہشت سے — دہن اپنی رشک حور کی دولت سرا کی ہی
ای خضر مرتے ہین لب جان بخش یار پر — خواہش فزا نہ چشمہ آب بقا کی ہے
رنگین ضرور معرکہ قتل آج ہو — ہاتہون کو جنگ جو کے ضرورت حنا کی ہی
دل ہا ہا ہا ہین ہین فرشتون کے مبتلا — ہمت کچھہ اور یار کی زلف رسا کی ہی

۱۵۰ — ۱۱

ہوتی ہے کحل دیدۂ خورشید و ماہ — ضو
تعظیم اس نگار کی کیا خاک پا کی ہے

قتل کرتی ہے ادائے ستم ایجاد مجھے — ہائے درکار نہین خنجر فولاد مجھے

ہچکیون سے مجھے فرصت کبھی ہوتی ہی نہین
چھوڑتی ہی نہین وزات تری یاد مجھے

ہون وہ دیوانہ کہ بس کوہکن و قیس کی روح
کوہ و صحرا مین کہا کرتی ہی استاد مجھے

ظلم کر کر کے یہ کیون مجھپہ خفا ہوتا ہے
اب تک آتا ہی نہین شکوۂ بیداد مجھے

سر کٹا کر ہی مین زنہار سبکدوش نہین
نیم بسمل ہی گیا چھوڑ کے جلاّد مجھے

سلسلہ پیر مغان سے ہی ارادت کا درست
مان لیتا ہون جو کرتا ہے وہ ارشاد مجھے

خوف رسوائی سے خاموش رہا کرتا ہون
ضبط کرنے نہین دیتا کبھی فریاد مجھے

دل لگی ہی ترے پیچون مین بس اے زلف رسا
تیرا بندہ ہون نکرنا کبھی آزاد مجھے

یاد آتا ہی رہا تو مجھے اے قامت یار
دہوکے دیتا ہی رہا باغ مین شمشاد مجھے

بکے کہہ اور رہا جوش جنون کا سودا
کوہ و صحرا نظر آنے لگے آباد مجھے

۱۵۱ مین جوشگرد شریف الشعرا ہون ای ضنو ۱۱
ہے میسر شرف طبع خداداد مجھے

کہون کیا ہجر مین پھر اور کیا ہے
مصیبت کا بلا کا سامنا ہے

مرے خون کی رہے ہاتھون مین سرخی
گر اے قاتل تجھے شوق حنا ہے

نہ چھوٹے تا قیامت اسکا قیدی
تمہاری زلف زندان بلا ہے

تو اسکی بام تک جائیگی اے آہ
کہان اتنی تری قسمت رسا ہے

نہ لے ہر گز رہ گیسوئے جانان — مرے دل کیا یہ سودا ہو گیا ہے
ڈبو دیگا تجھے ہشیار ای دل — وہ کس کا دشمنِ جان آشنا ہی
ترے ہوتے نہ دیکھا جانب مشک — مری ای زلف جانان کیا خطا ہے
وہ بے پردہ بہی ہے پردہ مین مجھ سے — بھلا میری طرف کب دیکھتا ہے
گلی مین اوسکے لاکھون جان بلب ہین — سسکتا کوئی کوئی لوٹتا ہے
ہے روشن ذرہ وخورشید سے تو — ترا پیارے تماشا جا بجا ہے

۱۵۲

خدا جانے دل ضو ہو گیا کیا
کسیکی زلف شبگو مین پھنسا ہی

۹

منحصر ہی وصل جانان پر بہار زندگی — فرقت اس رشک گلستان کی ہی خار زندگی
کٹ رہے ہین درد ہجر زلف روے یار مین — کس مصیبت سے مرے لیل ونہار زندگی
دیکھتے ہی اُسکو آتی ہے تن مردہ مین جان — دید روے جان ہے عاشق کو مدار زندگی
الدوای موت درد ہجر مین ہون ناتوان — اُٹھ نہین سکتا ہی مطلق مجھ سے بار زندگی
دستگیری گر کرے ایکے مراجوش جنون — رہ سکون ہر گز نہ پابند حصار زندگی
کثرت عصیان سے رہتا ہون ہمیشہ منفعل — مگر نفس دون ہے ہون مین شرمسار زندگی
موت اس جینے سے بہتر ہے فراق یار مین — اضطراب دل نے سب کھویا وقار زندگی

ایدل نادان اس عمر دو روزہ پر نہ بھول | پاس دانا کے نہیں کچھ اعتبار زندگی

۱۵۳ | رہیے صبح و شام ای ضو بس خدا کی یاد میں | ۱۱
طاعت خالق ہے وجہ افتخار زندگی

دل مرا قربان چشم یار ہی | ہائے یہ بیمار کا بیمار ہی
زیب میدان ابروئے دلدار ہی | تیز اس سفاک کی تلوار ہی
عارض و کاکل کا اوسکے راتدن | مبتلا ہر کافر و دیندار ہی
ناخدا ہو گر عطائے مصطفےٰ | ورطۂ عصیاں سے بیڑا پار ہی
ہو نہیں سکتا مسیحا درست | لاد وا ہے ہے مرا آزار ہی
بر نہ آئی اپنی دل کی آرزو | مبتلائے حسرت دیدار ہی
عاشقوں کے سر پہ ہیں سنہا | اوس پری کا سایۂ دیوار ہی
ہو نہ یہ فردا کہیں فردائے حشر | کل کسیکے وصل کا اقرار ہی
لوٹتا ہی ہائی تلوارون پہ دل | جان نثار ابروئے خمدار ہی
ہمدم سودائے زلف یار ہون | یہ بلا میرے گلے کی ہار ہی

۱۵۴ | سب پہ روشن ہی کہین کیا اور ضو | ۱۱
خوب تیری طلعت گفتار ہے

جلوے عجیب ہین رخ پرآب و تاب کے
ذرّے ہین سب حسین ترے آفتاب کے

قربان مین تیری طلعت دور شراب کے
مطلع ہوے ہین سارے قدح آفتاب کے

ساقی ترے کرم کے ہین سب رند منتظر
صحن چمن مین آ چکے خیمے سحاب کے

آئی خزان فراق کی عین بہار مین
پیری مین دن گذر گئے عہد شباب کے

مجھہ مجرم حقیر کی آئی نظر نہ لاش
حیران قبر مین تھے فرشتے عذاب کے

مہلت ہی ہین چشم زدن مرگ و زیست کی
نظرون مین پھر رہے ہین تماشے حباب کے

جرأت نے عشق رخ کی کیا بند زلف مین
پھندے مین پھس گئے ہین عجب پیچ و تاب کے

بے پردگی کا لطف نہ پردے مین ہی گیا
ہی حسن رخ نقاب مین باہر نقاب کے

آزاد وضع بند تعلق سے چاہئے
بیکار مچھلے ہین جہان خراب کے

بوسے کا ہی سوال گدائی کے بھیس مین
ہم منتظر ہین ایسے خوبان جواب کے

۱۵۴

ای ضو کبھی تو وصل مین ہو دلکو میرے چین
صدمے فراق یار مین ہین اضطراب کے

۹

الٹی کچھہ آج کل مری تقدیر ہوگئی
مانگا جو اوس سے بوسہ تو تعزیر ہوگئی

ظالم عوض مین رحم کے ہی ہی بگڑ گیا
الٹی کچھہ اپنی آہ کی تاثیر ہوگئی

لپٹے ہوے ہین پیچ مین دل بال بال کے
زندان ظلم زلف گرہ گیر ہوگئی

کچھہ میری لاغری نے سہل نے نہین دیا
ننگ آکے دور پاؤن سے زنجیر ہوگئی

سکہ بٹھایا حسن جہان گیر نے یہ کچھہ
عالم مین نقش دل تری تصویر ہوگئی

عشاق سر اٹھاکے کبھی دیکھتے نہین
وحشت یہ تجھسے ای فلک پیر ہوگئی

کرتے نہین اشارۂ ابرو بھی آج کل
کیون کند آج آپکی شمشیر ہوگئی

غیرون نے آج مجھکو گھرک کر اٹھا دیا
ہے ہے یہ بزم دوست مین توقیر ہوگئی

۱۵۵

ٹھوکر لگائے سیم بدن نے جو آکے ضو
مٹی بھی میری قبر کی اکسیر ہوگئی

۱۱

گیسوون نے ترے کھینچا ہے سر دار مجھے
ہو نکیون خلعت منصور سزاوار مجھے

رہگیا ہائے غضب جان کا دشمن ہوکر
رنج دیتا ہی بہت ہجر دل آزار مجھے

دولت عشق نہین ظل ہما مین حاصل
ہے بس اے یار ترا سایۂ دیوار مجھے

جیسے دیوانہ ترے چشم فسون گر نے کیا
لوگ سب کہتے ہین بیمار کا بیمار مجھے

عشق رخسار ستم گر نے جو گستاخ کیا
کرلیا کاکل پیچان نے گرفتار مجھے

جان بلب ہون کبھی صورت تو دکھا دے ای بت
مار ڈالیگی تری حسرت دیدار مجھے

آبرو رہے اظہار غم عشق بتان
کیا ستاتا ہی مراد دیدۂ خونبار مجھے

آگے اُس شوخ کے ای جلوۂ حسن یوسف
خوش نہین ہی یہ تری گرمی بازار مجھے

خار زار غم ہجران مین یہ چلا تا ہون
نظر آجاے کہین وہ گل بے خار مجھے

لڑکھڑاتے ہین قدم ضعف کے مارے ہیہات
نہین اے جوش جنون طاقت رفتار مجھے

۱۵۶ — ۹

کبھی کہسار مین گہ دشت مین آوارہ ہون ضو
ہجر رہنے نہین دیتا کبھی بیکار مجھے

مبتلاے ستم گردش ایام رہے
ہم انہین پیچون مین ہی ہی سحر و شام رہے

موت سے بہی نہ جاہاے کبہی رنگ وصال
تلخی ہجر مین ہم خستہ و ناکام رہے

ہوگئی عمر دو روزہ اسی قصہ مین بسر
مبتلاے رخ و کاکل سحر و شام رہے

بے نشان کا ملے کسطرح نشان یا قسمت
کیا پتا اُسکا لگے ہاے جو گمنام رہے

بیقراری ہی ہی ہجر ستمگر مین نصیب
ایکدم بہی کبہی ہمدم آرام رہے

حشر کو پیش خداہاے دکھائین کیا منہہ
جب تلک جیتے رہے بندۂ اصنام رہے

کثرت شرم سے خورشید نکل ہی نہ سکا
جلوہ گر وہ جو دم صبح لب بام رہے

کسطرح دل نہ لگے کنج قفس مین صیاد
توتے کریر مرے رہن شکن دام رہے

۱۵۷ — ۱۱

ساقیا دیر سے مشتاق ہون تجہت ہی سہی
ضو دعا دیتا ہے آباد ترا جام رہے

وصال یار کی مطلق نہین ہی آس مجھے
رکھا ہی گردش گردون نے رہن یاس مجھے

نہین ہی قسمت پروانہ تاب صحبت شمع
جگہہ ملی ہی تو جل جل کے اسکے پاس مجھے

ہی حال آئینہ اوس میری بے نصیبی کا
دیا نہ بزم مین ساقی نے اک گلاس مجھے

دلائی یاد رخ و زلف سنبل و گل نے
تڑپ گیا ہوئی سیر چمن نہ راس مجھے

نہ منہہ سے آہ ہی نکلی نہ آنکہہ سے آنسو
مزاج نازک جانان ہے ہراس مجھے

لپٹ گیا تھا جو کل جذبۂ محبت مین
بگڑ کے کہتے ہین غیرون سے بدحواس مجھے

غذا ہی لخت جگر اور خون دل پانی
رہی نہ ہجر ستمگر مین بھوک پیاس مجھے

چمن مین ہی نہوئی کچہہ دماغ کی تسکین
نہ آئی ہائے گلون سے تمہاری باس مجھے

متاع صبر کو ہجر صنم نے لوٹ لیا
مکان دل نظر آتا ہے کیا اداس مجھے

کرون جو شکر عنایت تو تلخ ہوتا ہے
وہ جانتا ہی نہین قابل سپاس مجھے

ہی عیب حالت دیوانگی مین عین ہنر
یہ پردہ پوش ہے عریانی کا لباس مجھے

وہ یکتا زہون عشق مبان یار مین ضو
ملا عدم مین ہی کوئی نہ روشناس مجھے

۱۵۸

ہر گھڑی دل مین ہجران مین تپان ہوتا ہی
خلل انداز یہی دشمن جان ہوتا ہی

ایک بجلی سی چمک جاتی ہی آنکھون مین مرے
ذکر اوس عارض تابان کا جہان ہوتا ہی

کہتی ہی جنبش ابروی ستمگر مجھہ سے
آج خنجر ترے گردن پہ روان ہوتا ہی

منہ کے کھلتے ہی سخن ہی دل جن و بشر
نقش دل یار کا آئین بیان ہوتا ہے

شیخ ہو جائیگا میخانہ مین جاتے ہی ولی
داخل سلسلۂ پیر مغان ہوتا ہے

دیکھہ ای ابر غم ہجر مین دریا ہو کر
قطرہ قطرہ مری آنکھون سے روان ہوتا ہے

شکر صد شکر کہ اب مستعد قتل ہے وہ
دور گردن سے مری بار گران ہوتا ہی

صاف جل جائیگا ای چرخ ستمگر ہشیار
کہ رسا اب مری آہ و فغان ہوتا ہی

یاد آتا ہی سراپا ئے بت رشک چمن
سیر گلزار مین مجھکو خفقان ہوتا ہی

جوش طلعت کو یہ مانع نہین آئین حجاب
ہاے کب منہ ترا پردے مین نہان ہوتا ہی

۱۵۹

تھا لڑکپن مین وہ فتنہ بت سفاک ای ضو
اب قیامت ہی کہ کہتے ہین جوان ہوتا ہی

۹

دل مضطرب ہی اُس رخ پر نور کے لئے
موسیٰ تپان ہے روشنی طور کے لئے

یا حضرت مسیح بجز وصل جان جان
کیا اور چاہئے دل مہجور کے لئے

سرشار الفت لب رنگین یار ہین
مرتے نہین ہین ہم مئی انگور کے لئے

اوس غیرت پری کی تجسس مین محو ہیز
رضوان نہین خراب تری حور کے لئے

سرمایۂ تواضع و آئین بندگی
زیبا ہے تحفہ اوس بت مغرور کے لئے

ای بادشاہ حسن گدایون پہ اک نظر
لازم کرم ہے صاحب مقدور کے لئے

عیسیٰ سے ہی ہوا نہ علاج فراق یار
صاحب امید وار عنایت ہوں دیر سے

مضطر ہے تیرے عاشق رنجور کے لئے
ارشاد کچھ تو بندۂ مجبور کے لئے

۱۶۰

صحن چمن مین دیکھ کے نرگس کو آج ضو
روتا ہے تیرے دین محمود کے لئے

۱۲

خون دل لخت جگر سے نہین انکار مجھے
تیری مہمانی ہے خوش آئی غم دلدار مجھے

بند ہو جاتے ہین ہیبت سے ہر اک دم آنکھین
کیا ڈراتا ہے ترا روزن دیوار مجھے

دستگیری سے مرے ہاتھ نہ ای مرگ اٹھا
ہجر جانان نے کیا جینے سے بیزار مجھے

دل مرا جنبش ابرو پہ تڑپ جاتا ہے
کیا مزا دیتی ہے ظالم تری تلوار مجھے

خواب غفلت مین بسر ہو گئے ایام حیات
آکے ناگاہ اجل نے کیا ہشیار مجھے

پھنس کے کاکل مین سناتا ہے دل زار مرا
منزل عیش و طرب ہے یہ سر دار مجھے

اوسکو یوسف جو کہا مینے تو یہ کہتا ہے
کھینچکر ہاے نہ لاناسر بازار مجھے

ہچکیان آتی ہین ٹھہرا ہے دم آنکھون مین مرا
جینے دیگی نہ تری حسرت دیدار مجھے

لیتے ہین تیر مژہ خنجر ابرو سے خبر
آج میدان مین وہ کہہ کہہ کے گنہگار مجھے

رات دن کوہ و بیابان مین تڑپتا ہی رہا
ہجر جانان نے نہ رکھا کہین بیکار مجھے

چمن داغ شگفتہ ہے مرے سینے مین
نہین کچھ خواہش سیر گل دگلزار مجھے

۱۶۱ — ۹

سیکڑون تحت حکومت ہین مضامین اے **ضو**
کہتے ہین اہل سخن قافلہ سالار مجھے

بند ہے دم گردش افلاک سے
گرد باد اٹھتے ہین میری خاک سے

بگڑی تدبیر رفو جراح کی
ہے خجل میرے جگر کے چاک سے

یہ لطافت ہی کہ کچھہ نسبت نہیں
جامۂ گل کو تری پوشاک سے

دمبدم دریا لہو کا ہی روان
ہائے میرے دیدۂ غمناک سے

تو ہی پہنچا دے اُسے میری خبر
کام اے آہ رسا کیا ڈاک سے

اک نگاہ لطف سے کر سرخرو
کہہ رہا ہون خنجر سفاک سے

دل بند ہا رہتا ہے مانند شکار
اوس سمند ناز کی فتراک سے

جیتے جی حرف فشار گور ہین
ہے یہ ثابت گنبد افلاک سے

۱۶۲ — ۱۰

کشتۂ عشق قد جانان ہون **ضو**
اُگ رہے ہین سرو میری خاک سے

اوٹھوائی پیری سحر ہو چکی
جوانی کی رات اب بسر ہو چکی

ہلا اوس بت بیمروت کا دل
مری آہ کیا کارگر ہو چکی

رُلاتا رہا عشق دندان یار
ہر اک بوند رشک گہر ہو چکی

مژہ تیری اے ظالم جنگ جو — جگر مین مرے نیشتر ہو چکی
وجود اسکا کیونکر نہ ہو زیب نظر — عدم اوس پری کی کمر ہو چکی
گئی بام تک اوسکی آہ رسا — مرے حال دل کی خبر ہو چکی
زہے شان تسخیر حسن بتان — خدائی ادہر کی اودہر ہو چکی
گلے سے لپٹ جاؤ ای جان جان — اٹھو رات بس دو پہر ہو چکی
نہین شان حسن بتان ہے یہ دور — خدائی مسخر اگر ہو چکی

۱۶۲ — کہون کیا کہ تسکین دل اپنی ضو — ۱۱
ستمگر کی نذر نظر ہو چکی

آہ دل ہمدم رسائی ہی — ادہر اوسکی طبیعت آئی ہی
آج کل ان بتون کے قبضہ مین — یا الٰہی تری خدائی ہے
عشق جانان مین زرد روئی کو — خوب دولت یہ مین نے پائی ہی
عشوہ و ناز و غمزہ سے اُسکو — رات دن مشق دلربائی ہی
راتدن آسمان نے گردن — تیرے دروازے پر جھکائی ہی
آج دیکھا رقیب کو دم صبح — شکل قسمت نے کیا دکھائی ہی
کیا کہون راہ عشق جانان مین — مین نے آفت جو کچھ اٹھائی ہی

چکنی باتین ہین غیر سے کرتے
دوستون سے انہین رکھائی ہے

جوش پر ہی غرور حسن اُسکا
راتدن شوق میرزائی ہے

دل ہی لین اور دلدہی نکرین
خوب آئین دلربائی ہے

۱۶۴ — ۱۱

دام سے زلف یار کے اے ضو
دور عشاق کی رہائی ہے

کٹ گئے سر ابروئے خمدار سے
سر خرو میدان ہی اس تلوار سے

کہئے کیا نسبت بھلا ہو کسطرح
تجھکو ای غنچہ دہان یار سے

جانفزائی مین ترا ہر تار زلف
ہی فزون تر نکہت تاتار سے

جلوہ گر ہے کوچۂ بے مہر مین
عالم نوری در و دیوار سے

خاک ہی ہو کر لپٹ جاؤنگا بس
راتدن مین دامن دلدار سے

آبلہ پایون کی طرز آبرو
پوچھئے جنگل کے ہر ہر خار سے

اشک ریزی مین ہماری چشم تر
کم نہین ہی ابر دریا بار سے

کوچۂ جانان ہے منظور نظر
کام گل سے ہے نہ کچھہ گلزار سے

ہائے غفلت آنکھہ لڑتی ہی نہین
ایک دن ہی طالع بیدار سے

صحبت رندانہین اگر شیخ جی
آج گذرے جبہ و دستار سے

۱۶۵ — عشق ہی ہی مذہب عشاق ضو — ۷
کیا غرض ہے سبحہ و زنار سے

یہ چشم یہ رخسار یہ رنگت نہین ملتی
تیری مہ و خورشید سے صورت نہین ملتی

چلتی نہین افلاس کی بازار جہان مین
نایاب ہی اکسیر قناعت نہین ملتی

ملتا نہین کچھہ عمر دو روزہ کا مزا ہائے
جب تک کہ غم عشق کی دولت نہین ملتی

گل سے بہی مزاج بت عیار ہی نازک
بلبل سے کبہی میری طبیعت نہین ملتی

بیکل ہے یہ یاران گذشتہ کے لئے ہائے
دلکو مرے اس درد سے فرصت نہین ملتی

اس منزل فانی سے کبہی دل نہ لگائین
دنیا مین کسیکو کبہی راحت نہین ملتی

۱۶۶ — یہ انجمن یار مین اندہیرہے اے ضو — ۱۱
آنے کی کبہی مجہکو اجازت نہین ملتی

تہمت یار سے ممنون عطا کرتی ہے
زندہ بے جانون کو کیا باد صبا کرتی ہی

کیا کہون آہ کہ کیا تیری ادا کرتی ہے
حشر کردیتی ہی پہر اور یہ کیا کرتی ہے

تو نہین بر مین تو پیارے تن بیجان ہو مین
تن مین دم تیرا مری جان بہرا کرتی ہے

سر بازار پہرا کرتا ہے اغیار کے ساتھہ
ہائے کب جاتری آنکہو مین حیا کرتی ہے

دیکہون وہان ہی ہی پتا اسکی کمر کا کہ نہین
عزم اقلیم عدم فکر رسا کرتی ہے

کہتا ہی ابرو جانان سے مہ نو جھک کر
مین فدا کیون مجھے انگشت نما کرتی ہے

کاکل یار کے سودا مین یہ عزت پائی
ہر گھڑی پانون پہ زنجیر پڑا کرتی ہی

ای ستمگر کہین شانہ کا ہو دست دراز
جان میری تری زلفون مین رہا کرتی ہی

گردش چشم فسون گر ہی بلائے دل زار
اک نہ اک سر پہ مصیبت یہ بپا کرتی ہی

اک اشارے مین ہو لاکھو نکا نہ کیون کام تمام
ای پری تیری ادا کار قضا کرتی ہی

۲۶۸ / ۱۱

تپ فرقت مین ہی سب صبر و سکون خاک ای ضو
بجلی ہر دم مری خرمن پہ گرا کرتی ہی

کوئی تجھا پری پیکر نہین ہی
ترے سایہ کا بھی ہمسر نہین ہی

رہا کرتے ہین اب اغیار منظور
کرم کی اک نظر ہم پہ نہین ہے

نزاکت مین ادا مین ایک تجھا
کوئی ای جان جان دلبر نہین ہی

نہین کسدن مین صرف جبہہ سائی
ترے در پر مرا کب سر نہین ہی

اشارے جنبش ابرو کے بس ہین
انہین درکار کچھہ خنجر نہین ہی

نہ پگھلا میری آہ گرم سے کیون
دل اوس بت کا اگر پتھر نہین ہی

ستمگر بیگنا ہون کا ستانا
کبھی بہتر نہین بہتر نہین ہی

پھر آئیگا منہہ اوس جان جہان سے
مراد دل ہمدمو کافر نہین ہی

گھٹا ہی باغ ہے کیون آج ساقی
بہار شیشہ و ساغر نہین ہے

بڑھینگے ہم ترے قاصد کا کلمہ
کہینگا کون پیغمبر نہین ہے



رسیدم سر سے ضو کے دور ہی ہی
بلائے ہجر غارت گر نہین ہی



مدت سے منتظر ہین شب وصل یار کے
بیکل ہین اشتیاق مین بوس و کنار کے

ہنگام ساقیا ہے یہی دور جام کا
صحن چمن مین جلوے ہین ابر بہار کے

ہی حشر وعدۂ فردای یار ہائے
فتنے یہ جاگ اٹھے ہین کیا انتظار کے

صحن چمن مین خنده گل ہے بلائے جان
روتا ہون اوسکی یاد مین کیا ڈار ہین ہار کے

[illegible] عشق مین جل ہین کے خاک ہوئے
خورشید [illegible] کے

[illegible] گلے نے یہ رشتہ بڑھا دیا
[illegible] جنجال ہیں ہار کے

[illegible] فراق نے چھوڑا نہ ایکدم
یہ سب [illegible] دل کے بخار نے

[illegible] دیکھئے دل دیوانہ کو مرے
پیچون مین زلف یار نے رکھا ہی مار کے

[illegible] سے بیطرح نکل آتا ہے ہر گھڑی
صدمے بلائے جان ہین دل بیقرار کے

مدت سے ایک بوسۂ لب کا ہون منتظر
اکدن کرم ہو منہہ پہ اس امیدوار کے

یہ عشق حق نے رتبہ عاشق بڑھا دیا
منصور کو عروج ہوا سر پر دار کے

۲۷۰ ۹

اے ضو فراق یار نے محشر بپا کیا
صد مے ہر ایک روز ہین روز شمار کے

گل منفعل ہی اُس رخ زیبا کے سامنے
نرگس خجل ہی چشم فسون زا کے سامنے

شمشاد باغ مین پی تسلیم جھک گیا
آیا کبھی جو اُس قد بالا کے سامنے

دعوے کرے جو حضرت یوسف کے حسن کا
تصویر یار رکھدو زلیخا کے سامنے

تنگ نظر ہے طلعت امید کو بکن
ہر لحظہ میرے حسن تمنا کے سامنے

آتا ہی آپکو مرض عشق کا علاج
پوچھے کوئی یہ جاکے مسیحا کے سامنے

آہ شرر فشان کی رسائی تو دیکھیے
برپا ہے حشر عرش معلا کے سامنے

ذرہ سے بھی ہی حوصلہ مہر و ماہ کم
ای یار تیرے عاشق شیدا کے سامنے

آئینگا ابر کیا میری آنکھون کے روبرو
بے اعتبار قطرہ ہے دریا کے سامنے

۲۷۱ ۹

دیکھ غیرت قمر سے شب وصل مینے ضو
سب حال ہجر کہدیا بیخطا کے سامنے

خبر دن مین خوب صرف ہی اوقات آپکی
ہوگی نہ عاشقون سے ملاقات آپکی

کھلتے ہی ہنسکے ہاتھ قیامت ہوئی بپا
کسدرجہ فتنہ خیز ہے ہر بات آپ کی

حسن و صفا مین ظلم و جفا مین نہین نظیر
یکتا ہی ہر صفت مین مگر ذات آپکی

رونے پہ میرے کہتے ہین ہو ہو کے گرد وہ
بے فصل یہ بہلی نہین برسات آپکی

یہ حسن شوخ غیرت خورشید و ماہ ہے
ہر روز آپکا ہے ہر اک رات آپکی

طاق حرم سے ابروئے پرخم نہین ہی کم
کیا کہئے بات قبلۂ حاجات آپکی

غیرون نے مجھکو بزم طرب سے اٹھا دیا
قربان جاؤن ہے یہ عنایات آپکی

ہوتا یقین ہے ثمر شاخ سرو کا
ابہری ہوئی جو آئی نظر گات آپکی

۲۷۲ — ۱۱

پہیرو ذرا سمجھکے چہری سخت جان ہے ضو
نازک بہت کلائی ہے میہمات آپ کی

بات ایک کی چلنے نہ دی اس زلف رسا نے
پس پارۂ کاکل مین ہین مشاطہ کے شانے

ہوگا کبھی مجھسا نہ برہمن کوئی پیدا
بے مثل بنایا ہے مرے بت کو خدا نے

نظرون سے جو گم ہوگیا خورشید رخ یار
ہمصورت شبنم مین لگا اشک بہانے

کیا کہئے کہ دعوا تھا جنہین بے دہنی کا
باتین وہی ہر روز لگے مجھکو سنانے

بڑہ بڑہ کے یہ کہتا ہے مرا شوق شہادت
اون ہاتہون مین اب رنگ جما یا ہی حنا نے

مین اڑیان میہمات رگڑتا تھا دم نزع
افسوس وہ آئے مرے کس وقت سرہانے

کس بیکسی و یاس سے سوتا ہون تہ خاک
باقی نہ رہی شمع ہی اک اشک بہانے

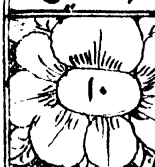
بگڑا بت بے پیر الٰہی عوض رحم
الٹا کیا میہمات اثر میری دعا نے

شمع رخ روشن پہ وہ گل بزم چمن مین
بلبل کو لگا صورت پروانہ جلانے
مشتاق غبار در جانان رہی آنکھین
مجھپر کرم اکدم نکیا باد صبا نے



ہر دم شب فرقت کی چڑہائی رہی ای ضو
پیچہا مرا چہوڑا نہین اس کالی بلا نے

کب تیز نظر ہائے وہ مارا نہین کرتے
کسوقت وہ آنکہون سے اشارا نہین کرتے
ہر وقت سہتے ہین مجہے ظلم کے قابل
مجھپر وہ کبہی رحم گوارا نہین کرتے
تڑپاتے کبہی اور رولاتے ہین کبہی ہائے
عشاق پہ کیا کیا ستم آرا نہین کرتے
ای جان جہان تن مین جسے کہتے ہین سب دل
پیارا ہی پہ ہم آپ سے پیارا نہین کرتے
بے یار ہر اک پہول نظر آتا ہے کانٹا
عاشق کبہی گلشن کا نظارا نہین کرتے
اکبار کہا یہ وعدۂ فردا ہے قیامت
ہم کوئی سوال اس سے دوبارا نہین کرتے
جیسے کہ نہین حسن کنارا دوسے بڑہایا
ہم قبر کے پہلو سے کنارا نہین کرتے
کس روز تری یاد نہین ہمنفس دل
اے جان تجہے کسوقت پکارا نہین کرتے



کب روشنئ بزم نہین آپ کی باتین
کب یاد تمہین ضو سخن آرا نہین کرے

جان میری لیتی ہی فرقت یار جانی آپکی
دلکو تڑپاتی ہی طرز دلستانی آپکی

صبح کرتی ہی نہیں میری شب ہجران کو کیون
ہائے قسمت ایکدن بھی مہربانی آپ کی

آپ سے جاتے رہے بیطرح مشتاقان دید
ہوش اڑا دیتی ہے صاحب لن ترانی آپ کی

تیز تھی تلوار سے ہر اک عتاب آلودہ بات
کٹگئے ہم سنکے قاصد سے زبانی آپکی

حسن طلعت مرحبا اللہ رے عہد شباب
چٹکیان لیتی ہے ہر دل میں جوانی آپکی

اضطراب دل کو سینے سے لگا لیتے ہیں ہم
ہے یہی ایام فرقت میں نشانی آپ کی

کہہ سکونگے کسطرح سے شکوۂ ایام ہجر
حشر ہی کردیگی ایجانان کھانی آپ کی

یہ کدورت آپکی عشاق سے اچھی نہیں
ہنکو کردیگی سبک اے بت گرانی آپکی

سروہی گلزار میں اس قد موزونسے خجل
غیرت طوطی ہے یہ شیرین زبانی آپکی

۲۷۵

اب نگاہ لطف کیون کرتے نہیں خضو کی طرف
کرتی ہے اندھیر یہ نامہربانی آپ کی

۱۴

ہجر بت میں دم مرے تن سے ہوا ہونیکو ہے
اللہ اللہ دل بھی پہلو سے جدا ہونیکو ہے

جوش سودائے خم زلف رسا ہونیکو ہے
دل مرا بیہمات پابند بلا ہونیکو ہے

گرم ہنگامہ رہا کرتا ہے کشت وخون کا
ہائے اوس قاتل کا کوچہ کربلا ہونیکو ہے

کردیا غیرون نے شوخ اس شرم کے پتلے کو ہائے
رفتہ رفتہ ننگ آئین حیا ہونیکو ہے

عرش اعلی سے بھی اونچائی مرے بت کا دماغ
جلوہ گر اس بندمیں شان خدا ہونیکو ہے

آنکھ مین دیکھکر اتر رہے ہین بیطرح — آج سیدہی اونکی شمشیر ادا ہونیکو ہے
دوسکی انکھون کے اشارے چھکیان لینے لگے — دل شکار چشم شوخ فتنہ زا ہونیکو ہے
پوچھہ لینگے حالت آوارگی کوہ و دشت — روح قیس و کوہکن کی آشنا ہونیکو ہے
فتنے جاگ اٹھتے ہین ہنگامہ ہی شور و شر کا آج — کیا کہون کو چھپین اوس ظالم کے کیا ہونیکو ہے
ہی خبر دیتے ہین اوسکے عاشق کا کل کو دار — نصرت منصور پہر شہرت فزا ہونیکو ہے

۲۷۶ — گوش سامع مطلع خورشید ہوجائیگا ضو — ۱۱ — خلق مین حسن بیان روشن مرا ہونیکو ہے

مین رہی جاؤنگا مجھہ پیار سنبھالنے — اک حشر ہوگا وعدہ فردا نہ ٹالئے
سر پامال تیک دری کا ہے ہر قدم — کیا چل سکے کسیکی بڑے ہین وہ چالئے
آئی شب وصال بنی بات صلح کی — جھگڑے مین پھر مگر کہ نہ عاشق کو ڈالئے
آئینہ دور چاہئے ہر طرح زنگ سے — ای یار صاف دل سے کدورت نکالئے
کب مشتئی بھاہے ای در و دیوار کوئے یار — سایہ مین رات دن مجھے اپنے ہی پالئے
میدان خون گرم ہے دست نگار مین — کس رنگ سے ہین پاؤن حنا نے جمالئے
وہ رشک گل ہے زینت گلزار ای صبا — چل چل کے آج غنچہ کی تو پی اچھالئے
ہیہات پردہ پردہ مین اونکی نگاہ نے — دل سے سکون و صبر و تحمل چورالئے

پردا زحسن مینی وابرو ہے دیدنی
منظور اوسکے روزن در کی نظر کا ہون

سلیم کے پرہن لال پری نے لگا لئے
اے بخت بد بس اب کوئی رخنہ نڈالئے

۲۷۷

ہے ہے شب وصال ہے بگڑ گئی بات ضد
شکوہ کا ایک حرف نہ منہ سے نکالئے

۱۲

طلعت کچھ اور ہی ہے تمہارے نقاب کی
میلی ہے چاندنی ہی یہان ماہتاب کی

گرمی ہی بزم یار مین دور شراب کی
طلعت ہر ایک پیالے مین ہی آفتاب کی

کیون مجھ سے رات وہ نظر آئے رکے ہوئے
آئی خیال مین نہ کوئی بات خواب کی

بے یار بزم بادہ ہے زیر و زبر یہ کچھ
صورت ہوئی حباب سی جام شراب کی

خون جگر ہے پینے کو کھانیکو لخت دل
حاجت نہین ہی مجھکو شراب و کباب کی

چین آسمان پر مہ و خورشید کو نہین
دیکھی ہے جیسے شکل تمہاری کاب کی

ہی روسیاہ روبرو زلف یار مشک
لی آبرو پسینے نے اوسکے گلاب کی

ہر صبح و شام دیدۂ خورشید و ماہ مین
نور نظر ہے طرز تری آب و تاب کی

دو ایکدم ہی دم کا بھروسا نہین ہی ہائے
کہتے ہین یہ اشارہ نہین انکہین حباب کی

سیراب کر دیا مری رگ رگ کو اسنے آج
قاتل عجب روانی ہی خنجر کی آب کی

اللہ رے اوسکے وعدۂ فردا کا انتظار
ہے مجھکو دھن لگی ہوی روز حساب کی

۲۷۰ کوچہ سے اوسکے ہائے رہا دور دور ضو ۱۰
کیا آسمان نے مری مٹی خراب کی

ربط اپنی جسم و جان کا مجھے ناگوار ہے — وہ دن کی آشنائی کا کیا اعتبار ہے
محو خیال زلف دل داغدار ہے — بے ربط آج قصۂ طاؤس مار ہے
مین رو رہا ہون انکو ہنسی بیشمار ہے — گل کھل رہے ہین آمد ابر بہار ہے
صاف اوسکا دل نہ اپنے ہوا خواہ سے ہوا — اس آئینہ مین دیکھئے کتنا غبار ہے
یکدم بتون کے عشق سے خالی نہین ہے دل — ہر دم خدا کے گھر مین انہین اختیار ہے
مجنون ہزار دن اوس بت محمل نشین کے ہین — لیلیٰ بچاری اک شتر بے مہار ہے
دام نظر بچھائے ہین سودائے چشم مین — منظور آج ہمکو ہرن کا شکار ہے
انکھو نمین انکی جاہے مقام اسکا بحر نہ — آنسو کے آگے کیا گہر آبدار ہے
دریا کو دیکھون آنکھ ملائے تو آنکھ سے — شرمندہ سلک اشک سے موتی کا ہار ہے

۲۷۱ بے یار بال بال ہے دشمن نگہہ ہین ضو ۹
موئے مژہ ہر اک مجھے خنجر کی دھار ہے

نذر اوسکے رخ روشن کو نظر دیتا ہے — اور کیا دیکھ کے یہ دیدۂ تر دیتا ہے
ہو نہ عاشق تو یہ معشوق ہین کس گنتی مین — وہ اگر ایک ہی یہ اوسکو صفر دیتا ہی

دمبدم کرکے اوڑاتا ہی ہوائی باتین
کھل لب اب ہمین سرخاب کے پر دیتا ہے

نذر قاتل ہے سراپا کہ ہر اک عاشق زار
اوسکے کوچہ مین قدم رکھتا ہی سر دیتا ہی

ہنس کے اوس ترک کے ابرو کا چڑھانا دیکھو
اپنی شمشیر کو یہ آب گہر دیتا ہے

عشق کے ہاتھ سے دل ہو گیا ناحق برباد
یون کوئی خانہ خرابون کو بہی گھر دیتا ہی

آج بوسہ نہ دیا وصل کا وعدہ کل پر
باغ مین گل نہ دیا گھر مین ثمر دیتا ہی

واہ رے واہ کہ مضمون کا چرانیوالا
غیر کے ملک کو صاف اپنی ہی کر دیتا ہی

۲۷۲ — ۹

درد سر کا ہے سراسر نہین کچہہ اور یہ ضو
صندلی رنگ یہ جان اپنی اگر دیتا ہے

کیون چلا جاتا ہے خط اور نامہ بر یہ بہی تو ہے
لیکے پاس اوس بے خبر کے جا خبر یہ بہی تو ہے

تو ہی کچہہ جلتا نہین اے دل جگر یہ بہی تو ہی
خوف تنہائی نہین صحبت مگر یہ بہی تو ہے

کب جہان گردی سے حاصل ہو ستیا کا کمال
محو ہونا آپ مین باقی سفر یہ بہی تو ہی

گرچہ دہونڈا ہر روش پر سینہ عشاق مین
دیکہہ لے اے دل کہ اوسکی رہگذر یہ بہی تو ہے

خارج محفل جو بدچشمون کو شب کرنے لگے
مجہکو کہتا ہے دکہا کر بد نظر یہ بہی تو ہی

لوگ کہتے ہین بہت دشوار ہی راہ عدم
کچہہ نہی مشکل نہین راہ کمر یہ بہی تو ہی

تیرے رونے ہی مین ای میان نہین تاثیر دور
اپنی ہر ہر اشک کا قطرہ گہر یہ بہی تو ہی

ہان خبردار ایدل نالان نگاہ یار سے | مثل ایماں جائے امید خطر یہ ہی تو ہے

۲۷۳ | بندش مضمون تازہ ہی نہین دشوار ضو | ۹
قافیہ کا باندہنا خود سخت تر یہ ہی تو ہے

کیا کرون وصف دیدہ تر کے | بحر ہر اک حباب ہین بہر کے
پت جو ہین بند یار کے گہر کے | کھل گئے بخت روزن در کے
جو گرفتار زلف و ابرو تہے | سانپ بچھو ہین پھنس گئے مر کے
قبر ہی سنگ سار ہے اپنی | کیا کہون ظلم خاک پتھر کے
ہے مناسب ہی اگر دن رات | ق | سالکان راہ عشق دلبر کے
رات کاٹین خیال گیسو مین | رخچہ منزل کرین سحر کر کے
مر گئے سانپ زہر کھا کھا کر | اوسکی چوٹی کی مار سے ڈر کے
کیون نہ کھلائیگا یہ حلقہ بگوش | کان چہیدے ہین اوسنے گوہر کے

۲۷۴ | سخت مشکل ہے فکر شعرائے ضو | ۹
دل سے پوچھین کسی سخنور کے

لطف دوری سے حضور مین سوا ہوتا ہی | ہجر سے وصل کے رو مین مزا ہوتا ہی
ایکدم یار کا رکنا بہی بلا ہوتا ہے | مدتون دم مرے سینہ مین رکا ہوتا ہی

بیٹھے رہ یون صنم ایک ہی جابت بنکر
نکل آو کہ خدائی کا بھلا ہوتا ہے

نہین افسوس ہے وقت مین اپنا کوئی
آج دل ہی مرے پہلو سے جدا ہوتا ہے

اوسکے ناخن کے مقابل نہوا گھٹ گھٹکر
مہ نو خلق مین انگشت نما ہوتا ہے

یار نبضین ترے بیمار کی اب چھوٹ گئین
ہاتھ پکڑین جو مسیحا ہی تو کیا ہوتا ہے

تیڑھے باتون سے دلا اور وہ سیدھا ہوگا
کام کیا غیر سے اپنون سے گلا ہوتا ہے

سعی کی ہمنے بتون کے لئے حتی المقدور
دیکھئے اسپہ جو کرتا ہے خدا ہوتا ہے

۲۷ ۱۵

آمد لشکر غم نالے سے ای ضو ہے عیان ؛
قافلے مین تو سنا ہے کہ درا ہوتا ہے ؛

یہ عشق بلا ہے بد بلا ہے
کیا اور کہون اسے کہ کیا ہے

کیا جانئے دلمین کیا بھرا ہے
صورتمین وہ صاف آئینہ ہے

دلدار نہین ہے پر جفا ہے
ای آفت جان تو اک بلا ہے

ہی چال قیامت ابتو تیری
پھر دیکھئے رفتہ رفتہ کیا ہے

تو کیا گیا جان ہی گئی ہائے
جانا یہ ترا مری قضا ہے

فرقت مین غریق بحر غم ہون
کوئی نہین پاس آشنا ہے

اسدرجہ ہی شوق قتل قاتل
خود جسم سے سر مرا جدا ہے

اٹھا ہے کچھہ انتقام گردون ق مجرم خوش زار بخیط ہے
آنکھون کو رولائے شکل شبنم لب صورت گل اگر ہنسا ہے
بگڑا جو وہ جان پر بنی ہائے دشمن مرا ہجر آشنا ہے
اے خنجر یار ایک سے کہا ہوا وار پہ وار تو مزا ہے
کہتے ہین ہی سرمہ اوسکو منظور ق شاید کچھہ اندنون ہوا ہے
کیا جانے کہ کچھہ نظر مین لاکے باندھا یہ کسینے طوطیا ہے
مین اپنی کہون تو ہی وہ کہتا مین کیا جانون آے تو کیا ہے

۲۷۶ کچھہ مہر ہو ضو پہ ہنستے ہنستے ؛ ۱۲
شبنم کی روش یہ رو رہا ہے

جو جسم نحیف نقش پا ہے مانند خضر رہنما ہے
اے یار جو کوئی آچکا ہے اپنون سے ہی غیر بن گیا ہی
اپنا تن ناتوان ہوا ہے یہ کاہ ہی شہپر ہما ہی
میرے کف پا مین اوسکی جا ہے کانٹا جو کہین لگا ہوا ہے
آنکھون مین رہینگے اوسکو مردم پس کر ایدل جو تو تیا ہے
لازم ہے بشر مین حسن ذاتی اس خوبی عارضی سے کیا ہی

سیماب کی شکل دل تڑپکر — کشتہ جو بنا تو کیمیا ہے
ہر تار پہ ہے ستار صدقے — کاکل کو ختن کہون خطا ہے
بے جرم ہزارون کٹ رہے ہین — کوچہ ترا یار کربلا ہے
خورشید کے منہ پہ چڑھینگے ذرے — عارض پر خط نکل رہا ہے
کردیتی جہان مین زلف اندھیر — پر پیچ مین منہ حضور کا ہے

۲۷۷ — ۱۲

ای ضو ابروے یار سے آج
گردون پہ ہلال کٹ گیا ہے

دل سیماب نے مجھکو بڑی آفت مین ڈالا ہے — خدایا مین نے دشمن کو بغل مین اپنے پالا ہے
خدا اس سے زیادہ اوسکو قدرت دینے والا ہے — بہت بے طاقتی مین ضعف نے مجھکو سنبھالا ہے
گرفتاری کا میرے عشق نے کیا ڈھب نکالا ہے — بُرا اُسکا ہو مجھکو پیچ مین کاکل کے ڈالا ہے
سحر سے صاف سینہ مہر سے بڑھکر اُجالا ہے — تری جالی کی کرتی سے مگر آنکھون مین جالا ہے
خیال زلف نے بس دل ہی مین مارا ڈالا ہے — برا مین نے کیا یہ آستین مین سانپ پالا ہے
زبس ہین متصل روز و شب زلف و رخ جانان — کبھی دن مین اندھیرا ہی کبھی شب مین اُجالا ہے
اجل آئی بچی جان حزین پہندے سے چھوٹا مین — مجھے اس قید سے عمر گذشتہ نے نکالا ہے
جو کہتا اب دیکھتا ہون یہ فقط الفت کا باعث ہے — بھلا کیا جانتا تھا اُسکو گورا ہے کہ کالا ہے

ہماری قید ناحق کی سزا کل مل ہی جائیگی
ابھی سے دیکھہ تو منہہ کو ترے اتنی لغف کا لا ہے

اُچھلتا ہی سماتا ہی نہین تھوڑی قدرت پر
بہت ابر سیاہ آنکھون مین اپنے کم سیالا ہے

رخ روشن پہ خط خط سیہ و پر کاکل شبگون
گہن مین چاند ہے یہ چاند کے اطراف ہالا ہے

۲۷۸ ۷

مرے **ضو** لب پہ آہ سرد ہی آنسو ٹپکتے ہین
نہین کچھہ اور یہ پڑتا ہوا جاڑے مین پالا ہے

کچھہ تو بولو مری خطا کیا ہے
سبب ایجان عتاب کا کیا ہے

دشمن جان ہو گیا ہے دوست
ایرے دل تجھے ہوا کیا ہے

تن مین گھبرا رہی ہی کیون میرے
ایمری جان مبتلا کیا ہے

کٹ گیا دیکھتے ہی ابرو ے یار
مہ نو یہ مرا گلا کیا ہے

ہو گئے ہین جو بند بند جدا
تیغ قاتل گرہ کشا کیا ہے

ہے معطر دماغ خوشبو سے
اوسکے جامہ مین کیوڑا کیا ہے

۲۷۹ ۹

دل ہر ایک بیوفا کو دیتے ہو **ضو**
ہاے یہ تمکو ہو گیا کیا ہے

باقی کچھہ اپنی رو نیکی عزت نہین رہی
آنکھون سے آستین ہی چین برجبین رہی

مضمون ہر ایک شعر مین ہی چشم زار کا
اس بحر سے نہ کوئی ہی خالی زمین رہی

اب آسمان کے سر پہ اوڑائینگے خاک کو
مدت سے اپنی پاؤن کے نیچے زمین رہی

ہر ایک شعر کا ہے دماغ آسمان پر
اونچی ہی آسمان سے ہماری زمین رہی

دیکھہ آیا لامکان مین مکان بت حسین
کم نامہ بر سے جرأت روح الامین رہی

عریانی جنون مین ہی صاحب لباس تھا
اپنی بغل مین پوست کی یہ پوستین رہی

ہے عاشقان خال کا اوسن بت کے یہ ہجوم
تل پھینکنے کو بھی کوئی جا اب نہین رہی

تجھہ سے فلک کی لڑ گئی آنکھین زمین پر
عینک یہ مہر و ماہ کی کیا دوربین رہی

۱۳ کیا آسمان کے آئین فرشتے منہہ اونکے ضو ۲۸۰
صورت کب اونکی قابل روئے زمین رہی

محو زلف رخ جانان ہی رہے
ہم نہ ہندو نہ مسلمان ہی رہے

صبح کے ساتھہ نکل پڑتے ہین ہم
یار کے گوشۂ دامان ہی رہے

تری تلوار کی صورت قاتل
ہم مگر جامے سے عریان ہی رہے

سو گئے ہم تو وہ جاگا ہیہات
بخت برگشتہ سے حیران ہی رہے

ہم ترے ہجر مین ای دیدۂ تر
ہو بہو تودۂ طوفان ہی رہے

ہجر مین ابر کی صورت دنیات
اپنے ہم حال پہ گریان ہی رہے

خوب کھانے لگے چکر ہم آہ
بیطرح ضعف کے عمان ہی رہے

اور کو کیا نظر آئے وہ حقیر — اپنے آنکھوں سے جو پنہان ہی رہے
منہہ پہ آنے نہ دیا ہائے غضب — ہم تری زلف پریشان ہی رہے
بیکسی دشت مصیبت ہیہات — ہر قدم بے سر و سامان ہی رہے
لعل کو منہہ نہ لگایا ہم نے — خیر خواہ لب جانان ہی رہے
کیون ڈرے ہم سے نہ ہر روز رقیب — ہمتو اوسکی شب ہجران ہی رہے

۲۸۱ — اپنے ہوتے نظر آیا نہ وہ **ضو** — ۹
ہم حجاب رخ جانان ہی رہے

مین صرف عرض کہ تو میرا ماجرا نہ سنے — وہ کہہ رہا ہے کہ تو بیمری بلا نہ سنے
مری صنم کو اگر دعوے خدائی ہے — یہ کیا غضب ہی کہ بندے کی التجا نہ سنے
پھر آبرو ے محبت رہیگی کیا باقی — گر آشنا کی کوئی بات آشنا نہ سنے
اوڑھی ہوئی ہے میرے آج استخوانکی خبر — ادھر تو آسگ جانان کہین ہمانہ سنے
سوائے شکر نہ آئی زبان پر کوئی بات — بتاؤ یہ تو کہ فقرے تمہارے کیا نہ سنے
ہر ایک مصرع ابروے یار خنجر ہے — وہ دیکھے جو کوئی شعر جان گزا نہ سنے
بنیگی بات نہ ابروے یار کے آگے — کٹیگا یان مہ نو گر مرا کہا نہ سنے
تمہارے عاشق بیدل ہین جان سے بیزار — کسینے ایسی کہین طالب قضا نہ سنے

۲۸۲ سناؤن کسکو ہے پہر کون مہربان ہے ضو ۱۴
جو حال زار مرا شوخ مہ لقا نہ سنے

یاد تیرا جمال آتا ہے — خواب مین بہی خیال آتا ہی
تکرے کر دینگے ابرو ے سفاک — کیون منہہ اونکے ہلال آتا ہے
رہ گیا ہر طرح سے مین ناقص — نہ ہنر نے کمال آتا ہے
دلکو ہے شوق بوسہ ای لب یار — آج بہر سوال آتا ہے
کسکے تیغ ستم کا گھائل ہے — یہ جو بالکل نڈہال آتا ہے
کیا بشر حسن آفتاب کو بہی — یان ہر اک دن زوال آتا ہی
دیکھہ ای کاکل سیاہ یار — ترا آشفتہ حال آتا ہے
دیکھہ کر طرز قامت جانان — سرو رعنا کو حال آتا ہے
آج بجلی گرائینگے بیشک — دیکھو انکو جلال آتا ہے
دل یہ وحشت شب فراق مین کیون — ابہی روز وصال آتا ہے
دیکھین ہی کون کون اوسکا شکار — کیسکے زلفون کا جال آتا ہے
طوطیان دیکھہ اسکو کہتے ہین — بت شیرین مقال آتا ہے
خط سبز دہان گیسو پر — یار کو بال بال آتا ہے

۲۸۳ — ۱۱

لعل رو ینگے خون نیکون اے ضو
نظر اوسکا او گال آتا ہے

یہ ترا ای رشک شمع وگل تجمل چاہیئے
گرد تو سن ساتھہ پروانون کے بلبل چاہیئے

دل لگی کو ترے دیوانون کے ای رشک پری
طوق کی جھنکار کچھہ زنجیر کا غل چاہیئے

چھین لون دست فلک سے صاف جام آفتاب
میرے ساقی کو اگر ساغر پے مل چاہیئے

ہجر ہی ہوجائیگا یہ وصل جانان کا سبب
ای دل نادان ذرا صبر و تحمل چاہیئے

میرے آنکھون مین ہو روشن تیرے جلوے کی ضیا
باغ یہ تیرے لئے ای غیرت گل چاہیئے

گلرخون کے عشق کو ہو زینت زخم جگر
اس چمن مین ہمنفس آئین بلبل چاہیئے

ایک ہی رہ بر نہین ہی ہائے راہ عشق مین
عاشق بیکس فقط صرف توکل چاہیئے

جلوۂ زلف و رخ جانان کا نظارا ہی بس
کام کیا گل سے ہمین یان کسکو سنبل چاہیئے

ساقیا یہ آج ہی بزم طرب خاموش کیون
رہن گوش ساغر می شور قلقل چاہیئے

سنبل و گلزار سے یہ ہوسکیگا صید کب
میرے دل کو اوس پری کا دام کاکل چاہیے

۲۸۴ — ۱۱

جان بلب ہی ضو کو اگر دیکھتے پھر کیون نہین
ہے بڑا اندھیر اب ترک تغافل چاہیئے

روز و شب گر جلوہ گر داغ جگر ہوجائینگے
خاک جلکر رشک سے شمس و قمر ہوجائینگے

خندہ زن کچھ وہ لب دریا اگر ہو جائینگے
پانی پانی مارے خجلت کے گہر ہو جائینگے

ای پری پیکر ترا سایہ بلائے جان ہے
سارے دیوانے ترے جن و بشر ہو جائینگے

ہے خبر آتے ہین وہ اب ہمرہ خود رفتگی
بیطرح اپنے سے ہم گرم سفر ہو جائینگے

ایکدن ہی تو نہ پوچھا ان بتون نے حال زار
کیا خبر تھی یہ کہ بس یون بیخبر ہو جائینگے

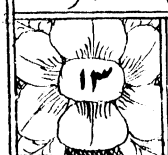
گرم گر یون ہی رہیگی بزم حسن و ناز کی
مہر و مہ آگے ترے شمع سحر ہو جائینگے

بیکسی پر لاش عاشق کے ترس آجائیگا
درد و غم دونون کے دونون نوحہ گر ہو جائینگے

ایک بھی رعنا نیو نکا اسکے مشکل ہے جواب
دونون عالم بھی ادھر گر اودھر ہو جائینگے

عشق جانان مین مزا ملتا ہے ہجر و وصل کا
متفق جلوے مین یان نفع و ضرر ہو جائینگے

اعتبار اپنی مجھے عمر دو روزہ کا نہین
راتین یہ کٹ جائیگی یہ دن بسر ہو جائینگے



ہے رہین طرفۃ العین انتظام قتل ضو
ابروے قاتل اگر مد نظر ہو جائین گے



خاکساری نے بڑھایا اعتبار آدمی
کب میسر ہی فرشتو کو وقار آدمی

جامۂ انسانیت ہی گو دو چار آدمی
آدمیت ہی مگر وجہ شمار آدمی

آدمی ہوتا نہین جب تک کہ یار آدمی
واقعی ہر روز ہے روز شمار آدمی

قدرت حق کے حسن کا ہی گل و شاداب ہے
انتظام آدمیت ہے بہار آدمی

یہ خدا کے واسطے اور سب ہین اسکے واسطے — راتدن جن و ملک ہین ذلہ خوار آدمی
جانتے ہین یہ ہوا خواہان معراج رسول — لامکان تک ہی رسا مشتِ غبار آدمی
کہپ نہ جائیگا بہلا کیا چشم مہر و ماہ میز — قدرت خالق ہے روئے نور بار آدمی
آمد و رفتِ شب معراج سے روشن ہے یہ — ہو نہین سکتا فرشتے تک ہی یار آدمی
انتظام نور و ظلمت ہی اسی سے رونما — دیدنی ہی جلوۂ لیل و نہار آدمی
آبروئے آدمیت چاہ بابل کا ہی حال — ہو گئے اگر فرشتے بہی شکار آدمی
آمد عیسیٰ ہے عہد مہدیٔ موعود مین — آدمی کو کسقدر ہے انتظار آدمی
روبرو ہے جوہر آئینۂ خوف خدا — عالم حیرت ہی چشم اشکبار آدمی

۲۸۶ — عالم فانی کے جہگڑون سے ملا ہر گز نہ چین ٭٭ بیقراری مین ہی اے ضو ہے قرار آدمی — ۱۱

جلوۂ گل سے ہو کب مرا گلشن خالی — نہین داغون سے دل زار کا دامن خالی
زخم دل پر رہی کرتی ہی دراز اپنی زبان — رہا سودا سے نہ اوسکے سر سوزن خالی
گھر مرا حسن سے اوس ماہ کے پر نور رہے — رہے اوس روشنی سے خانۂ دشمن خالی
لب جانان کی مسی پان کا لالا کہا دیکھو — نہین رنگینی سے برگ گل سوسن خالی
رہو گل چین گلستان سراپا صنم — نہوان پہولون سے یارب مرا دامن خالی

چھاؤنی خط کی ہی ظالم کے رخ رنگین پر
روم کو کرتی نہین شام کی پلٹن خالی

عشق کا نام رہیگا نہ جہان مین باقی
گھر یہ رہ جائیگا میرے پس مردن خالی

آگیا اسکو بھی اس حال زبون پر رونا
نہین مطلب سے مرے نالہ و شیون خالی

آگیا پیچ مین جو اوسکو وہین مار لیا
چھوڑتی ہے کسے کب زلف کی ناگن خالی

طلعت عارض پر نور سے ہی فیض پذیر
روشنی سے نہ رہی یار کی چلمن خالی

۲۸۷

عشق اوس قامت موزون کا گلو گیر ہے ضو
دیکھی قمری کی کسینے کبھی گردن خالی

۹

کس تجمل سے تمہاری شب فرقت آئی
فتنے جاگ اُٹھے مرے سر پہ قیامت آئی

ابرؤن سے ہے عیان آیۂ سجدہ کا شرف
کم نہ قرآن سے مری یار کی صورت آئی

دیکھا اکدن ہی نہ رخسار صنم جی بھر کر
میرے حصہ مین نہ قرآن کی تلاوت آئی

رخ گل جوش خجالت سے ہین زرد ہوا
نظر اوس عارض رنگین کی جو رنگت آئی

موم صد شکر ہوا اوس بت بے مہر کا دل
آج پتھر کو مرے حال پہ رقت آئی

شور کرتی ہوئی کل بزم مین مانند رقیب
آگے آگے ترے جلوے کے نزاکت آئی

پہلے مہمانی غم مین دل زار آیا کام
آج کل لخت جگر کی مری نوبت آئی

دفعتاً آج جو گیا قامت جانان کا خیال
آگے آگے مرے آنکھون کے قیامت آئی

۲۸۸

مضطرب ہون مدد اے ہمت مظلومیٔ عشق
ضو کی ہے ایک ستمگر پہ طبیعت آئی

۹

ابرو نہین جبین پہ بت مہ جمال کے
رکھی ہین آئینہ نے یہ تلوارین ڈھال کے

موے مژہ کے رہتے ہین نیزے کھنچے ہوے
ایدل چل اُس کے آگے مگر دیکھہ بھال کے

انداز خال کاتہ ابرو ہے دیدنی
طاق حرم مین خوب ہین جلوے ہلال کے

نسبت ہی آہو کو نکو کہان چشم یار سے
آنکھین نکالون آئے جو آنکھین نکال کے

مجھکو ذرا امید رہائی دل نہین
رکھا ہے زلف شوخ نے پیچون مین ڈال کے

رند و نمین آج ہمدم بنت العنب بی شیخ
جھگڑے نہین رہے وہ حرام و حلال کے

آئین وہ کبا ادھر کہ رقیبون کی وجہ سے
دیوارین سد راہ ہین گرد ہلال کے

تارون کے خال چاند کا منہ کہکشان کی مانگ
پیشانی اوسکی مہر کی ابرو ہلال کے

۲۸۹

جائیگا کسطرح سے بھلا بام یار تک
اے ضو یہ حوصلے ترے پیک خیال کے

۱۰

چشمے مین تھی نہ بوند سکندر کے نام کی
کچھہ چل سکی نہ خضر علیہ السلام کی

کب چشمۂ حیات نے کچھہ وک تھام کی
کیا آبرو تھی خضر علیہ السلام کی

آیا مرے کنار مین وہ اور مین جی اُٹھا
ہے حصۂ رقیب اجل میرے نام کی

شیدا ہین حسن کاکل و عارض کے مہر و ماہ
طلعت یہ دیدنی ہے ترے صبح و شام کی

قاصد ہی ابتدا مرے خط کو نہ انتہا
حاجت نہین سلام کی اور والسلام کی

کہتا ہی مہ کو وہ کلف آلود دیکھہ کر
صورت یہ دیدنی نہین داغی غلام کی

کبک دری کی چال پہ اک حشر ہوگیا
ہے فتنہ خیز طرز تمہارے خرام کی

بدنام بیطرح انہین آنکہون نے کر دیا
دونون مین ایک بات نہین میرے کام کی

پیتا رہا فراق مین ہی روز خون دل
عادت وہی رہی مرے شرب مدام کی

۲۹۰

روشن ہے مثل شمع شب افروز حرف حرف
کیا بات ہے یہ حضرت ضو کے کلام کی

۱۱

سن لیگا کوئی کیا ہائے مصیبت میری
رونا آتا ہے مجھے دیکھہ کے حالت میری

قطع ہوتی نہین کچھہ اس سے محبت میری
چھوڑتی ہی نہین صحبت شب فرقت میری

بعد مردن ہی وہی دید کی حسرت میری
نرگستان رہا کرتی ہی تربت میری

مین یہ کہتا ہون کہ ہو آئینۂ دل تر اصاف
بولتا ہے وہ بنائیگی کدورت میری

قتل تم کرنیکو موجود ہین سر دینے کو
وہ عنایت ہی تمہاری یہ مروت میری

آئینہ بینی مین وہ محو ہی کیا دیکھے ادہر
کیجئے کیا کوئی بنتی نہین صورت میری

آنکہہ جھپکی ہی نتھی ہوگیا خالی آغوش
ہوا ہشیار وہ کچھہ دیکھہ کہ غفلت میری

نالہ بڑہ بڑہ کے لب بام جگایا اوسکو
بیطرح رات سے کرتے ہین شکایت میری

قیس و فرہاد خجل ہو کے تہ خاک رہے
ہو گئی جبسے ترے عشق مین شہرت میری

رکھدیا خنجر قاتل پہ گلا آپ سے آپ
اُف رے جرأت مری اللہ رے ہمت میری

۲۹۱ — ۱۱

ہے یہی شان خدا روشنیٔ بزم سخن
ضو کسیکو کہان آئیگی طبیعت میری

دوپٹہ نیلگون اوڑہے ہوے وہ یار جانی ہے
مرے خورشید کو زیبا دماغ آسمانی ہے

کئی فرش زمین ہین ہمکلام حضرت موسے
بلند اوسنت کے کوچے سے صدائے تن ترانی ہے

سناتا ہون جسے مجھہ سے بہر لیلائی منہ اپنا
عجب کچھہ ہائے سری قسمت مجنون کی کہانی ہے

مہیا نعمتین خون دل اور لخت جگر کے ہین
غم ہجر بتان بیوفا کی میہمانی ہے

نگیون سبز ہو جائے نگاہ عاشق بیدل
بدن مین اوس پری پیکر کے کرتی آج دھانی ہے

شگفتہ ہو گئے خندہ کے گل غنچے تبسم کے
نسیم جانفزا اوسکا لباس زعفرانی ہے

صدا مین اوسکے کب ہی لطف میری نغمہ سنجی کا
کہان وہ بلبلو نمین بات جو میری بانی ہے

کلیجہ رعد کا تہرا رہا ہی آج نالون سے
مرے آنکھون کے اس مینسے دریا بانی پانی ہے

تری تشبیہ کب ہی عالم موجود مین ممکن
عدم ہی ایمیان یار گویا تیرا ثانی ہے

سبکدوشی نہین ہی خنجر سفاک سے حاصل
ابھی لپٹی ہوئی مجھہ سے بلاے سرگرانی ہے

۲۹۲ — ضو ۱۱

منور گوش سامع ہو گیا ہر بات سے اے
نظر آنکھون مین مردم کے تری روشن بیانی ہی

وہان اوس پری کی بزم مین دور شراب ہے
یان سوز ہجر سے دل عاشق کباب ہی

یہ آبروئے عالم صورت سراب ہے
انسان کے آگے آئینہ حال حباب ہی

مارا ہی منہہ پہ گریہ نے پانی تو کیا ہوا
اب تک ہی میرے بخت کے آنکھون مین خواب ہے

روشن ہے سب پہ نقطۂ خال جبین یار
کیا حسن شوخ آبروئے انتخاب ہے

ساقی بلا کشون کی شب غم کو روز کر
آٹھون پہر قدح مین ترے آفتاب ہے

اسکا جواب ساری خدائی مین اک نہین
کہتی ہین آنکھین روئے صنم لاجواب ہی

روتے ہین مجہہ کو دیکہہ کے اور کچہہ بگڑتے ہین
تو ام بہار رحم و خزان عتاب ہے

برمین تڑپ تڑپ کے یہ کرتا ہے بیقرار
دل ہائے کسقدر مرا خانہ خراب ہے

کیون پیاس تم بجہاتے نہین آب تیغ سے
مین تشنہ لب ہون اور یہ کار ثواب ہی

عشق ہو رہا ہی خود فلک پیر دیکھہ کر
کیا خوب میرے چاند کا عہد شباب ہے

۲۹۳ — ضو ۱۱

کہتے ہین سجدہ گاہ دو عالم جسے وہ ضو
لاریب آستان رسالت مآب ہے

الہی منہہ مین ہین کسکے داستان میری
ہوئی ہے عشق مین شہرت کہان کہان میری

جہان کشائی مگر قدرت بیان میری
سخن مرا ہی دہن میرا ہی زبان میری

شب فراق مین صورت نہین دکھاتی ہی
گئی کہان سحر وصل آسمان میری

یہ کیا گرائیگی بجلی نہ آسمانون پر
ہے گرم آج کچھہ آہ شرر فشان میری

دکھا کے ابرو مژگان وہ مجھہ سے کہتے ہین
یہ تیر میرا خبردار یہ کمان میری

ملا نہ چین ذرا اشتیاق دید مین کچھہ
نکل ہی پڑتے ہین آنکھون سے پتلیان میری

لگا دی آتش ہجر صنم نے آگ یہ کچھہ
کہ خاک ہوگئین جل جل کے ہڈیان میری

تڑپ تڑپ کے مرے حال زار پر ہر دم
رلا رہی ہین اسیرونکو بیڑیان میری

بہار یہ مری زخم جگر کی کہتی ہے
کہ دیکھون آکے بگاڑیگی کیا خزان میری

لگا دے آگ نہ بیکس کے آشیانے کو
ہی آج حرف شکایت مین باغبان میری

ہمیشہ معرکہ نظم اسکی ہاتھہ ہی ضو
زبان ہی تیز بہت وقت امتحان میری

۲۹۴

۱۱

مٹی خراب کی اسی ناکردہ کار نے
مجھکو دیا نہ چین دل بیقرار نے

نوع بشر کو اشرف مخلوق کر دیا
یہ خاک پر کرم کیا پروردگار نے

اہل شعور کو نہ کھا شادمان کبھی
اکدن ہی ہائے اس فلک بدشعار نے

چکر مین صبح و شام ہزارون خراب ہین
چھوڑا نہ اک کو گردش لیل و نہار نے

ہے صرف شکر فیض ملاحت میں زخم زخم
پیچے مزے اوڑائے ترے دلفگار نے

پایہ بڑھایہ دشت نوردی میں پاؤ نگا
سر پر بٹھا لیا اسی اک ایک خار نے

ہر روز قطرہ قطرہ سے جوش فراق میں
دریا بہا دئے مژہ اشکبار نے

پانی نہیں ہے وعدۂ فردا کے منہ پہ پی
بے آبرو کیا یہ ترے اعتبار نے

کر ڈالا میرے جامۂ تن کو جلا کے خاک
آہ شرر فشان نفس شعلہ بار نے

آیا جو تو نہ وعدہ پہ اے فتنۂ جہان
اک حشر کر دیا ترے امیدوار نے

۲۹۵

کہتے ہیں دل میں یار کے تاثیر کی ہے ضو
کچھہ آج میرے گریۂ بے اختیار نے

۱۳

مین سخت جان ہون وہ سخت دل ہے کسیطرح سے کمی نہو گی
کچھہ آج رگڑون مین تیغ قاتل تری بھلا دل لگی نہ ہو گی

مین کہہ رہا ہون ادہر تو دیکھو غریب کو کینظر تو دیکھو
پھر اکے منہہ کو وہ کہہ رہا ہے یہ مجھسے حرکت کبھی نہ ہو گی

ہمارے آگے چمن مین بلبل ہے خندہ زن دیکھہ صورت گل
پکار کر کہہ رہی ہے قمری کسیکی ایسی ہنسی نہ ہو گی

جو عرض کرتا ہون کیجیگا عنایت اس زار پر ہمیشہ
تو صاف کہتا ہے وہ بگڑ کر کبھی نہو گی کبھی نہ ہو گی ؛

کرونگا مین نذر سینہ و دل جگر بھی کر دونگا وقف قاتل
لگائیگا جب وہ تیر مژگان تو مجھ سے پہلو تہی نہ ہو گی

مین دیکھہ کر دون اوسے اگر جان رہون مین ای نزع تیر و سنان
وہ آئیگا گر مرے سرہانے تو مجھکو کیسی خوشی نہو گی

ادہر جدا تن سے میرا سر ہے اودہر کف نازخون سے تر ہے
کسیکی کبھی دل لگی نہو گی کسیکو کیون کر خوشی نہو گی ؛

ہے عرض حاضر ہے یہ دل و سر لگاؤ دونون یہ تیر و خنجر
ملو نہ لیکن رقیب دون سے وہ کہہ رہا ہے یہی نہو گی

ہے زلف کا بال بال تیڑھا ادا جہ رہی ہی یہ مجھپہ بیجا ؛
کجی رہے جسکی خاص طینت وہ مائل راستی نہ ہو گی

یہ کوچہ شوخ کعبہ رو ہے چلونگا سر سے یہ آرزو ہے
قدم ہو حد ادب سے باہر کبھی یہ مجھ سے کجی نہ ہو گی ؛

ہی آج اوسکی طبعت آئی رقیب دون سے ہو کچھہ صفائی
یہ عرض میری کہ دشمنون سے تری قسم دوستی نہ ہوگی
کہا کبھی خضر راہ سے گر دکھائے راہ عشق دلبر
تو کہتے ہین دیکھہ دیکھہ مجھکو کہ مجھہ سے یہ رہبری نہوگی
تری طبیعت کے زیر سایہ سخن کے ہی پرورش کا مایہ
کرم جو تیرا نہووے ای ضو کبھی سخن پروری نہوگی

۲۹۶ ۱۰

سب پہ ظاہر ہوئی ایدوست عداوت تیری — دشمنون پر مرے رہتی ہی عنایت تیری
غیر پر رہتی ہی ہر وقت عنایت تیری — دوست کرتے نہین اسپر بھی شکایت تیری
جان دیتا ہون ترپکر مین عادل کیطرح — دیکھتا ہون جو کسی گل مین شباہت تیری
شمع رو دیتی ہی سن سنکے سر محفل آج — قصۂ ہجر مرا اور حکایت تیری
تیرے آشفتہ نہین گبر و مسلمان کسمین — کون کرتا نہین ہر آن لجاجت تیری
کس مزہ سے جگر و دل کی خبر لیتی ہے — یہ تری طلعت رخ اور یہ ملاحت تیری
جسنے دیکھا نہ تجھے کور ہین اوسکی آنکھین — نور ہر دیدۂ بینا مین ہے صورت تیری
سوزش عشق کی لب پر نہ شکایت آئی — دلمین کہتا ہون چھپا کر یہ امانت تیری
دیکھہ کہتے ہین زمین در جانان کو ملک — آسمان مین نہین زنہار یہ رفعت تیری

۲۹۷

خود جلا ہے وہ جلائیگی بھلا کیا ضو کو
کام آئیگی نہ دوزخ یہ حرارت تیری

جلوہ ترا ہے ہر طرف یہ تو بتا تو کون ہے
دین و دل ہین پر ضیا مہر لقا تو کون ہے

غمزہ بلائے جان ترا عشوہ ہی دلستان ترا
ناز غضب بلا ادا کہہ تو بھلا تو کون ہے

تیرے نگاہ ناز نے دل کو مرے چورا لیا
سخت ہون بیحواس مین ہوش رہا تو کون ہے

ای بت غیرت چمن پھول ہین تیرے برہمن
باغ ہے کلمہ گو ترا شان خدا تو کون ہے

ہجر مین زار زار رہون ہاتھ مین بیقرار رہون
تو نے کرم سے ایکدن یہ نہ کہا تو کون ہے

تیرے غم فراق نے لی مری جان ہائے ہائے
تجھکو نہ آیا مجھپہ پس رحم ذرا تو کون ہے

در پہ ترے پڑا ہون مین پوچھا نہ ضو سے ایکدن
کیا ترا مدعا ہے کیا نام ترا تو کون ہے

مرزا دل

موبموبستۂ گیسوئے طرحدار رہے
کیا پریزار رہے

رہن پیچ و شکن طرۂ طرار رہے
بس گرفتار رہے

ایکدن بھی نکیا اوس بت رعنا نے کرم
رہے ممنون ستم

ہمدم ابرو و چشم و مژہ یار رہے
جگر افگار رہے

بت بے مہر کے کوچہ مین رسائی نہ ہوئی
جانفزائی نہوئی

ہائے آفت زدہ گردش دوّار رہے
لاغر وزار رہے

غفلت اوسکی سبب مرگ ہی اور یاد حیات
ہے یہ تقدیر کی بات

جب سے محروم وصال بت عیار رہے
جی سے بیزار رہے

اپنی دل کی طرح افسوس مگر بند رہا
ایکدن بھی نہ کھلا

عمر بھر چشم براہ در دلدار رہے
ہائے ناچار رہے

حالت دل نہ سنی ایک بھی بیرحم نے آہ
ہو گیا حال تباہ

بند ہر وقت ہمارے لب اظہار رہے
تنگ ہر بار رہے

ہے یہ اندھیر کہ اغیار پہ ہو اوسکا کرم
ہمپہ یون ظلم و ستم

کب تلک ضو یہ ترا لطف نہ اے یار رہے
تا بکے خوار رہے

ایضاً

ہمدم جان حزین ہجر مین غمخواری ہے
گریہ وزاری ہے

عشق کی ہائے غضب کیسی یہ دشواری ہے
عشق یہ عشق طاری ہے

آنکھہ اوس شوخ ستمگر سے لڑائی مینے
کی برائی مینے

سر بسر از نظر افتادہ ہون ناچاری ہے
زندگی بھاری ہے

موبموزلف پریشان مین ہون پابند بلا
بیطرح پھنس ہی گیا

بت صیاد مین کیا خوئے ستمگاری ہی
کیا دل آزاری ہی

چشم نرگس ہے ذقن سیب رخ اسکا گل تر
زلف سنبل ہے مگر

کیا سراپا ثمر و گل کی نموداری ہے
قدرت باری ہے

آؤ گودی مین مری جان کے دشمن آؤ
دلکو کچھہ بہلاؤ

راتدن صرف طپش ہاے یہ آزاری ہے
نوگرفتاری ہے

کیون دکھاتا نہین وہ جلوۂ جان بخش ترا
مرے دلبر مین فدا

کھپ گئی آنکھون مین صورت یہ تری یا ہی
زیست اب بھاری ہے

دیکھتا ضو کیطرف کیون نہین ای جان جہان
ہجر مین ہی یہ تپان

آہ ہی نالہ ہے آنکھون سے لہو جاری ہے
یہی بیماری ہی

قطعات

کھل جاتی ہین سامع کی ہزارون باتین انکہین
کیا بات زبان کی۔

پر نور نکیون انجمن شعر و سخن ہو
ہان اہل نظر دیکھئے ضو نام ہے میرا

مری کیا کام میرا

ولہ

جناب قبلہ و کعبہ سفیر قیصر روم
حضور شاکر من مدظلہ العالی

کہا ہے ضو نے یہ دیوان ایک اردو مین
کرین جو آپ نظر تو ہو میری خوشحالی

ادہر جناب جو اصلاح کی نظر فرمائین
نہوگا دامن ضو حسن فیض سے خالی

خدا حضور کا سایہ رکہے صد و سی سال
ہے یہ دعا مری یومی و ماہی و سالی

ولہ

ہی زمزمون کی دہوم مری بزم جہانمین
کہتے ہین مجہے بلبل بستان معانی

دلچسپ ہے کیا ضو یہ بہار اپنے سخن کی
الفاظ ہین سب سنبل و ریحان معانی

ولہ

آسمان میرے سخن کی ہے زمین
ضو کی اس طرز بیان کو دیکہئے

ہر زمین ہے ہمطراز آسمان
اس زمین و آسمان کو دیکہئے

ولہ

مقولہ اپنے بزرگون کا یاد ہی مجہکو
عجیب کچہہ سر و سامان دو راضر ہین

ذری سی عمر مین خوب امتحان ہوا ہی ضو
جہان مین اپنے اقارب سے غیر بہتر ہین

ولہ

پہنسا ہون بہت فکر دنیا و دین مین
مصیبت یہ ٹلتی نہین میرے سر سے

مدد یا رسول خدا ضو ہی حیران
مجہے کہینچتے ہین ادہر سے اودہر سے

رباعیات

یہ حین ہون انقلاب دوران سے آہ
ہے اس کشمکش و پیچ مین مرا حال تباہ
آفت ہین تعلقات دنیا سے ضو
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

وله

بے دینی ہے عین دینداری صدآہ
دینداری کو بے دینی بتاتے ہین واہ
ہے عمر بسر اس کم و بیشی مین ضو
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

وله

ظلمت کا لقب ہی نور تابان ای واہ
اور نور کو ظلمت ہین بتاتے گمراہ
کیا ظلمت شرک کا ہی تماشا ہی ضو
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

وله

یا احمد مرسل دم امداد ہے یہہ
ضو آپکا ایک عرصہ سے ناشاد ہی یہہ
یک چشم کرم بہر حسین ابن علی
حضرت سے ہر اک دم مری فریاد ہے

وله

معشوق خدا خرد جیلان مددی
بیداد زمان سے ہون پریشان مددی
بلوائے باغ دادمین ضو کو ضرور
ای حامئ ہر بے سر و سامان مددی

ولہ

بے مثل ہے درکار تمیم انصاری
پر نور ہے سرکار تمیم انصاری
یہ احمد مرسل کے صحابی ہین ضنو
ایمان ہے اقرار تمیم انصاری

ولہ

کعبہ سے غرض نہ دیر سے ہی کام مجھے
دکھہ دیتی ہے طرز کفر و اسلام مجھے
ہے اوہی ایمان کا طریقہ ای ضنو
دل ہی سے ہے مطلب سحر و شام مجھے

ولہ

ای صاحب دل ہمدمی دل کو نچھوڑ
ہشیار خدا کے خاص منزل کو نچھوڑ
ہی آفت جان دل سے تغافل ای ضنو
کہتا ہو نمین کب کہ کعبۂ گل کو نچھوڑ

ولہ

دل لیکے جو دلبر کا مکرنا دیکھے
عاشق کا تڑپ تڑپ کے مرنا دیکھے
دل دے نہ کبھی دشمن جان کو وہ کبھی
جو جان سے ضنو کا یہ گذرنا دیکھے

ولہ

کیا روز و شب دہر کا اندھیر ہے ضنو
بیطور زمانیکی الٹ پھیر ہے ضنو
کیا لطف ہی بے تعلقی مین حاصل
دل فکر تعلق سے مرا سیر ہے ضنو

ولہ

یہ کون ہین کہا انکو یہان کہتے ہین
منہہ کہول کے جو زبان زبان کہتے ہین

بے بہرہ ہین وہ حقیقت شعر سے ضو
ہم اونکو مگر ہیچمدان کہتے ہین

ولہ

ای طبع کبھی زبان نہ خاموش رہے
دریائے بلاغت کا ہی جوش رہے

کھل جائے زبان بزم سخن مین گر ضو
ظلمت کی طرح ہر ایک روپوش رہے

ولہ

بوبکر خلیفۂ رسول حق ہین
فاروق بنی کے نائب مطلق ہین

ہین حضرت عثمان غنی ذی النورین
ہیبت سے علی کے دل عدو کے شق ہین

ولہ

دامن گل مقصود سے بھر دے یارب
لطف سخن و حسن نظر دے یارب

ہی تجھہ سے ہمیشہ التجا ضو کی یہی
مجھہ زار کی باتون مین اثر دے یارب

تضمین بر غزل عالی جناب حضرت شاکر مدظلہ العالی

فراق صنم جان ستان ہو چکا
دم گرم شعلہ فشان ہو چکا

علاج دل ناتوان ہو چکا | اثر سوز غم کا عیان ہو چکا
جگر جل کے سارا دھوان ہو چکا

نہین مجھمہ مین کچھہ تاب و توان | ہے جان حزین رنج سے نیم جان
کیا تنگ فرقت نے مجھپر جہان | تمہین کام اغیار سے ہی وہان
مرا کام یان جان جان ہو چکا

رہی جستجو اوسکی مجھکو شدید | کہ یار کی دید ہے نا شنید
ہے ہر اک نظر اوسکی مشتاق دید | نظر آئی گنج خفی کی کلید
عیان جب وہ موے میان ہو چکا

جنون نے نکی ہائے کچھہ کو ہتی | رہے ہاتھہ مصروف جامہ دری
ستارونکی ہوای فلک گرگی | یہان لوٹ ہی درہم داغ کی
مرا جیب دل دھجیان ہو چکا

خس و خار ہین راہ پاروںکی تکل | ہے بے مثل اُن پر نگارونکی شکل
بنا سایہ خود نور پاروںکی شکل | چمکتے ہین ذرے ستارونکی شکل
ترا کوچہ بھی آسمان ہو چکا

فلک کی دوا دوسے ثابت ہے یہ | مہ و خور کے پرتو سے ثابت ہے یہ

کوئی ایک کیا سو سے ثابت ہی ہے
نفس کی روا روسے ثابت ہی یہ

روان عمر کا کارواں ہو چکا

کٹی وہ مری ہمت شوق قتل
نظر مین نہین صورت شوق قتل

ہی بیطور اب حالت شوق قتل
زہی شومئی قسمت شوق قتل

وہ نامہربان مہربان ہو چکا

میسر ہے نظارہ باغ ہجر
ہین زیب نظر بلبل و زاغ ہجر

دل و چشم ہین گلشن و زاغ ہجر
شگفتہ ہین ہر سو گل داغ ہجر

مرا سینہ اک گلستان ہو چکا

ہون صرف الم خوف صیاد سے
ہے دل ہن غم خوف صیاد سے

اجل ہی ہی کم خوف صیاد سے
ہوا بند دم خوف صیاد سے

قفس سے ہی تنگ آشیان ہو چکا

عجب ہی تو غنچہ دہن نازنین
نہین منہہ کوئی تری منہہ سا کہین

کہون اور کیا ای بت مہ جبین
نظر کی کوئی بات بنتی نہین

دہن تیرا وہم و گمان ہو چکا

کیا ہے رقیبون نے اس بت کو تنگ
طلب پر مرے روز ہوتی ہے

ہی بگڑا ہوا سب زمانہ کا رنگ | وہ آنے میں کرتا ہی یاں عذر لنگ

ستمگر قزل ارسلان ہو چکا

وہ خود رو رہا تھا مرے بعد قتل | تڑپتا رہا کیا مرے بعد قتل
ہوا اوسکو صدمہ مرے بعد قتل | گلے سے وہ لپٹا مرے بعد قتل

کہ اب آخری امتحان ہو چکا

یہ ذرہ بھی کیا مہر طلعت ہوا | یہ قطرہ بھی کیا بحر آفت ہوا
زمانہ گرفتار صورت ہوا | غضب ہے کہ فتنہ قیامت ہوا

وہ بت رفتہ رفتہ جوان ہو چکا

دل اُس تیغ ابرو سے زخمی ہوا | نہیں ہے کوئی خالی سینہ میں جا
رہا گرم کل معرکہ قتل کا | مژہ نے ترے ٹکڑے ٹکڑے کیا

جگر تند نوک سنان ہو چکا

ہیں نحو بیان سارے اہل علوم | عجب ضو ہے حسن سخن کا یہ دوم
ہے یہ ذات فخر سخنوران روم | ہی مدراس میں شعر شاکر کی دوم

غضب کا یہ شیوہ بیان ہو چکا

تضمین بر غزل جناب حافظ شیرازی طاب اللہ ثراہ

بلائے جان عاشق در رہ شوق ست حایلہا
دلم داد دل از دست زین سنگی ستمگرلہا

بلا گردان دور جام شور انگیز تو دلہا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

قسم اوس خال عنبر بو کی جسکے مست ہین بیحد
قسم اوس سبزۂ خط کی زمرد سے جسے ہی کد

ہی سوگند اوس گل رخ کی چمن ہی جسکے آگے گرد
ببوئے نافۂ کاخر صبا زان طرہ بگشاید

ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاده در دلہا

اطاعت راہبر کی چاہئے انسان کو بیحد
نہین کچھ امتثال امر مین لازم ہے جد و کد

بہ می سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلہا

کمال خوف سے ہی پانی پانی میرا خون ہر دم
رواں ہین کیا مری انکھون سے اشک لالہ گون ہر دم

رہا کر تا ہی میرا اور ہی حال زبون ہر دم
مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم

جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا

زبان ہی بند وحشت سے نہین کچھ میرکا سا ل
طبیعت ہو گئی ہی ڈوب ہی جا یہ بہ سائل

ہوئی ہمت مری اس بحر طوفان خیز مین زائل
شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین ہائل

کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

مرا سب کام ان سوائیون نے کر دیا ابتر
جنون کے جوش مین آٹھون پہر رہنے لگا مضطر

الٰہی انگلیون سے آج بتلانے لگے ہمسر
ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر

نہان کے ماند آن رازی کز و سازند محفلہا

سراسر سخت گمراہی ازو غائب مشو حافظ
بفخر دولت و شاہی ازو غائب مشو حافظ

چو ضو در عین آگاہی ازو غائب مشو حافظ
حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ

متی ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

تضمین مصنف بر غزل خویش

دریا روان ہی خوب مری چشم زار کا
بیطور حال ہے مرے دوش و کنار کا

کیا کہئے ماجرا دل سینہ فگار کا
خواب گران غضب ہے مرے شیر خوار کا

گہوارہ مل گیا ہے اجل سے مزار کا

بگڑا مین اور خراب مرے کام ہو گئے
سب اقربا حزین سحر و شام ہو گئے

بے تابیون کے سر مرے الزام ہو گئے
برباد سارے راحت و آرام ہو گئے

خاکہ ہے خاک مین مرے صبر و قرار کا

یک طفل شیر خوار کے غم مین ہون مبتلا
کرتی ہے تلخ مجھکو وہ شیرینئ ادا

چھوڑا اجل نے ہائے نہ بیچا غریب کا
باطل کو چھوڑ حق کے طرف عبد حق گیا

کھٹکا وصال مین ترا انتظار کا

ای جان جان ہی دہن مجھے تیری ہی دید کی
حسرت دل حزین مین ہی گفت و شنید کی

تم دونون نے یہہ مجھپہ مصیبت مزید کی
داغ جگر جدائی ہی عبد المجید کی

ناسور غم ترا ہے دل داغدار کا

رستہ ریاض خلد کا تو نے لیا ہی ہائے
کس عمر مین یہ پاس رفاقت کیا ہی ہائے

خون جگر فراق مین مینے پیا ہی ہائے
کس سن مین ساتھ بھائی کا تو نے دیا ہی ہائے

ہی حال غیر ہجر مین خویش و تبار کا

کس عمر مین غضب ہی تجھے کھا گئی قضا
اک دم مین شکل حشر کی دکھلا گئی قضا

بدلی کیطرح آنکھون مین اب چھا گئی قضا
افسوس ڈیڑھ سال مین کیا آگئی قضا

دھوکا تھا روز مرگ یہ روز شمار کا

آنکھونکو بند رکھتا ہے نور نظر کا داغ
ہی حشر تیرے جلوۂ شام و سحر کا داغ

ہی مادر و پدر پہ مصیبت پسر کا داغ
ناسور غم کسیکو کسیکو جگر کا داغ

ٹھہرا یہ انتظام ترے یادگار کا

کم ایک روز یہ غم بے انتہا نہیں
کچھ باقی لطف ہائے غضب نیست کا نہیں

کیا میرے دلپہ کہئے مصیبت ہی کیا نہیں
دلمین نہیں سرور زبان میں مزا نہیں

گم جیسے لطف ہے ترے بوس و کنار کا

پیارے وہ تیری دیدۂ فتان ہیں نقش دل
وہ عارض اور وہ لب خندان ہیں نقش دل

تیری ادائیں ہائے مری جان ہیں نقش دل
وانائیاں تری مرے نادان ہیں نقش دل

کس عمر میں خزان ہوا موسم بہار کا

سچ بات ہی کسیکو ٹھکانا یہاں نہیں
چلئے یہاں سے جلد یہ اچھا مکان نہیں

دنیائے دون میں چین کا مطلق نشان نہیں
حق پوچھئے تو خوب سرائے جہان نہیں

کیا اعتبار عالم بے اعتبار کا

ہر وقت قدسیو کا ہی مانوس ورد ضو
کیا جانتا ہی یہ کوئی منحوس ورد ضو

توبہ نہیں یہ قابل افسوس ورد ضو
دن رات ہی وظیفۂ قدوس ورد ضو

دامن نہ یا خدا ہو ترا اس غبار کا

تضمین بر غزل جناب شریف الشعرای مدراس اوستاد مصنف مدظلہ

گوشہ نشین ہیں کہیں در و رہین ہوئین
قید مکان سے کبھی باہر نہیں ہوئین

ہر ہر قدم پہ سے مکدر نہیں ہونمین
کہتا ہے سر کہ غیر کے در پر نہیں ہونمین

پڑہ جاؤن ہر جگہہ پہ وہ پتھر نہیں ہونمین

لیتا ہے چٹکیان مرا آئین احتیاج
صرف شکست ہون مین ہی بگڑا ہوا مزاج

مست خمار ہون نہین پروائے تخت و تاج
چڑہ جاؤن منہہ فرشتون کے نشہ کی شکل آج

افسوس بزم یار کا ساغر نہین ہونمین

آگے ترے دہن کے ہے کب شان انگبین
شیرینی شہد مین یہ خدا کی قسم نہین

چرچا ہی جان فزائی کا اونکے ہی ہر کہین
جس شعر مین ہو مدحت لبہای شکرین

کہتا ہے کب کہ قند مکرر نہین ہونمین

ہر دلین کا رگر ہے وہ سچا ہی حوسخن
انسان رہے ہے شک مین گرفتار کن مکن

ہمدم مرے طرف تو ذرا دیکھہ بات سن
ایمان ہی یار کے عربستان رخ کی دہن

ہندوستان زلف مین کافر نہین ہونمین

دندان سے آبرو گئی موتی کی ہار کی
کیا بات خط سبز زمرد نگار کی

ہین اس طرف لگی ہوئی انکہین ہزار کی
اف رے تعلیان لب و دندان یار کی

یعنے کہ لعل مین نہین گوہر نہین ہونمین

کیون مجہہ سے اسقدر ہو خفا اے مرے حضور
اس مشت خاک پر ہو نگاہ کرم ضرور

نزدیک ہو نہین دل سے سر مو نہین قصور
کسوجہ خاکسار کا سر پھینکتے ہو دور

کیا سنگ آستان کے برابر نہین ہو نہین

مجھہ سا کوئی فدائے رخ مہوشان کہان
ان دشمنون پہ جان کے صدقے ہے میری جان

ہون خدمت صنم مین شب و روز شادمان
واللہ یہ بجا ہین سب اپنے تعلیان

کیا ان بتون کا بندۂ کمتر نہین ہو نہین

ای صوفی وصف ترک تعلق ہے لطیف
یعنے قوی اسی سے ہے ہر بندۂ نحیف

استاد کا سخن یہ حریفو نکا ہے حریف
شکر خدا کہ بند سے آزاد ہون شریف

مدراس مین فقیر ہون نوکر نہین ہو نہین

تضمین بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

دور ہر وقت رہے سیر گلستان ہمسے
سنبل و گل نہ رہے دست و گریبان ہمسے

حور ہو جائے ہم آغوش نہ غلمان ہمسے
نہ چھٹے بعد فنا کوچۂ جانان ہمسے

یارب آباد نہ ہو روضۂ رضوان ہمسے

دل پہ صدمہ رہے ہر دم ستم ایجادون کے
ایک مظلوم پہ حملے رہے جلادون کے

بہا گئے سایہ سے اس عشق کے اوفتادون کے
ایسے رسوا ہوے ملنے سے پریزادون کے

متوحش نظر آتے ہین سب انسان ہمسے

ایک حالت پہ نہین ہے کوئی کار دنیا
کچھہ نہین دور بروں سے بھی یہ اچھا ہونا

دیکھئے کیا کبھی ہوتا نہین ادنا اعلیٰ
ہی مثل سچ کبھی کام آتا ہے کہوتا پیسا

صنم دیر ہوئے طالب ایمان ہمسے

کوہ و صحرا کے رہے ہجر مین صدمے کیسے
ہائے آفت زدہ ہونگے نہ کہین ہم جیسے

کبھی فرصت نہ زبانو نکو ملی ہے ہے سے
غم فرقت مین ہوے سوکھہ کے کانٹا ایسے

اپنے دامن کو بچاتے ہین بیابان ہمسے

استخوانکی مرے پیاری ہی ہمیشہ اُسے بو
کس محبت سے یہ آتا ہے ادہر کو دیکھو

توبہ توبہ ہے ہمایین ہی کہان اوسکی خو
کاٹتا ہے وہ دلا پیار سے ہر دم ہمکو

عشق رکہتا ہے سگ کوچہ جانان ہمسے

دل کسی سے جو نہ جوڑین تو خدا آئے نظر
منہہ ہر اک چیز سے موڑین تو خدا آئے نظر

صحبت اغیار کی چہوڑین تو خدا آئے نظر
بت ہستی کو جو توڑین تو خدا آئے نظر

آتش سنگ کی صورت ہی وہ پنہان ہمسے

غیر ہوتا ہی رہا ہمسے وہ ہر لحظہ عزیز
نظر ظالم بدخو مین ہین عاشق ناچیز

دشمن و دوست کی مطلق نہین اوسکو تمیز
اسلئے تفرقہ خانون سے ہی کافر کو گریز

کہ مشابہ ہے بہت سرو چراغان ہمسے

دل غنچہ مین رہے حسن کا گلشن پنہان
قطرہ قطرہ مین رہے بحر کا شیون پنہان

لعل شاداب مین ہو طلعت معدن پنہان
لفظ رنگین مین رہین معنی روشن پنہان

ہو سکا بس ہی وصف لب و دندان ہمسے

ہجر نے مجھہ سے بھی ہرگز کمی کی ناسخ
ناتوانی مری تو نے نہین دیکھی ناسخ

ضعف کی بیتابی مین مطلق نہین چلتی ناسخ
ضعف نے طاقت رفتار ہی کھوئی ناسخ

انس جب کرنے لگا یار کا دربان ہمسے

تضمین بر غزل حضرت امیر خسرو دہلوی قدس سرہ

سارے حسینون مین نہین تجھہ سے کسیکو ہمسری
قدرت خدا کی ہی مگر تیرے سراپا مین ہری

شرمندہ تیرے حسن سے ہے نور مہر خاوری
ای چہرہ زیبائے تو رشک بتان آذری

ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالاتری

ہوگا کوئی تجھسا کہان ای بانی ظلم و ستم
چرچا ترا باطل نہین ای بت ہی اللہ کی قسم

ثانی کو تیرے کہتے ہین موجود سب ملکر عدم
آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام

بسیار خوبان دیدہ ام اما تو چیزے دیگری

کب ہی کسیکو جان جاں اس حسن و زیبائی مین تک
آگے ترے ناچیز ہے نور مہ و مہر فلک

تجھسا کوئی پیدا نہین ای کان خوبی آج تک
تا نقش می بندد فلک کس را نداده این نمک

حور ے ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

حیران ہین تیرے حسن سے صبح و مسا جن و بشر
دیوانہ تیرے ای پری ہشیار ہین سارے مگر
تو زینت روے زمین دیکھا ہین اوج چرخ پر
ہرگز نیاید در نظر صورت رویت خوبتر

شمسی ندانم یا قمر یا زہرہی یا مشتری

یکتائی مین خوبی ہی سب اور ہی دلبری و دلبری
ہی غیرت مین آج کل ہر ایک کی حالت ردی
مین آپ سے جاتا رہا قربان فیض بیخودی
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

کس سے ثنا ہوای پری تیرے جمال و حسن کی
دیکھا نہین تجھسا بشر آشوب جن و پری
کھپ جاتی ہی نظر وہین بس تیری ہی نازک پیکری
تو از پری چابک تری و ز برگ گل نازک تری

و ز ہر چہ گویم بہتری خفا عجائب دلبری

گونگی زبان ہی دیکھکر آئین چشم سرمئی
ہر رنگ مین ای سحر گر صورت ہی تیری ہی نئی
پامال تیری راہ مین ہر ہر قدم مین سر کئی
عزم تماشا کردئی آہنگ صحرا کردئی

این جان و دل تو بردئی این است رسم دلبری

مردم کے پیش چشم ہی ہر دم تری چشم نکو
تجھسا کوئی ایجان جان پیدا کبھی ہرگز نہو
تجھے بچیگا کیا کوئی باور نہین ای جنگجو
عالم ہمہ یغمای تو خلق خدا شیدای تو

آن نرگس شهلای تو آورده رسم کافری

کجهه رحم هم دونون په هوای پادشاه انبیا
هین جان و دل سے راتدن شاہا ترے پے فدا

مانند خضر رحمت قرین حیرت زده افتاد بهرا
خسرو غریب است وگدا افتاده در شهر شما

باشد که از بهر خدا سوئے غریبان بنگری

تضمین بر غزل حضرت سعدی شیرازی طاب ثراه

صبح عشرت عارض نیکوئے تو
مهر روز عید بهجت روئے تو

لیلة القدر است هر یک موئے تو
ای شب معراج من گیسوئے تو

قاب قوسین مست ابروئے تو

نور مه از نور تابان رخت
طلعت والفجر عنوان رخت

والضحیٰ یک وصف شایان رخت
سورهٔ والشمس در شان رخت

آیه واللیل وصف موئے تو

چون حریم پاک ماوائے مست
بر در درگاه تو جائے مست

این چنین معراج زیبائے مست
خاک بیژب عرش اعلائے مست

لامکان من مکان کوئے تو

روئے روشن ہی ترا شمس الضحیٰ
ہے جبین والفجر یا بدر الدجیٰ

سورہ والنجم خال پر ضیا | سینۂ تو مظہر سرّ خدا ؟
مطلع نور ہدے مشکوئے تو

کھینچتا ہے کاہ کو جون کہربا | کھینچے مقناطیس جون لوہا شہا
کھینچ لے مجکو طرف تیرے دیا | خضر را ہم کن تو جذب خویش را
تا کشد زنجیر مارا سوئے تو

عارض پر نور ہے جو ہمیشاں | چشم بد سے تا نہو اوسکو زیاں
تا نہ لگجائے نظر فی کُلّ حال | حسن رویت را نگہبانست خال
حافظ قرآن بود ہندوئی تو

جہانکتی بغلین ہین خوبان جہان | آنکھین نیچی کرتی ہے نرگس ہر آن
ہوش چیتون کے ہرن ہوتے ہین یان | می برد چشم تو دل از مردمان
صید شیران میکند آہوی تو

حق کہا مینے جو کچھ ہے یہہ کہا | ہر سخن الہام ہے تیرا شہا
مصلحت ہی تھا امین کا واسطہ | رتبۂ وحی است منطوق ترا
مصحف ناطق رخ نیکوی تو

کب اٹھائے ہے کوئی ناز مسیح | کب سنی ہی کوئی آواز مسیح

سب پہ اب کھلجائے ہے راز مسیح | بشکند بازار اعجاز مسیح

غمزۂ از نرگس جادوئے تو

ضو کرے بخشش کا کیا اب بند و بست | کیوں تری رحمت سے وہ ہو جائے پست

کیا ہے غم جب تو ہے اسکا سرپرست | سعدیا امیدہا دارم کہ ہست

بخشش امیدواران خوئے تو

تضمین بر غزل حضرت قدسی علیہ الرحمہ

شرف مکہ تری ذات ہی ای مطلبی | دار ہجرت ہے مدینہ ترا ای میرے نبی

سر بسر فخر عرب ہی تری عالی نسبی | مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تیرے انوار سے روشن ہوئی چشم آدم | تیرے پرتو نے کیا یوسف کنعان پہ کرم

نور تیرا ہی ہوا جلوہ فزا عالم | من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

اک فقط نور مجسم ہے یہ جسم والا | سایہ اس وجہ سراپائے ترے دور رہا

عرض کرتا ہے یہ ہر دم تن بی سایہ ترا | نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را

بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

بندہ تیرے سگ درگاہ سے ہی شیر و نکام
ہو کے رہتا ہی یہان صورت روبہ ضیغم

کھلے کہتا ہے ہما ہی یہ ترے در کی قسم
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بی ادبی

عربستان سے چمکا جو تیرا شا نور
سارا عالم ہوا اس حسن و ضیا سے معمور

ہمزبان خود ہے ترا آپ خداوند غیور
ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

ایک مدت سے جدائی مین ہون تیرے مضطر
انکہین در ذات مری ابر کے مانند ہین تر

رو کے چلا تا ہون ای ابر کرم آٹھ پہر
چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

ابر رحمت ہی تری ذات نہین اسمین کلام
اسلئے حق نے رکہا رحمت عالم ترا نام

تری اعجاز کے قربان ہین ای خیر انام
نقش بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

ماندہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

بحر الطاف ہی او ابر عطا تیری ذات
آبرو کی در دولت پہ بن آجاتی ہی بات

خضر و الیاس کی یہ عرض ہے تجھسے در ذات
ما ہمہ تشنہ لبانیم و تو ئی آبحیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبے

ہی عیان عالم بالا پہ تمہاری گلگشت
ہوے ہر ہفت مگر تیرے لئے جنت ہفت

ما جرائی یہ ترا ہمنسب بام وطشت
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامیکہ رسیدی نرسید ہیچ نبی ص

کیجئے ضو کیطرف اک نظر لطف کبھی
آنکھیں جاری ہیں تری دور سے ای میر نبی ص

راتدن کہتا ہون ہر دم طپش دل ہے یہی
سیدی انت حبیبی وطبیب قلبی

آمدہ سوی تو قدسی پئے درمان طلبی

تضمین بر غزل سید آغا حسن امانت لکھنوی مرحوم

دل ہو ٹھنڈا کہیں آجاؤ تو پیارے گھر میں
گر پڑا ہو نہیں تب ہجر کے مارے گھر میں

شعلۂ ہجر بھڑک اٹھتے ہیں سارے گھر میں
اپنے نالون سے سلگتے ہیں شرارے گھر میں

آگ لگجائے کسی دن نہ ہمارے گھر میں

آج حاصل ہیں گلستان کے نظارے گھر میں
ترے آنیکا عجب لطف ہے پیارے گھر میں

دل لگی کے سر و سامان ہیں سارے گھر میں
عید کا دن ہی پریزاد ہیں سارے گھر میں

راجہ اندر کا اکھاڑا ہی ہمارے گھر میں

نہ ہوا تجسا طرحدار کوئی بت واللہ
ذرہ ذرہ ہی تری راہ میں خورشید پناہ

خاک در کا ترے کیا درجہ بتاؤن ای واہ
آسمان کا ہی نگاں سکو زمین پر ای ماہ

ترے پاپوش کے گرتے ہین ستارے گہر مین

دشت مین تخت نشین ہو سبب جوش جنون
لطف پابوس ہے مین خار مغیلان کو فزون
میری بربادی بھی ہی اوج شرف سے مفروں
ہون وہ دیوانہ سلیمان کی قسم جن کرون

تخت پریون کے صبا لاکے اتارے گہر مین

کردیا مہر کو قربان جبین عیسے ر
لہکشان مانگ پہ ہوتی رہی صدقے ہر بار
ترے آنے کے خوشی مین بت رشک فرخار
چاند باہر رخ روشن پہ کیا ہمنے نثار

تارے صدقے ترے دانتو پہ اوتارے گہر مین

متفق ظاہر و باطن ہین رہ عشق مین ہان
نہین خالی ہین لگاوٹ سے تری جان جہان
سینہ و دل ہے مرے ملتا ہی تیرا ہی نشان
داغ رخ سینہ پہ ہی دلمین ہے یاد دندان

چاند دروازے کے باہر ہی ستارے گہر مین

چودہوین سے نہین کم حسن صنم کا جلوہ
اسکے سایہ کی بھی ماہتاب ہے طلعت سے سوا
میرے اللہ نے شب مجھپہ کرم واہ کیا
ایک بیک شب کو جو وہ رشک قمر آنکلا

چاندنی کھل گئی فورا مرے سارے گہر مین

اگے گہراو سے بڑہا یا جو مرا شب اقبال
طلعت حسن سے کچھہ اور رہا میرا حال
کلبۂ ضو کیطرح جوش ضیا کو تھا کمال
سب امانت سے ہی پوچھتے صبح وصال

تتمّہ

خاتمہ از جانب عالیجناب استاذ الاساتذہ جواد شاہ محمد صادق الحسینی الحسنی القادری شریف الشعرا مدراسی دام افضالہ اوستاذ مصنف

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فقیر ناچیز نحیف شریف خاتمہ طراز مجموعۂ نو ہے جسکا نام دیوان ضو ہی واقعی لفظ لفظ اوسکا نور خیز ہے اور حرف حرف تجلی انگیز سرزمین نامہ کو مثل وادی ایمن مخزن نور کہئے مصرعہ مصرعہ کو ہمسواد طور اور حسن معنی کو برق تجلی ضرور کہئے ؎ موسی و شونکو مژدۂ عیش و سرور ہی ؛ یہ سرزمین نور ہی یہ برق طور ہی ؛ روانی کلام ہم چشم نظر و صفائی بندش ہم جو ہر آئینہ سحر فقرہ فقرہ لطافت زبان اردو پر دال مدعیان زبانکی جانون پر لفظ و لفظ بال ؎ یہ زبان ہر ناظم خوشخو کی ہے ؎ آبرو مدراس مین اُردو کی ہی ؛ کام کیا آئیگی بے معنی ادا ؛ یہ ادا حسن سخن کی ہی قضا ؛ شاہد مضمون ہی بے پوشاک آہ ؛ واہ ان سنگونکا نگاہین ہی ؎

چونچلے سارے یہ بے علمی کے ہین ؛ یعنے ہم مختار اپنے جی کے ہین ؛ ہی زبانونپر فقط لفظ زبان ؛
باتین کہنے کو ہین پر معنی کہان ؛ ضو کی اس لطف زبانکو دیکھئے ؛ جلوۂ طرز بیان کو دیکھئے ؛ سبحان
اللہ ذات مجمع الصفات **جناب مولوی ابو الکرم محمد عبد القدوس**
صاحب ضو دام نوالہ سارے خوبیونمین ہیمنظر ہی نور افزای نظر صاحب
نظران عالی تو قیر ہی یارب **ضو** جب تک کہ فلک پہ دور خورشید رہے ؛ یہ طلعت
ضو کی قابل دید رہے ؛ نظارے سے اوسکے نظر اہل نظر ؛ ہم چشم ضیای سحر عید رہے ؛

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان

چون مرتب گشت این دیوان ضو	دل نشین شد جلوۂ حسن مقال
گفت ناگہ ہاتف غیبم شریف	دفتر زیبای حسن و عشق سال

۱۳۰۹

تقریظ ریختہ کلک گوہر سلک جناب فضیلت انتساب حضرت مولوی سید شاہ عبد الخالق صاحب قادری المتخلص بہ خلق دام فضالہ

عبد القدوس بو المکارم	مجموعۂ لطف و خلق و احسان
کنیت ابو الکرم ہی اوسکی	ضو کا ہی تخلص اوسکو شایان

ہو کیون نہ کلام اوسکا منظور — مقبول طبع ہر سخندان
ہر شعر ہی زیب عارض گل — ہر نظم ہی غیرت گلستان
ابیات ہین کم ادا سے خالی — مضمون سے بہرا پرا ہی دیوان
پابند محاورات اردو — کہیے کہ نہین نہین یہ امکان
ہر وقت یہی مری دعا ہی — ہر دم رہے اُسپہ لطف یزدان
تو شیخ سے نام اسکا نکلے — اس صنع کے دوست حبذا ہین خوبان

م	منظور کیا یہ اُنکا کہنا	و	واغنچہ دل ہوا فراوان
ل	لاکھون مین ہی ایک یا عقیدت	د	وہ ضو کہ ہی مثل مہر رخشان
ی	یہہ وہ ہی سخن طراز و ذی فہم	ا	اعیان سخن قراضہ چینان
ب	بوئی گل و یاسمین جودت	د	ورد چمن و بہار بستان
ا	ای رونق باغ خوش مقالی	ل	لب ہین ترے غنچہ ہای خندان
ک	کردار ہی نیک اور گفتار	ر	رفتار اچھی چلن ہی شایان
م	مہر اوج فنون اخلاص	م	منظور جمیع دوستداران
ح	حامد ہین تمام تیرے احباب	م	مصروف دعا ہین سب عزیزان
د	دیندار و خلیق و نیک اطوار	ع	عالی ہمم ارجمند دوران

ب برہان و دلیل نیک خوئی — د دادا دبادشاہِ ذیشان
ا آزردہ نہیں کوئی ہی تجھ سے — ل لطف آئینہ دار ابر نیسان
ق قانون نواز فکر تازہ — د داؤد صنایع فراوان
و واللہ ہی تو سعادت آئین — س سرکردہ خیل نیک خواہان
ص صاحب اثر نقوش الفت — ا آئینہ صورت محبان
ح حلال رموز نکتہ حب — ب برق سوزان عیب بینان
ض ضامن ہو خدای پاک تیرا — و واصف رہیں تیرے سارے انسان
دیوان کا اسکے سال الخلق — تم سنکر ہو دینگے دوست شادان
لکھا سرانس سے یہہ دلنے — کیا چھپ چکا بینظیر دیوان
تاریخ حکایت تعشق — لکھی ثانی بہی خوب و شایان

۹ ۳۰۱

قطعات تاریخ طبع دیوان بادشاہ - جناب قادر بادشاہ صاحب ولد جناب حاجی محمد قاسم صاحب تاجر ساکن وانمباڑی

مثل ضوء النہار روشن تر — کیون نہو عز و افتخار ضو
شکر ہی آج ہوگئی مطبوع — سارے اشعار آبدار ضو

دل اہل سخن کی ہی کیا بات — جان معنی ہے خود نثار ضو
نہ چھٹا کوئی طائر مضمون — ہوے سب اندنون شکار ضو
زندہ رہتے جو عرفی و فیضی — ہوتے بے شبہ شہ سوار ضو
خار کھائین نہ کیون عدو دائم — ہے یہ گلزار یادگار ضو
مصرعہ سال بادشاہ لکھو — زہے دیوان پر بہار ضو ۱۳۰۹

بیتاب جناب قاضی محمد فہیم الدین صاحب مالک مطبع احتشامیہ ساکن مراد آباد

کلیات کلام حضرت ضو — راحت القلب اور سرور العین
اسکی تاریخ سال ای بیتاب — لکھ دو دیوان ضو ہی نور العین ۱۳۰۹

ولہ

ہی وہ فیض سخن دیوان سے حاصل — سمجھتے ہین سخندان چشمۂ فیض
جو دیکھا مینے اوسکا فیض بیتاب — لکھی تاریخ دیوان چشمۂ فیض ۱۳۰۹

ولہ

چون مرتب کلام ضو گردید — عزت شیوۂ سخن افزود
ہاتف غیب سال او بیتاب — آب و تاب کلام ضو فرمود
۱۳۰۹

بہار۔ جناب سید علی صاحب قادری مالک و مہتمم جلوۂ سخن ساکن مدراس

ہی یہ دیوان کا ہیکو اک گلشن بیخار ہی
جسکے پھولونمیں عجب ہی رنگ و بو ہی دیکھئے

سال تاریخ اسکا ہاتف نے کہا مجھسے بہار
مایۂ ناز و نیاز فکر ضو ہے دیکھئے
۱۳۰۹

وله

اشعار آبدار ہین رنگین کلام ہے
ضو جسکا باغبان وہ چمن ہے یہ دیکھئے

تاریخ کی جو فکر ہوئی دلنے یہ کہا
گلزار دلفریب سخن ہے یہ دیکھئے
۱۳۰۹

وله

جناب ضو نے یہ دیوان لکھا ہی کیا خوب
کہ جسکا شعر ہر اک شاہد زکاوت ہی

بہار فکر ہوئی مجھکو جب پئے تاریخ
کہا یہ دلنے کہ کیا دفتر فصاحت ہی

حریف جناب محمد جعفر الحسینی صاحب مہتمم اخبار طلسم حیرت مدراس

اندرین نظم ضیا خیز حریف
انتظام اثر ضو زیباست

ثمر حسن سخن معنے او
سال دیوان شجر ضو زیباست
۱۳۰۹

خواجہ جناب حکیم حاجی خواجہ محمد صبغۃ اللہ بادشاہ

صاحب ساکن ویلور برادر بزرگوار مصنف

طرز دیوان ضیا خیز ضو — شد دوای مرض دل تنگی
اینک این سن طبعش خواجه — گفت عشرت کده یک رنگی ؛

خطیب جناب خطیب محمد عبدالرحمن صاحب ساکن وانمباڑی

دیوان چون نوشت مجمی جناب ضو — ذی علم و ذی لیاقت و ذی فهم ذی کمال
چون بی نظیر عصر به آئین خویش هست — سالش خطیب گفت سخنهای بیمثال
۱۳۰۹

دل جناب محمد عبدالسبحان صاحب داماد جناب ملک التجار حاجی محمد بادشاه صاحب جنت آرامگاه

دل نے دیوان ضو کا جب دیکھا — ہوگیا خوب خرم و شادان
کہا ناگاہ اوسکا سال طبع — مایۂ خوشدلی بے نقصان
۱۳۰۹

رزاق خاکسار حاجی محمد عبدالرزاق مہتمم دیوان ہذا و جناب الحاج قادر محی الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی

دل و دیدہ ام کان نور ضیا شد — چو مطبوع گردید این نظم نیکو
بہ نیرنگیش محور رزاق گشتہ — سنش گفت مضمون رنگین دلجو
۱۳۰۹

سلام - جناب الحاج مولوی محمد عبدالسلام بادہ صاحب

فرزند جناب ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب جنت آرامگاہ

گیا ضو نے جو دیوان طبع اپنا — سلام اس سے ہوے ہر چشم بینا
کہا دل نے سن اوسکا سر جھکا کر — یہی ہی مہر اوج نظم زیبا
۱۳۰۹

شاکر - عالیجناب الحاج محمد عبد الشکور بادشاہ صاحب سفیر قیصر روم مدظلہ العالی

چو این دیوان ضو شد جلوہ آرا — مجسم در نظر شد پیکر لطف
بفکر سال او ناگاہ شاکر — بگوشم گفت ہاتف منظر لطف
۱۳۰۹

شوق - جناب محمد تاج الدین صاحب ساکن مدراس

زہے دیوان ضو طلعت فزاہیت — بود ہر حرف او مہر درخشان
چو دیدم حسن لفظ و معنیش شوق — بگفتم سال دیوان ضو افشان
۱۳۰۹

شریف - عالیجناب شریف الشعرای مدراسی دام افضالہ اوستاد مصنف

زہے زیبا کلام عبد قدوس — بود پیش نگاہم پیکر قدس
شریف از عالم قدسی بگوشم — ندای سالش آمد مظہر قدس
۱۳۰۹

عزیز - جناب الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب

فرزند جناب ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب جنت آرامگاہ

بہار جان فزا دیوان ضو کی — ہوی منظور چشم جملہ احباب
اٹھا کر سر کو بلبل نے کہا سال — عزیز خوش بیان ہے باغ شاداب
۱۳۰۹

عزیز۔ جناب حکیم محمد عبد العزیز صاحب داماد جناب ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب جنت آرامگاہ

چو دیوان ضو ہمدم طبع گشتہ — ضیائی نظر گشت تحریر نازک
عزیز از دلم ہاتف غیب ناگہ — سنش گفت معیار تفریز نازک
۱۳۰۹

فریاد۔ جناب مولوی قاضی احتشام الدین صاحب ساکن مرادآباد

حضرت ضو کا سخن ہے بیمثال و بینظیر — جس سے لکھ سکتا نہیں کوئی سخندان جو بتر
فکر جب تاریخ دیوانگی ہوئی فریاد کو — غیب سے آواز آئی بی یہ دیوان خوبتر
۱۳۰۹

فخر۔ جناب مولوی حاجی محمد عبد القادر بادشاہ صاحب ساکن ویلور برادر بزرگ مصنف دام افضالہ

ہو گیا طبع جو دیوان ضو — ہوا سرسبز گلستان سخن
فخر سے سر کو اٹھا کر ہاتف — سال بولا چمنستان سخن
۱۳۰۹

قدوس۔ جناب محمد عبد القدوس بادشاہ صاحب

فرزند جناب ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب جنت آرامگاہ

چھپ گیا ضو کا جبکہ یہ دیوان — سارے احباب ہو گئے خوشحال
سال طبع اوسکا بے سر اعدا — کہا دل نے کہ ہے چراغ کمال
۱۳۰۹

گوہر جناب محمد عبد الرحیم صاحب ماہر شاگرد سید محمد ابراہیم صاحب کیفی مرحوم ساکن ویلور

آج ضو صاحب مکرم کا — طبع دیوان ہو چکا کامل
سال پوچھے کوئی اگر گوہر — کہدو نازک خیال روشن دل
۱۳۰۹

ہادی جناب الحاج محمد عبد الہادی بادشاہ صاحب فرزند جناب ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب جنت آرامگاہ

چو گردید مطبوع دیوان ضو — شد از طلعتش مہر انور خجل
بہ ہادی ندا داد ناگہ سروش — سن اوکہ مرغوب آگاہ دل
۱۳۰۹

للہ الحمد والمنہ کہ یہ کتاب لاجواب مجموعہ نوالمسمّی بہ دیوان ضو تصنیف جناب مولوی ابوالکرم محمد عبد القدوس صاحب ضو بتاریخ یکم ذیقعدہ ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۲۸ مے ۱۸۹۲ عیسوی روز شنبہ بخوبی و خوش اسلوبی تمام مطبع شرفیہ طلسم حیرت مدراس مین بخط نیاز آئین رشید شہاب الدین مطبوع ہو کر مقبول انام ہے منظور خاص و عام ہے۔

نقاش دیوان ہذا جلال الدین عفی عنہ

غلطنامہ

نمبر	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۳	صنم کے	ستمگر سے	ایضاً	۷	ہے اوس	کسی	۲۰۱	۴	طاؤسِ بہار	طاؤسِ ارمان
۲	۱	کہانی	کہانی	۱۰۰	۱	سکار	شکار	۲۰۳	۱	امید منظر	امید و منظر
۳	۱۳	پاوں	پاؤں	ایضاً	۱۵	تماشا	تماشا	۲۰۵	۴	ہوا	ہو
۴	۱۳	جا بجا	جا بجا	۱۰۱	۱۲	مارب	پارب	ایضاً	۱۴	آنکھوں	آنکھوں
۵	۱۱	دیکھو	دیکھوں	۱۰۲	۴	خش	خس	ایضاً	ایضاً	نوتیا	توتیا
۶	ایضاً	ہزار کی زبانگی	ہزار کی زبانگی	۱۰۶	ایضاً	خبر ہے	خبر سے	۲۰۷	۳	سپید پر	سپید پر
۷	۲	لگتے ہی رہی	لگتی ہی رہی	۱۲۰	۲	گشت	گشت	۲۰۸	۹	زلف رخ	زلف و رخ
۸	۱۱	میر	میرا	۱۲۱	۵	شیدائی	سودائی	۲۱۱	۴	ترے	تیرے
۹	۱۳	دن	دل	۱۲۵	۱۱	خام	فام	۲۱۲	۱۵	گل شاداب	گل شاداب
۱۰	۵	بیگانے	بیگانگان	۱۲۰	۲	تیرے	تجھے	۲۱۶	۲	میرے	مرے
۱۱	۴	لہو میرا	لہو مرا	۱۲۰	ایضاً	دست جنون	دست جنون	ایضاً	۱۳	ہین	مین
۱۲	۱۳	دوانی کا	روانی کا	۱۳۰	۰	آنکھ ہے	آنکھ سے	۲۲۷	۴	پہ آج	پہ آج
۱۳	۴	ادسکی	اوسکی	۱۳۲	۱۰	چہرا لیکے	چہرا لیکے	۲۲۷	۹	ہے ضو	اے ضو
۱۴	۷	تلو رو نگا	تلوار و نگا	۱۳۴	۵	ٹکڑے ہوے	بکڑے ہوے	۲۲۸	۲	درکار	دربار
۱۵	۱۲	گہرائی	گہرائی	۱۳۸	۶	میرے	مرے	ایضاً	۵	دیرے ہی کام	دیرے کا
۱۶	۷	جانان یہ	جانان یہ	ایضا	۱۴	ہی ضو	ہی ضو	ایضاً	۱۲	کبھی	کسی
۱۷	۸	ہے سراپا	ہے سراپا	۱۳۸	۱۲	ترے	تیرے	۲۳۱	۷	زاغ	راغ
۱۸	۷	ما دارا	آوارہ	۱۴۱	۲	ترے	تیرے	ایضاً	۹	صرف	صرف
۱۹	۳	آلی	آلی	ایضا	۴	ترے	تیرے	ایضاً	۱۲	تری	تیری
۲۰	۱۲	اسے نظیر	نظیر	۱۴۴	۱۴	کہلستا ہے	رہج دیتا ہے	ایضاً	۱۵	ہوتی ہے	ہوتی ہے
۲۱	۱۱	مرا	تیرا	۱۵۱	۳	تیری	تری	۲۳۵	۴	تیرا	ترا
۲۲	۱۲	اے جوش	اے جوش	ایضا	۸	تری	تیری	ایضاً	۱۱	نقل	نقل
۲۳	۸	رضیہ کی	رضیہ کی	۱۵۳	۲	فرہاد	فولاد	۲۳۹	۴	بیتظر	بے نظیر
۲۴	۱۱	رضیہاں	رضیہان	۱۵۴	۵	برم	بزم	ایضاً	۱۵	تخالص	تخالص
۲۵	۲	کہ	گہ	۱۶۱	۷	حسن صفا	حسن و صفا	۲۵۰	۶	جب	جب
۲۶	۱۰	تیرا	ترا	۱۶۴	۵	روسے	زرسے	ایضاً	ایضاً	خوراں	خواہاں
۲۷	۸	تیرا	تیرا	۱۰۶	۹	یہان	بیان				
۲۸	۵	چھلکے	چھلکے	۱۹۵	۹	شیدائے	شیدا کے				
۲۹	۱۱	غم سے نہین	غم سے نہین	۱۹۶	۱۳	ہمہاں	ہمیہاں				
۳۰	۱۲	تیہ ی	تیری	۱۹۷	۱۴	کرے	کرتے				
۳۱	۵	مرا	میرا	۲۰۰	۱۰	جیسے	جیسے				

اعلان

مبرہن اہل سخن ہو کہ درینولا

یہہ مجموعہ نو یعنی دیوان ضوجس کا شعر شعر لایق

دید اور فرد فرد قابل شنیدہی بخدا خوب و تقطیع

مرغوب طبع ہوائی جن کو اس کی اشتر امنظور ہو بارسال

قیمت یکروپیہ دوکان محمد عبداللہ صاحب تاجر کتب

ہی روڈ ترملکھڑی مدراس سے

طلب فرمالین

۱۳۰۹

